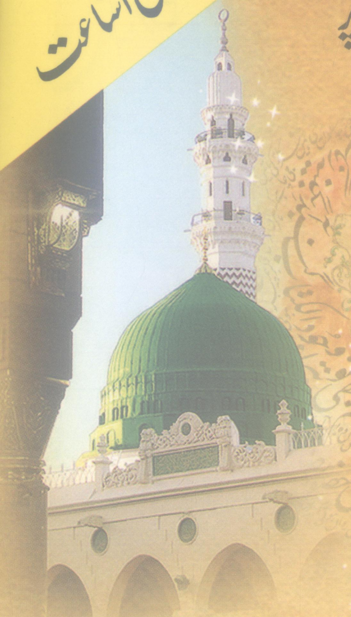
خصوصی اشاعت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے صد سالہ عرس مبارک پر



تحفظِ ختمِ نبوّۃ

اور

امام احمد رضا



حضرت علامہ
مفتی محمد تصدق حسین
ناظم تعلیمات : جامعہ المرکز الاسلامی
والٹن لاہور

انوارِ احمد سعید پبلیکیشنز

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ الرَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت

مؤلف

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد تصدق حسین

0304-1192786

ناشر:

ادارہ انوار احمد سعید

چونگی امرسدھو لاھور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	....	امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت
مصنف	....	علامہ مفتی محمد تصدق حسین
تصحیح و تقدیم	....	حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری
کمپوزر	....	محمد افضل عباسی (0313-7628876)
پروف ریڈنگ	....	حضرت مولانا محمد فرمان علی
باہتمام	....	حافظ طارق جاوید سعیدی
تعداد	....	1100
اشاعت	....	۱۴۴۰ ھجری
قیمت	....	

ملنے کے پتے:

داتا دربار مارکیٹ کے تمام مکتبوں پر دستیاب ہے

علاوہ ازیں:

☆...... جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ

☆......ادارہ انوارِ احمد سعید چونگی امر سدھو لاہور

☆......مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆......ادارہ انوارِ احمد سعید شہزادہ پنڈ کاہنہ نو لاہور

حسن ترتیب

قطعۂ سال طباعت

ازقلم: ممتاز شاعر حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی
''ارمغان روشن مقال''

۲۰۱۹ء

مولانا مفتی تصدق ذی وقار عزت مآب
خوبیاں ان کو ملی ہیں ذات حق سے بے حساب
ان کو ہے تحقیق اور تحریر پر حاصل عبور
اہل سنت کے ہیں یہ مخلص زعیم اک لاجواب
مرحبا ان کی نئی تالیف عمدہ بہترین
جذبۂ ایماں پر آئے گا اک شباب
اعلیٰ حضرت کی ہے یہ خدمات کا اک جائزہ
قادیانیت کا کیا کیسے انہوں نے احتساب
ثانی ان کا کوئی علم وفضل میں ہوگا کہاں
ہے انہیں کی شان کے شایان مجدد کا خطاب
اس پر جو تقدیم لکھی پیر صابر شاہ نے
لفظ ہے ہر ایک اس کا اک درخشاں مہتاب
فکر تھی فیض الامین کو اس کے سال چاپ کی
ہاتف غیبی پکارا ''خوش نما زیبا کتاب''

۱۴۴۰ھ

انتساب

مقتدائے اہل سخا — داماد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تاجدار اہل ایمان — سردار اہل احسان
خلیفہ راشد — امیر المومنین

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں
جن کی سخاوت اور صبر و رضا نے
ہر دور میں امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔

محمد تصدق حسین

اهداء

جگر گوشہ مصطفی	راکب دوش مصطفی
راحت قلب مرتضی	اہل عزیمت کے مقتدا
مینارہ جرأت و وفا	شہزادہ گلگوں قبا

حضرت امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما

کی خدمت میں

جن کے عزم واستقلال اور استقامت نے

ہر دور میں امت مسلمہ کی دستگیری فرمائی۔

محمد تصدق حسین

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر دور میں انبیاء کرام **علیھم السلام** کی مقدس جماعت کو بھیجا ، سب سے آخر میں **قائد المرسلین**، مقصود کائنات سرور عالم ﷺ مبعوث ہوئے۔حضور سید عالم، امام الانبیاء، تاجدار کائنات، حضرت محمد مصطفی ﷺ آخری نبی و رسول ہیں آپ کی جلوہ گری کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اب کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا اس پر امت مسلمہ متفق ہے۔

علماء امت نے ہر دور میں تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیا علماء کے تتبع میں ملک پاکستان کے نامور محقق علامہ مفتی محمد تصدق حسین رضوی نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے صد سالہ عرس مبارک کی تقریبات پر اعلیٰ حضرت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ''امام احمد اور تحفظ ختم نبوت'' کے عنوان سے ضخیم کتاب لکھی اس سے قبل مفتی صاحب کی کئی وقیع علمی تصنیفات منصۂ شہود پر آکر قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں مفتی صاحب جید عالم دین ، جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل ، جامعہ المرکز الاسلامی کے ناظم تعلیمات اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی ناظم وتعلیم وتربیت ہیں آپ صرف محراب ومنبر کی ہی زینت نہیں بلکہ تحریر میں بھی آپ جوہر یگانہ ہیں۔

ادارہ انوار احمد سعید مفتی محمد تصدق حسین رضوی کی تازہ تصنیف ''امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت'' نذر قارئین کر رہا ہے جس پر تقریظ عظیم سکالر پروفیسر مجید اللہ قادری اور تقدیم مصنف کتب کثیرہ پیر سید صابر حسین شاہ نے لکھی جس پر بندہ ان

کا شکر گزار ہے۔

ہماری انتہائی خوش بختی ہے کہ انتہائی حساس عنوان جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے، تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ہم یہ تحریر شائع کررہے ہیں اس سے قبل ادارہ انوار احمد سعید حضور غزالئ زماں، رازئ دوراں، محقق العصر علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تقاریر پر مبنی ''مواعظ کاظمی''، ''غزالئ زماں کا طرز استدلال، اور جگر گوشۂ غزالئ زماں، مفکر اسلام علامہ پیر سید حامد سعید شاہ کاظمی کی تقاریر پر مشتمل کتاب ''افکار کاظمی'' شائع کر چکا ہے ان کتابوں کو بے حد سراہا گیا اور انہیں شہرت عام ملی۔

ادارہ ہذا کی نسبت حضور غزالئ زماں سے ہے اس لحاظ سے ایک تاریخی بات کا ذکر مناسب ہوگا وہ یہ کہ غزالئ زماں علامہ کاظمی **رحمۃ اللہ علیہ** نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے کیا تھا اور یہ بات جسٹس منیر کی رپورٹ میں موجود ہے اور جب اسمبلی میں مرزا ناصر نے ارتداد اور اس کی سزا کی لایعنی بحث شروع کی اس بارے میں بھی تحقیقی و علمی جواب غزالئ زماں کی سرپرستی میں ہی تیار کیا گیا۔ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کرنے والے علماء کی صف میں علامہ کاظمی کا نام سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

ادارہ انوار احمد سعید دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور علماء اہلسنت کی گراں قدر خدمات دین کی اشاعت کے لیے قائم ہوا، راقم دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی کتاب کو عوام الناس کے لیے نفع مند بنائے، فتنہ قادیانیت اور دیگر فتنوں سے ہماری نوجوان نسل کو محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسل سے قبلہ مفتی صاحب کی اس کتاب کو شرف قبول عطا فرمائے

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

احقر العباد حافظ طارق جاوید سعیدی
0300-8166082

تقدیم

نامور مؤرخ ممتاز ادیب پیر طریقت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
بانی ادارہ افکار فروغ رضا و ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین ورحمۃ للعالمین سیدنا و شفیعنا ومولانا محمد و علی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملّتہ اجمعین۔

فتح باب نبوت پہ بے حد دُرود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

یہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی سرزمین جہاں مختلف فتنوں کی آماج گاہ بنی وہاں اسی خطے سے اللہ تعالیٰ نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے مجاہدین اسلام اور سرفروشان اسلام کی بھی کمی نہ چھوڑی۔

یوں تو تمام فتنے اسلام اور بانئ اسلام حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف سرگرم عمل ہیں لیکن ان میں ''انکار ختم نبوت'' فتنۂ عظیمہ'' بن کر سامنے آیا یہی فتنہ بعد میں مرزا غلام قادیانی کی شکل میں امت مسلمہ کے لیے تکلیف کا باعث بنا اسے ''فتنہ قادیانیت'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

برصغیر میں اس فتنے کی سرکوبی میں محافظین ختم نبوت کی تعداد کا کوئی شمار نہیں لیکن ان میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ قاری حافظ محمد احمد رضا خان

بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) اور آپ کے خانوادے کا کردار نہایت روشن اور نمایاں رہا، فتنۂ قادیانیت ان کے خاص نشانے پر رہا سر زمین بریلی شریف سے اس فتنے کا ایسا تعاقب ہوا کہ اپنے بیگانے عش عش کر اُٹھے۔

مولانا احسن نانوتوی (م ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) جب حدیث اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے اس عقیدے کا اعلان کیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک '' خاتم النبیین'' موجود ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) نے ان کی بروقت گرفت کی اور عقیدہ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج اہل سنت قرار دیا۔ آپ کے اس موقف کی حمایت میں بریلی، بدایوں اور رام پور کے علماء کرام بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی آپ کی حمایت میں اپنے فتاویٰ صادر فرمائے۔ یوں برصغیر میں فتنۂ انکار ختم نبوت کا پہلا رد سرزمین بریلی شریف سے ہوا۔

۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء) نے " **الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**" لکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات اور ان کی دنیائے ارضی پر دوبارہ تشریف آوری قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر کے مرزا قادیانی کے مکروفریب کا پردہ چاک کر دیا۔

۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء میں امام احمد رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے

"جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ" لکھ کر ختم نبوت کے مطلب ایمانی پر ایک سو بیس اور منکرین ختم نبوت پر تیس نصوص کے تازیانے برسائے اس پر عرب وعجم کے علماء کرام کی تصدیقات ہیں۔

۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں آپ نے **"السوٗ والعقاب علی المسیح الکذاب"** لکھ کر دس وجوہ سے دجال قادیانی کا کفر بیان کر کے فرمایا کہ یہ لوگ دین اسلام خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔

۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں ہی آپ نے **سیف اللہ المسلول** مولانا فضل رسول قادری بدایونی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) کی عربی میں لکھی گئی شہرۂ آفاق کتاب **"المعتقد المنتقد"** پر نہایت عالمانہ انداز میں **"المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد"** کے نام سے عربی میں حواشی لکھے جن کا اردو زبان میں ترجمہ تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء) کے قلم سے شائع ہو چکا ہے ان حواشی میں بھی آپ نے گمراہ فرقوں اور ان کے سرغنوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے بارے میں صاف صاف فرمایا:

> یہ مرزا ان جھوٹے دجالوں میں سے ہے جن کے خروج کی خبر صادق و مصدوق نبی ﷺ نے دی، یہ دجال مرزا قادیانی اس زمانے میں موضع قادیان واقع پنجاب میں نکلا۔

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہ سخن مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) نے بریلی شریف سے ردقادیانیت پر پہلا باضابطہ ماہ وار رسالہ جاری کیا، اس کا تاریخی نام **"قھر الدیان علی مرتد القادیان"** رکھا گیا اس کے اجراء میں آپ کو کثیر

احباب کا تعاون حاصل تھا۔ ان میں سے ۸۵ معاونین کے اسمائے گرامی رسالہ کے اندرون سرورق پر شائع ہوئے تھے۔ اس کے پہلے شمارے میں قادیانیت کے رد میں آپ کا مقالہ ''ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری'' کا پہلا حصہ شائع ہوا تھا۔

۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے باطل فرقوں کے رد میں اہم قدم اٹھایا کہ ان کی کفریہ عبارات پر علمائے حرمین شریفین کی اکثریت سے تصدیقات وفتاویٰ حاصل کیے اور اسے ''**حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین**'' کا تاریخی نام دیا۔ اس میں مرزا قادیانی کی کفریات وارتداد پر فتویٰ کفر نمایاں اور سرفہرست ہے۔

۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں آپ کی مشہور کتاب ''**المبین ختم النبیین**'' سامنے آئی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ مشہور آیت ختم نبوت میں ''الف لام'' استغراقی ہے، عہد خارجی کا لام نہیں، یعنی ہر قسم کی نبوت کے خاتم ہمارے آقا و مولا خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ کے بعد کسی طرح کی نبوت کا امکان نہیں۔

۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء میں آپ کے قلم سے ''**باب العقائد والکلام**'' **المعروف** ''گمراہی کے جھوٹے خدا'' نامی رسالہ سامنے آیا۔ اس میں آپ نے مختلف فرقوں کے تصور توحید کو طشت از بام فرمایا۔ اس میں آپ نے قادیانی کے جھوٹے خدا کی بھی قلعی کھول دی ہے کہ قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے العیاذ باللہ۔

۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء میں مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک مرید کے خواب و بیداری میں کلمہ طیبہ کی جگہ اور درود شریف میں بھی ان کا نام لینے پر گرفت فرمائی اور ''**الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی**'' میں ان کی خبر لی۔

۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے جماعتی نظم کے لیے اپنے احباب کے مشوروں سے بریلی شریف میں کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ کی بنیاد رکھی۔ جماعت کے اغراض و مقاصد میں، پیارے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کا تحفظ سرفہرست تھا۔ جماعت نے اسلامی تشخص کے امتیاز و تحفظ اور فتنۂ ارتداد میں نہایت موثر کام کیا۔ مرزائیوں کی فتنہ سامانی کا جماعت رضائے مصطفی کے مناظرین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، آخر کار قادیانیوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

جماعت رضائے مصطفی نے اشاعت کتب کی جانب خاص توجہ دی فتنۂ قادیانیت کے رد میں نہ صرف اس کے بانی کی کتب بلکہ دیگر علماء اہل سنت کی کتب کی بھی اشاعت کی ہمارے ضلع اٹک کے معروف عالم دین علامہ قاضی غلام گیلانی شمس آبادی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء) کی شہرۂ آفاق کتاب ''تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی'' کی پہلی اشاعت بھی بریلی شریف ہی سے ہوئی تھی۔

۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو پیلی بھیت سے شاہ میر خاں قادری نے آپ کی خدمت میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر مرزائیوں کے چند اعتراضات استفتاء کی صورت میں بھیجے۔ آپ نے علالت کے باوجود "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی**" (۱۳۴۰ھ) قادیانی مرتد پر خدائی تلوار جیسے تاریخی نام سے یہ رسالہ سپرد قلم فرمایا اور مرزائیوں کے اعتراضات کا حقانیت افروز جواب رقم فرمایا۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ یوں آپ کا آخری قلمی جہاد بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تھا۔

اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** کے فرزند اصغر مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کیا ہے آپ نے "**تصحیح یقین بر ختم نبیین**" میں خاتم النبیین کی نہایت احسن انداز میں وضاحت فرمائی ہے اس کے آخر میں اپنا دوٹوک فیصلہ یوں سناتے ہیں:

"الحمدللہ! مہر نیم روز کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ ہمارے سردار مالک و مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے پچھلے، سب سے افضل نبی ہیں، جو اس میں ذرا بھی شک کرے کافر ہے، آیات و احادیث قطعاً اپنے عموم پر ہیں جن میں اصلاً نہ تاویل کی گنجائش نہ تخصیص کی مجال"

یہ رسالہ ۲۰۰۴ میں مولانا الحاج محمد سعید نوری نے رضا اکیڈمی ممبئ انڈیا سے شائع کر کے عام کیا تھا۔

مفتی اعظم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) نے اعلیٰ حضرت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی جلیل القدر تصنیفات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید انداز میں منظر عام پر لانے کے لیے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ۱۹۸۸ء میں رضا فاؤنڈیشن قائم کی۔ اس کے زیر اہتمام فتاویٰ رضویہ نہایت خوب صورت انداز میں تینتیس ۳۳ جلدوں میں شائع ہو کر سامنے آیا۔ اس کی چودھویں جلد میں "**المبین ختم النبیین**" اور پندرھویں جلد میں ردقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے لکھے گئے رسائل "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی "السوٗ والعقاب علی المسیح الکذاب، الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی، باب**

العقائد والکلام، جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ اور **قھر الدیان علی مرتد بقادیان** شامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی قائم کی گئی کل ہند جماعت رضائے مصطفی کے تحت **جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ، السؤ والعقاب علی المسیح الکذاب**، حجۃ الاسلام کی" **الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**"اور ایک دوسرے سنی عالم دین کی کتاب "**حربہ احمدیہ**"شائع ہو کر سامنے آئی تھیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی آخری تصنیف "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی**" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۱ھ میں یتیم خانہ پریس کانپور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور اور تیسرا ایڈیشن بزم عاشقان مصطفی لاہور سے ۱۹۸۹ھ میں سامنے آیا۔

۱۹۸۵ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کا ایک مجموعہ رسائل رد قادیانیت شائع ہوا جس میں آپ کے چار رسائل **السؤ والعقاب، قھر الدیان، الجراز الدیانی** اور **المبین** شامل ہیں۔

۱۹۷۵ء میں علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء) کی جانب سے رسائل اعلیٰ حضرت کی تین جلدیں شائع ہوئیں ان کی تیسری جلد میں "**جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ**"شامل ہے۔

۱۹۸۷ء میں جب ایک دیوبندی فاضل پروفیسر خالد شبیر احمد نے "تاریخ محاسبۂ قادیانیت" لکھی جب ان کی نظر اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تصنیف "**السؤ والعقاب علی المسیح الکذاب**" پر پڑی تو وہ

متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے انہوں نے چار صفحات میں اعلیٰ حضرت بریلی **رحمۃ اللہ علیہ** کا نہایت مفصل انداز میں تعارف لکھا اور یہ پوری کتاب، تاریخ محاسبہ قادیانیت'' کی زینت بنائی۔ کتاب کے بارے میں ان کا یہ مختصر تاثر ملاحظہ فرمایئے۔

ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت فقہی دانش اور دینی بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے، جس میں آپ نے مرزا غلام کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا ہی ناز کریں کم ہے''۔

خالد شبیر احمد: تاریخ محاسبۂ قادیانیت کاروان ادب ملتان ۱۹۸۷ء صفحہ ۴۶۰

۱۹۹۷ء میں مجلس گنج بخش لاہور سے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تصنیف ''**الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**'' نئی آب و تاب سے شائع ہو کر سامنے آئی۔

۱۹۹۸ء الحاج محمد سعید نوری نے رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا سے ''**جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ**'' شائع فرما کر تقسیم کی۔

ستمبر ۲۰۰۱ء میں صاحبزادہ ابو الحسن واحد رضوی نے ماہ نامہ ''ریاض الاسلام'' اٹک میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی آخری تصنیف ''**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی**'' شائع کی اسی طرح جنوری تا دسمبر ۲۰۱۸ میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے ماہ نامہ جہان رضا لاہور میں بھی اسے شائع کیا۔

جون ۲۰۰۳ میں مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر سے اعلیٰ حضرت

بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تصنیف "**باب العقائد والکلام**" ملقب بہ "گمراہی کے جھوٹے خدا" شائع ہوکر سامنے آئی، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ مولانا اجمل حسین قادری نے اس میں نہایت محققانہ انداز میں تعلیقات وحواشی لکھے جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اسے پڑھیں تو یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ دجال قادیانی اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیسے کیسے گمراہ کن عقائد رکھتا تھا۔

علامہ مفتی محمد امین قادری **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) ایک جذبۂ صادق لے کر اٹھے کہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالے سے علماء اہل سنت کے تصنیفی کام کو یکجا کر کے کئی جلدوں میں محفوظ کیا جائے لیکن آپ جلد ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ان کی وفات کے بعد ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی کے زیر اہتمام ۲۰۱۳ء تک عقیدہ ختم نبوت کی پندرہ جلدیں شائع ہوئیں، ہنوز سست روی ہے اللہ کرے ان کے رفقاء آگے بڑھیں اور ان کے کام کو مزید آگے بڑھائیں۔

۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء ہی میں "عقیدہ ختم نبوت" کی دوسری جلد سامنے آئی تو اس میں رد قادیانیت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے چھ رسائل اور حجۃ الاسلام کا ایک رسالہ شامل تھا۔

جون ۲۰۰۵ء ہی میں محمد نعیم اللہ خان قادری کی جانب سے "قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ" دو جلدیں شائع ہوئیں تو اس کی دوسری جلد میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے چار رسائل **السوٗ والعقاب**، **قھر الدیان**، **الجراز الدیانی** اور **المبین** بھی شامل ہیں۔

فروری ۲۰۰۶ء میں حلقۂ دیوبند کے مفتی سعید احمد جلالپوری کی جانب سے "فتاویٰ ختم نبوت" کی تین جلدیں شائع ہوئیں تو اس کی تیسری جلد میں **السوٗ**

والعقاب علی المسیح الکذاب" بھی نمایاں طور پر شامل کی گئی ہے

۔

مارچ ۲۰۱۰ء میں شاہد حمید کی جانب سے ایک کتاب" قادیانی ایک فتنہ" بک کارنر شوروم جہلم سے شائع ہوئی، اس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔

"رد قادیانیت میں دلائل بھرپور مشہور و معروف علماء کرام کے افادات پر مبنی ایک تحقیقی کتاب" اس کتاب میں "**قھر الدیان علی مرتدبقادیان**" ہی شامل ہے۔ ستمبر ۲۰۱۰ء میں بابا پبلشرز کراچی سے مولانا محمد ناصر الدین ناصر عطاری کی کتاب" قادیانیوں کو مباہلے کا کھلا چیلنج" شائع ہوئی۔ اس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔

"قادیانی دجال کے خلاف نبرد آزما صف اول کے مجاہد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے تین معرکۃ الآراء رسائل کی تسہیل
"

ان رسائل میں "**السؤ والعقاب** " **قھرالدیان** اور **الجراز الدیانی** شامل ہیں مارچ ۲۰۱۳ء میں صلاح الدین سعیدی مرحوم نے سہ ماہی" مطالعہ ختم نبوت" لاہور میں "**السؤ والعقاب علی المسیح الکذاب**" کو نمایاں طور پر شائع کیا۔

مارچ ۲۰۱۸ء میں مفہوم علم و دانش انٹرنیشنل دارالقلم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان سے ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی کی کتاب" خدمات ختم نبوت اور سیدی اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** سامنے آئی۔ اس میں آپ نے نہایت محققانہ انداز میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے تین رسائل "**جزاء اللہ** ، **السؤ والعقاب** اور **الجراز الدیانی** کی تخریج اور

حواشی لکھے ہیں۔

جنوری ۲۰۱۹ء میں منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم مفتی سید مبشر رضا قادری نے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی شہرۂ آفاق کتاب "**السوٴ والعقاب علی المسیح الکذاب**" کی عبارات کے مشکل الفاظ کی آسان اردو میں تشریحی ترجمہ کیا اور اعلیٰ حضرت نے جو حوالے دیئے ان کو اصل کتب سے تلاش کر کے اصل سکین بھی کتاب کے آخر میں لگا دیئے ہیں نیز عربی کتب کے حوالہ جات کے ہی اصل کتب کے سکین لگا دیئے ہیں کتاب صوری اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہے اور مکتبہ ختم نبوت فورم سے دستیاب ہے ۔کاش مفتی سید مبشر رضا قادری ردقادیانیت میں لکھی گئی اعلیٰ حضرت کی دیگر کتب کو بھی اسی انداز میں سامنے لے آئیں تو تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے بڑی خدمت ہوگی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی ردقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت میں لکھی گئی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کی بھی ضرورت ہے۔اب تک راقم کے سامنے صرف چند کتب کے عربی تراجم سامنے آئے ہیں "**السوٴ والعقاب** اور **الجراز الدیانی** کا عربی ترجمہ محمد جلال رضا اور **المبین** کا عربی ترجمہ منظر الاسلام الازہری نے کیا اور ۲۰۰۰ء میں انہیں یکجا کر کے "**القادیانیہ**" کے نام سے "**الدار الثقافیۃ النشر القاہرۃ**" سے شائع کیا۔اسی طرح منظر الاسلام الازہری اور نعمان اعظمی نے "**جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ**" کا عربی ترجمہ کیا جسے ۲۰۰۲ء میں "محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے نام سے فروغ افکار رضویات میں سرگرم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا۔

ماہر رضویات ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (م ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء) نے **الجراز الدیانی** کا انگریزی میں اور **السوٓ والعقاب** کا ہندی میں ترجمہ کیا یہ دونوں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

یہاں تک تو اعلیٰ بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** اور آپ کے خانوادے کے ان مستقل رسائل و کتب کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں جو ختم نبوت کے تحفظ میں فتنۂ قادیانیت کے رد میں سامنے آئے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں ان مستقل رسائل کے علاوہ بھی ایسے بے شمار فتاویٰ موجود ہیں جن میں فتنۂ قادیانیت کی خوب خبر لی گئی ہے یہاں ان تمام فتاویٰ کو من وعن نقل کرنے کی گنجائش نہیں، نہایت اختصار سے ان چند فتاویٰ کا خلاصہ فتاویٰ رضویہ کی جلد اور صفحات کی نشان دہی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ختم نبوت کے محققین بآسانی اپنے مطلوبہ موضوع تک پہنچ سکیں۔

۱......مرتد ہونے کے لیے صرف انکار خاتمیت ہی کافی ہے۔ج ۸ صفحہ ۴۷

۲ ...... نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ ج ۸ صفحہ ۴۶۶

۳......مرزائی مرتد ہیں **کما ھو مبین فی حسام الحرمین** (جیسا کہ حسام الحرمین میں واضح بیان کیا گیا ہے) اور مرتد مرد یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہوسکتا، جس سے ہوگا زنائے محض ہوگا۔ ج ۱۱ صفحہ ۵۰۸

۴......**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ ج ۱۱ صفحہ ۵۱۴

۵......سب سے بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلماتِ کفر پر گرفت ہے جو اس (مرزا قادیانی) کی تصانیف میں برساتی حشرات کی طرح ابلے گھلے پھر رہے ہیں۔ج ۱۴ صفحہ ۲۷۹

۶......مرزائیوں کے لڑکوں کو جو ابھی سن شعور کو نہیں پہنچے اور اپنے ماں باپوں کے رنگ میں رنگے ہیں اور ہر امر میں انہیں کے ماتحت ہیں کیا سمجھنا چاہیے مرزائی یا غیر مرزائی؟

ج......وہ سب مرزائی ہیں مگر وہ کہ عقل وتمیز کی عمر کو پہنچا اور اچھے برے کو سمجھا اور مرزائیوں کو کافر جانا اور ٹھیک اسلام لایا وہ مسلمان ہے، یہ اس حالت میں ہے کہ ماں مرزائی ہو اور اگر ماں مسلمان یا ضلالت سے مرزائی کے ساتھ نکاح کر کے زنا میں مبتلا ہے اب جو بچے ہوں گے جب تک ناسمجھ رہیں گے اور سمجھ کی عمر پر آ کر خود مرزائیت اختیار نہ کریں گے اس وقت تک وہ اپنی ماں کے اتباع سے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے۔ج ۱۴ صفحہ ۳۲۱

۷......سنیوں کے محلہ میں ایک قادیانی آ کر بسا، زید سنی نے مردوں، عورتوں کو اس کے گھر میں جانے، اس سے خلا ملا، میل جول حقہ بخرہ رکھنے سے منع کیا، ہندہ جس کے بیٹے وغیرہم سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمازیئے بڑھ کے ملاّ ہو گئے یہ عذاب ہی بھگت لیں گے، اس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اس ہندہ کا کیا حکم ہے؟

ج......ہندہ نماز کی تحقیر کرنے، عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلماناں سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی ہے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ج ۱۴ صفحہ ۶۵۴

۸......قادیانی صریح مرتد ہیں ان کا ذبیحہ قطعی مردار ہے۔ج ۲۰ صفحہ ۲۴۹

۹......اسے (مرزائی قادیانی کو) معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدّد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہوکر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ج ۲۱ صفحہ ۲۸۰

۱۰......قادیانی مرتد ہیں ان کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ ان سے خرید اجائے ،ان سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **ایّاکم وایّاھم** "ان سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور رکھو۔ج ۲۳ صفحہ ۵۹۸

۱۱......اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلا کر کھانا کھلائے یا بھیج دے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

ج......نہ وہ روپے لیے جائیں، نہ کھانا کھایا جائے، اور اس کے یہاں جا کر کھانا سخت حرام ہے۔جلد ۲۴ صفحہ ۳۲۸

مشتے نمونہ از خروارے یہاں چند فتاویٰ کی تلخیص پر اکتفا کیا گیا اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے مسند افتاء پر بیٹھ کر عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ جس جرأت اور استقامت سے کیا اس کی مثال ملنا محال ہے۔ ان فتاویٰ سے جہاں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے وہاں قادیانی ارتداد کی شرعی حیثیت بھی نمایاں ہوجاتی ہے۔ ان فتاویٰ کی روشنی میں مسلمان اپنے آپ کو قادیانی فتنہ کی چیرہ دستیوں سے محفوظ بنائیں۔

رد قادیانیت میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے فتاویٰ کو شہرت عام حاصل ہے۔ مختلف تنظیمیں ان فتاویٰ کو وقتاً فوقتاً شائع کر کے تقسیم کرتی رہتی ہیں، مختلف رسائل وجرائد میں بھی ان کو نمایاں طور پر شائع کیا جاتا ہے ماہ نامہ

''العاقب'' لاہور، ماہ نامہ ''کنز الایمان'' لاہور، مجلہ ''معارف ختم نبوت'' فیصل آباد اور مجلہ ''تحفظ ختم نبوت'' فیصل آباد میں ان فتاویٰ کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

حلقۂ دیوبند کے مفتی سعید احمد جلال پوری نے فتاویٰ ختم نبوت جلد اول مطبوعہ ملتان ۲۰۰۵ میں ردقادیانیت میں اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** کے سولہ فتاویٰ نمایاں طور پر شامل کیے ہیں

ردقادیانیت اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** اور آپ کے خانوادے کی قلمی خدمات، فتاویٰ، رسائل کے تراجم وحواشی کا طائرانہ جائزہ لینے کے بعد اب ان سے ماخوذ کام پر ایک نظر ڈالتے ہیں دسمبر ۲۰۱۲ء میں ڈاکٹر حامد علی علیمی نے اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** کے افادات سے ماخوذ ایک خوبصورت مقالہ ''عقیدہ ختم نبوت اصول اربعہ کی روشنی میں'' لکھا جو فدایان ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

ستمبر ۲۰۱۷ء میں جمعیت اشاعت اہل سنت کراچی سے مفتی عبدالمجید کا مقالہ ''**المرشد الامین الی معنی النبیین**'' **المعروف** بہ عقیدہ ختم نبوت شائع ہوا جو اعلیٰ حضرت بریلوی کے دو رسائل ''**جزاء اللہ عدوہ** اور **السؤ والعقاب** سے ماخوذ ہے۔

۲۰۱۹ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے پروفیسر محمد عابد بٹ قادری رضوی کا رسالہ ''اربعین ختم نبوت'' شائع ہوا جو آپ نے فتاویٰ رضویہ سے چالیس احادیث نبویہ کا ایک حسین گلدستہ تیار کر کے پیش کیا، ۲۰۱۹ء میں صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر رشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری سے مولانا شرافت علی قادری کا رسالہ ''تاجدار ختم نبوت'' شائع ہوا جس میں آپ نے فتاویٰ رضویہ سے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ایک سو آٹھ احادیث پیش کی ہیں۔

۲۰۱۹ء ہی میں مولانا الحاج فقیر پیر دوست محمد قادری چشتی نے "**قهرالدیان علی مرتد بقادیان**" کے نام سے متاثر ہوکر ایک خوبصورت کتاب "**قهرالدیان علی مرتد بقادیان**" لکھ کر **جامعه اسلامیه عربیه مدینة العلوم** سنی خلافت راشدہ مانسہرہ سے شائع کی۔

تحفظ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی **رحمة الله علیه** کی خدمات پر غالباً پہلا مقالہ علامہ محمد منشا تابش قصوری نے لکھا جو فاضل بریلوی اور مرزائیت'' کے عنوان سے ہفت روزہ'' الہام'' بہاول پور کے اعلیٰ حضرت نمبر'' میں ۱۴ جون ۱۹۷۵ء کو شائع ہوکر سامنے آیا، اسی طرح آپ نے ردقادیانیت میں علماء اہلسنت کے حق میں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمة الله علیه** کی خدمات کا احاطہ کیا یہ مقالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے ختم نبوت نمبر میں دسمبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔

۱۹۸۴ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور کی جانب سے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمة الله علیه** کی ردقادیانیت میں لکھی گئی آخری تصنیف "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی**" کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا تو اس پر شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری **رحمة الله علیه** (م ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۴ء) کا مقدمہ ''امام احمد رضا بریلوی اور ردقادیانیت'' بھی شامل اشاعت ہوا۔ آپ کے اس مقدمہ کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ اسی طرح ۱۹۸۵ء میں کراچی سے اعلیٰ حضرت کا مجموعہ رسائل ''ردمرزائیت'' شائع ہوا تو یہ مقدمہ بھی ساتھ تھا۔ ۱۹۸۹ء میں بزم عاشقان مصطفی لاہور نے بھی آپ کے مقدمہ کے ساتھ "**الجرازالدیانی**" کی اشاعت کی۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں ماہ

نامہ حجاز جدید دہلی نے ''امام اہل سنت نمبر'' نکالا تو اس میں بھی آپ کا یہ مقدمہ ''امام احمد رضا اور فتنۂ قادیانیت'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ ماہنامہ ''العاقب لاہور جون ۲۰۱۴ء میں بھی آپ کے اس مقدمہ کی تلخیص ''تصانیف امام اہل سنت کا مختصر تعارف اور فتنۂ قادیان'' کے عنوان سے موجود ہے

محمد انور قریشی نے ایک مقالہ ''امام احمد رضا اور فتنۂ قادیانیت'' لکھا جس میں آپ کی خدمات کا مفصل طور پر جائزہ لیا گیا سب سے پہلے یہ مقالہ قمر القادری نے ۱۹۸۵ء میں بزم محدث اعظم پاکستان فیصل آباد کے زیر اہتمام شائع کیا، ۲۰۰۱ء میں علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی **رحمۃ اللہ علیہ** (م ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۳ء) نے اس کا دوسرا ایڈیشن اپنے حرف اول کے ساتھ مرکزی مجلس رضا لاہور کے تحت شائع کر کے عام کیا۔ بعد میں ماہ نامہ کنز الایمان لاہور کے ختم نبوت نمبر دسمبر ۲۰۰۹ء میں اس مقالے کی تلخیص شائع کی گئی۔

اکتوبر ۱۹۹۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی جانب سے مولانا اللہ وسایا کی کتاب ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' شائع ہو کر سامنے آئی تو اس میں بھی ردقادیانیت میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی لکھی گئی تصانیف کا تعارف پیش کر کے آپ کے قلمی جہاد کا اعتراف کیا گیا یہاں صرف ایک کتاب ''**جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ**'' کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

''دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی سزا اس کے نام کا ترجمہ ہے ختم نبوت کے عنوان پر مفید بحث ہے۔ مرزائیت کے خوب بخیے ادھیڑے گئے ہیں آخر میں مختلف علماء کرام کے فتویٰ جات

شامل اشاعت ہیں''

اسی طرح مولانا اللہ وسایا نے اپنی دوسری کتاب ''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ'' کی جلد دوم (مطبوعہ ملتان ۲۰۱۶ء) میں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی ردقادیانیت میں لکھی گئی پانچوں کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔

۱۹۹۰ء میں سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی میں پروفیسر سید شبیر حسین شاہ کا مقالہ ''عقیدہ ختم نبوت اور امام احمد رضا'' شائع ہوا۔ یہی مقالہ بعد میں مجلہ ''انوار رضا'' جوہرآباد کے ''تاجدار بریلی نمبر ۲۰۰۳ء کی زینت بنا۔

۱۹۹۲ء میں آپ ہی کا ایک دوسرا مقالہ ''کلام رضا اور عقیدہ ختم نبوت'' سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی میں شائع ہوا۔

۱۹۹۶ء میں مولانا ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری نے ماہ نامہ ''فیض شیر گڑھ'' (شمارہ فروری ۱۹۹۶ء) میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے بارے میں شائع ایک غلط فہمی کے ازالہ کے لیے ایک مختصر مگر جامع مضمون ''اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** اور رد قادیانیت لکھا جو سلسلۂ تبلیغ ''سبیل ہدایت'' سہنسہ آزاد کشمیر کی ۲۷اویں پیش کش میں شائع کیا گیا۔

سہ ماہی ''افکار رضا'' بمبئی شمارہ جنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی **رحمۃ اللہ علیہ** کا ایک مقالہ ''امام احمد رضا اور غلام احمد قادیانی'' شائع ہوا۔

ستمبر ۱۹۹۷ء میں جامعہ اسلامیہ لاہور کے روح رواں مفتی محمد خان قادری کے ایک اہم مضمون ''امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت'' نے ماہنامہ کنزالایمان'' لاہور کے ختم نبوت نمبر میں شائع ہو کر شہرت عام حاصل کی۔ آپ کا یہی مقالہ

یکے بعد دیگرے سالنامہ ''معارف رضا'' ۱۹۹۷ء ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مئی ۲۰۰۱ء سالنامہ ''تجلیات رضا'' بریلی شریف ۲۰۱۰ء، ماہ نامہ الحقیقہ تحفظ ختم نبوت نمبر جلد اول ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی نے اسے ۲۰۱۵ء میں اپنی مرتبہ کتاب انوار ختم نبوت میں بھی شائع کیا۔رئیس التحریر علامہ ارشد القادری **رحمۃ اللہ علیہ** کا نہایت تحقیقی مقالہ ''امام احمد رضا اور ردقادیانیت ایک علمی جائزہ'' ۱۹۹۸ء میں سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی بھی سامنے آیا۔ بعد میں اسی مقالے کی تلخیص ''امام احمد رضا اور ردقادیانیت کے عنوان سے مجلہ ''تعمیر فکر'' کراچی کے شمارہ ستمبر ۲۰۰۷ء میں بھی اشاعت پذیر ہوئی۔

محمد سعید احمد نقشبندی نے ایک کتاب، قادیانی فتنہ اور علماء حق'' مرتب کی جو مئی ۱۹۹۸ء میں اسلامک فاؤنڈیشن آف نارتھ امریکا، ورجینیا کے زیر اہتمام شائع ہوکر سامنے آئی۔اس کتاب میں مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری **رحمۃ اللہ علیہ** کا ایک تحقیقی مقالہ برصغیر پاک و ہند میں سنی علماء و مشائخ کی علمی و عملی کاوشیں بسلسلہ ردقادیانیت'' بھی شامل ہے۔آپ نے اس مقالے میں تردید مرزائیت میں علمی محاذ پر اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تحریری خدمات کا نہایت احسن انداز میں جائزہ لیا ہے۔

مولانا سید وجاہت رسول قادری نے ماہنامہ معارف رضا کراچی شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء کا اداریہ بعنوان ''تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور امام احمد رضا'' ایسا قلم برداشتہ لکھا کہ اسے زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔

۲۰۰۱ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اسے الگ کتابی صورت میں بھی شائع کر کے عام کیا۔ماہ نامہ **''لا نبی بعدی''** لاہور کے ''مجاہدین ختم

نبوت نمبر'' (ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳) میں اسے شامل کیا گیا اور ماہ نامہ العاقب لاہور کے شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۰۸ء میں بھی اسے شائع کیا گیا۔

مولانا سید وجاہت رسول قادری صاحب نے ماہنامہ معارف رضا کراچی شمارہ اکتوبر ۲۰۰۲ء ستمبر ۲۰۰۳، ستمبر ۲۰۰۴ء اور ستمبر ۲۰۰۶ کے اداریوں میں بھی مرزائیت کی تردید میں علمی محاذ پر اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی معرکہ آرائیوں کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۱ء میں گنبدِ خضرا پبلی کیشنز لاہور سے مجاہد ختم نبوت صادق علی زاہد کی کتاب ''علماء حق اور ردفتنۂ مرزائیت'' شائع ہوکر سامنے آئی۔ اس کتاب میں آپ نے سرفہرست عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ بعد میں کتاب کا یہی حصہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ردقادیانیت'' کے عنوان سے ماہ نامہ **''لانبی بعدی''** لاہور کے ختم نبوت نمبر ۲۰۰۲ء میں بھی شائع ہوا۔ اسی نمبر میں قاری محمد افضل باجوہ نے بھی اپنے مضمون ''ختم نبوت اور علماء اہل سنت کی تصنیفی خدمات'' میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تصنیفی خدمات کا مختصر جائزہ لیا ہے۔

پروفیسر محمد الیاس اعظمی جس عرصہ میں ماہ نامہ ''العلماء'' لاہور کے مدیر تھے اسی دوران آپ نے ایک مقالہ ''امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت'' لکھا تھا جو سب سے پہلے ماہ نامہ العلماء لاہور ہی کے ایک شمارے میں شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں محمد احمد حسن قادری نے جولائی ۲۰۰۴ء میں مجلہ ''تحفظ ختم نبوت'' فیصل آباد میں بھی اسے شائع کر کے عام کیا۔

۲۰۰۸ء میں ''یادگار رضا'' بمبئی کے شمارے میں مولانا عبدالسلام رضوی نے حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی تصنیف

پر گراں قدر تبصرہ "**الصارم الربانی علی اسراف القادیانی** رد قادیانیت میں ایک گراں قدر تصنیف" شائع ہو کر سامنے آیا تو اس کتاب کے محاسن اس کے قاری پر ظاہر ہو گئے۔

فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی **رحمۃ اللہ علیہ** نے "اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ** کا قلمی جہاد" میں فتنۂ مرزائیت کی تردید میں آپ کی قلمی خدمات کا ایک طائرانہ جائزہ لیا ہے آپ کا یہ مقالہ آپ کی کتاب "سیدنا اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللہ علیہ**" میں بھی شامل ہے جو ۲۰۰۸ء میں مکتبہ اہل سنت فیصل آباد سے شائع ہوئی ہے ملک محمد محبوب الرسول قادری نے ۲۰۰۸ء میں مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد کا ختم نبوت نمبر شائع کیا تو اس میں علامہ مفتی محمد عارف نوری پلندری کا ایک مضمون "امام احمد رضا خان بریلوی کی نظر میں فتنۂ قادیانیت" بھی شامل کیا۔

مولانا مشتاق احمد چینیوٹی نے "تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ" مرتب کی جو ۲۰۰۸ء میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے زیر اہتمام شائع ہوئی اس میں دیگر علماء اہل سنت کے کردار کے علاوہ اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** اور آپ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی خدمات کو مختصر انداز میں احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے بارے میں ان کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

> "اگرچہ آپ کے بعض افکار سے اختلاف کی یقیناً گنجائش موجود ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک بڑے عالم اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں آپ نے قادیانیت کے خلاف تحریری طور پر کافی مواد چھوڑا ہے۔ صفحہ ۱۲۳

اہل حدیث کے ڈاکٹر محمد بہاؤالدین ''تحریک ختم نبوت'' کئی جلدوں میں مرتب کر رہے ہیں ۲۰۰۹ء میں مکتبہ قدسیہ لاہور سے اس کی جلد نمبر ۹ سامنے آئی تو اس میں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے دو رسائل ''**السؤ والعقاب علی المسیح الکذاب**'' اور **قھر الدیان علی مرتد بقادیان**'' کی تلخیص شامل کی گئی ہے۔

اہل حدیث مکتبہ فکر کی جانب سے ماہنامہ ''ضیائے حدیث'' لاہور کا اپریل مئی ۲۰۰۹ء میں ''ختم نبوت نمبر شائع ہوا تو اس میں بھی مولانا محمد منشاء تابش قصوری اور محمد صادق قصوری کا ایک مشترکہ مقالہ ''ختم نبوت اور ردقادیانیت پر علمائے بریلی کا کردار'' شائع کیا گیا جس میں سر فہرست اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کا روشن کردار پیش کیا گیا۔

۲۰۱۲ء میں ہی علامہ مفتی عبدالحلیم صدیقی ہزاروی کی کتاب ''**فتح النورانی علی مکیدات قادیانی**'' شائع ہوئی تو اس کے باب ششم ''عقیدہ ختم نبوت اور ہمارے اسلاف'' کے تحت اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کی خدمات کا بھی ذکر کیا گیا۔

۲۰۱۲ء میں فقیر نے ماہنامہ الحقیقہ کے تحفظ ختم نبوت نمبر کی جلد اول کی ترتیب وتدوین کی جسے شیران اسلام پاکستان نے احسن انداز میں شائع کیا۔ اس کی جلد کا پانچواں باب اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے نام منسوب کیا گیا اور اس کا نام ''رضویات'' رکھا گیا۔

اس باب میں شامل مقالات کے عنوانات اور مقالہ نگاران کے اسمائے گرامی دیکھیے۔

۱......**تصحیح یقین ختم نبیین**۔ مولانا مصطفی رضا خان نوری

بریلوی

۲......رسالہ **الصارم الربانی** ایک گراں قدر تصنیف۔مولانا عبدالسلام رضوی

۳......تحفظ ختم نبوت اور امام احمد رضا۔۔محمد احمد حسن قادری

۴......**احیاء الحیا فی شاتم احمد رضا**۔علامہ غلام رسول قاسمی

۵......ختم نبوت اور امام احمد رضا خان۔مفتی محمد خان قادری

۶......تحفظ ختم نبوت اور امام احمد رضا بریلوی۔حافظ محمد مسعود رضوی

۷......قلم رضا سے ہوا عمدہ بیان ختم نبوت کا۔غلام مصطفی قادری رضوی

۸......کلام نوری میں عقیدہ ختم نبوت کی ضیاء باریاں۔غلام مصطفی رضوی

۹......عقیدہ ختم نبوت اور حدائق بخشش۔ابوالبلال محمد سیف علی سیالوی

اس جلد کے اداریہ کا نام راقم نے سلام رضا کے ایک مصرع ''فتح باب نبوت پہ بے حد درود'' رکھا۔جس میں تحریک ختم نبوت کی پوری تاریخ رقم کرنے کی سعی کی ہے۔اور ہر باب کا مختصر تعارف بھی دیا ہے۔

ستمبر ۲۰۱۳ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے ترجمان ماہ نامہ ''معارف رضا'' کراچی کا ''ختم نبوت نمبر'' شائع ہوا۔اس کے مندرجات پر بھی ایک نظر ڈالتے جائیں۔

۱......**ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**۔اداریہ۔پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

۲......نصوص ختم نبوت۔۔۔امام احمد رضا خان بریلوی

۳......قادیانی کے جھوٹے خدا۔۔امام احمد رضا خان بریلوی

۴......امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت۔سید وجاہت رسول قادری

۵......قادیانی کی تصانیف میں کلمات کفریہ امام احمد رضا کی نظر میں ۔ پروفیسر مجید اللہ قادری

۶......امام احمد رضا اور ردقادیانیت ایک علمی جائزہ ۔علامہ ارشد القادری

۷......امکان نظیر سے قادیانیت تک ۔۔ پروفیسر دلاور خان

۸......امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ۔۔۔ مفتی محمد خان قادری

۹......کلام رضا اور عقیدہ ختم نبوت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید شبیر حسین زاہد

۱۰......امام احمد رضا اور ردقادیانیت ۔۔۔۔۔۔۔۔ مفتی محمد سلیم سیالوی

۱۱......قادیانیوں کے بارے میں علماء دیوبند اور مولانا احمد رضا کے تاثرات ۔قاری منیر عالم ۔

۱۲......ختم نبوت بہ حوالہ فتاویٰ رضویہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر جی اے حق محمد

۱۳......المعتمد المستند اور تحفظ ختم نبوت ۔۔۔۔۔۔۔ سید جاوید شاہ بخاری ۔

۱۴......تقریظ عقیدہ ختم نبوت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری ۔

۱۵......خاکہ برائے پی ایچ ڈی ”عقیدہ ختم نبوت میں مولانا احمد رضا خان کی خدمات کا تحقیقی جائزہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر انور خان

ابوذ ہیب محمد ظفر علی سیالوی کی مرتبہ کتاب ”انوار ختم نبوت ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی اس میں مفتی محمد خان قادری کے مقالے کے علاوہ حکیم سید امین الدین کا بھی ایک مقالہ ”امام احمد رضا اور غلام احمد قادیانی“ شامل ہے ۔اسی طرح حال ہی کتاب محل لاہور سے ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی کتاب ”امام احمد رضا کے افکار و نظریات“ سامنے آئی ہے اس میں بھی فتنۂ قادیانیت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات کا جائزہ لیا گیا ہے ۔

شعبۂ علوم اسلامیہ دی یونیورسٹی آف فیصل آباد (امین کیمپس) سے سیشن ۱۸۔۲۰۱۵ کے تحت حافظ عبدالمجید ''ختم نبوت پر امام احمد رضا خان کے استدلال کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (مطالعہ قادیانیت کے تناظر میں) کے عنوان پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے ہیں آپ کا مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے اللہ کرے آپ کے مقالے کی جلد تکمیل ہو تا کہ خادمین ختم نبوت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوسکیں سہ ماہی ''پیغام نور'' شکر گڑھ کا عقیدہ ختم نبوت نمبر شمارہ اپریل تا جون ۲۰۱۹ء سامنے آیا تو اس میں بھی علامہ شہزاد احمد مجددی چوراہی کا مقالہ ''امام احمد رضا خان اور ردقادیانیت'' شامل پایا۔

ظفر اللہ خان قادیانی کی پشت پناہی کی بناء پر قادیانی ریشہ دوانیوں کے خلاف اہل پاکستان نے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت شروع کی تو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے فکری وارثوں نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قائدانہ کردار ادا کیا اسی تحریک میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی اور علامہ سید خلیل احمد قادری کو سزائے موت سنائی گئی اگرچہ بوجوہ حکومت اس پر عملدرآمد نہ کرسکی۔

جب ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آئے اور پارلیمنٹ نے کام شروع کیا تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے شاگرد و خلیفہ شاہ عبدالعلیم صدیقی کے لخت جگر قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قرارداد ختم نبوت پیش کی، اس وقت کے قادیانی سرغنہ مرزا ناصر کو اسمبلی میں بلایا گیا لیکن وہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت نہ کرسکا، مولانا نورانی کے دلائل و براہین کی روشنی میں طویل بحث کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر پارلیمنٹ نے یہ قرارداد منظور کر لی کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج اور اسلام و پاکستان کے دشمن ہیں۔

دسمبر ۲۰۱۰ء آنجہانی گورنر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو

علمائے امت میدان عمل میں آئے قانونی کاروائی کی کوشش کی گئی مگر کہیں شنوائی نہ ہوئی تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے روحانی وارث غازی اسلام غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کر دیا۔

۲۰۱۶ء میں اراکین اسمبلی کے حلف نامہ سے ختم نبوت کی شق نکالنے کی سازش کی گئی تو بھی اعلیٰ حضرت کے فکری وارث ہی میدان عمل میں آئے جمعیت علماء پاکستان کی جنرل سیکرٹری علامہ قاری محمد زوار بہادر نے حکومتی وزراء سے ملاقات کر کے انہیں مسئلہ کی سنگینی کا احساس دلایا، تحریک صراط مستقیم کے سربراہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی نے احتجاجی دھرنا دیا، بالآخر تحریک لبیک یارسول اللہ کے قائد امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی کی قیادت میں فیض آباد کے مقام پر فیصلہ کن دھرنا دیا گیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف ختم نبوت کی شق برقرار رکھی گئی بلکہ وزیر قانون زاہد حامد کو استعفاء بھی دینا پڑا۔

المختصر تحفظ عقیدہ ختم نبوت ردقادیانیت میں اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمة اللہ علیہ** کا کردار ایسا وسیع وعریض موضوع ہے جس کا احاطہ ناممکن ہے اس پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے ہر قلم کار نے اپنے اپنے انداز میں قلم اٹھایا ہے

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

علامہ مفتی تصدق حسین صاحب ایک صوفی باصفا، عالم باعمل اور سنجیدہ صاحب قلم ہیں، آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا۔ آپ جذبۂ حُب رسول ﷺ سے سرشار ہیں تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت آپ کا خاص موضوع ہے۔ اس پر آپ کی نگارشات شاہد عدل اور ناطق ہیں۔ ''گستاخ رسول کی سزا اور فقہائے احناف'' میں آپ نے دلائل وبراہین کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ قرآن واحادیث اور فقہائے امت کے

ارشادات کی روشنی میں گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ہے ''توہین رسالت کا علمی وتاریخی جائزہ'' میں حقائق کے اجالے میں اس حقیقت حال سے پردہ اٹھایا کہ اگر دنیا کو تہذیبی، مذہبی، گروہی اور نسلی تصادم سے محفوظ رکھنا ہے تو پھر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ ضروری ہے۔ آپ نے نہایت خوب صورت پیرائے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرکزیت ثابت فرمائی اور مختلف فتنوں اور سازشوں کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ راہنمائی بھی فرمائی **اللھم زد فزد** ''علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت'' میں ثابت فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب قرآن ہیں تمام علوم کا سرچشمہ ہیں، آپ کو ابتداء آفرنیش سے لے کر جنت اور دوزخ میں جانے تک کے تمام حالات کی خبر ہے، ختم نبوت ایک نعمت ہے، ختم نبوت ایک رحمت ہے، ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے آمدم برسر مطلب! آپ نے ''امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت'' کے عنوان پر قلم اٹھایا، آپ کا رہوار قلم ایسا چلا کہ تین ابواب میں یہ موضوع سمایا۔ پہلا باب ''تذکرہ امام احمد رضا'' ہے اس میں آپ نے محافظ عقیدہ ختم نبوت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کا مختصر مگر جامع تعارف پیش فرمایا ہے، اس میں آپ کا خاندانی پس منظر، ولادت، بچپن، حصول علم، عاجزی وانکساری، اصلاح امت اور مرجع العلماء جیسے عنوانات شامل ہیں۔

دوسرا باب ''مسئلہ ختم نبوت اور امام احمد رضا'' ہے اس میں آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے دو رسائل **المبین ختم النبیین** (۱۳۲۶ھ) اور ''**جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوۃ**'' (۱۳۱۷ھ) کا خلاصہ نہایت احسن انداز میں پیش فرمایا ہے ترجمہ وتخریج اور عام فہم انداز میں قرآنی آیات اور ایک سو احادیث نبویہ سے مسئلہ ختم نبوت کو واضح

فرمایا ہے منکرین ختم نبوت پر علمائے اسلام کی گرفت کو بھی احاطۂ تحریر میں لایا ہے۔

تیسرا باب ''امام احمد رضا اور رد قادیانیت'' ہے اس میں آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے تین رسائل "**السوٓ والعقاب علی المسیح الکذاب** "(۱۳۲۰ھ)"**قھر الدیان علی مرتد بقادیان** "(۱۳۲۳ھ)اور "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی** "(۱۳۴۰ھ) کا خلاصہ نہایت خوبصورت انداز میں پیش فرمایا ہے۔ فاضل مصنف نے اس باب میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کے تضادات اور انگریز نوازی کو بھی طشت ازبام کیا ہے۔ مجموعی لحاظ سے یہ کتاب نہ صرف دنیائے رضویات بلکہ عقیدہ ختم نبوت پر کام کرنے والے تمام محققین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی اور ان شاء اللہ اسے شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوگا۔

اب فاضل مصنف کی حیات پر ایک نظر ڈالیں: علامہ حافظ مفتی محمد تصدق حسین اعوان قبیلہ کے ایک فرد فرید ہیں آپ کے والد گرامی کا نام بہرام خان ہے آبائی پیشہ کھیتی باڑی ہے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ/ ۳ فروری ۱۹۷۸ء بروز جمعرات بوقت صبح ضلع اٹک کے مردم خیز قصبہ سلیمان آباد میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے ماموں مولانا حافظ محمد صدیق سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی ۔ قاری محمد اکرم صاحب اور قاری غلام احمد صاحب سے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اٹک سے پاس کیا اور فاضل عربی کا امتحان لاہور بورڈ سے پاس کیا۔علوم وفنون کی تعلیم ابتدا سے انتہا تک

دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے حاصل کی۔ اور یہاں سے سند فراغت اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی **رحمۃ اللہ علیہ** شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی، علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب، علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب، علامہ حافظ خادم حسین رضوی صاحب، علامہ فضل حنان سعیدی صاحب، علامہ عبدالتواب صدیقی اور علامہ محمد صدیق نظامی صاحب شامل ہیں۔ علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب سے فتویٰ نویسی اور مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی سے مناظرہ کی مشق کی۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ علی محمد صابری صاحب سے بیعت ہیں اور ان سے آپ کو سلاسل اربعہ میں اجازت و خلافت بھی حاصل ہے۔ تین بار آپ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت کے ساتھ عمرہ کی نعمت سے بھی سرفراز ہو چکے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کی شادی ۲۰۰۸ء میں حضرت پیر سید سلطان علی شاہ گیلانی کی صاحبزادی سے ہوئی، آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا محمد بلال حسن ہے اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور برکتوں سے نوازے۔

آپ جامعہ المرکز الاسلامی والٹن لاہور کینٹ میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں ساتھ ساتھ نظامت تعلیم اور افتاء کی ذمہ داری بھی پوری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کے علم و عمل اور قلم میں برکتیں اور صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کے ان الفاظ پر تقدیم کا اختتام کیا جاتا ہے۔

''عقائد کے تحفظ کے لیے ٹھوس بنیادوں پر کام کی ضرورت ہے ،قادیانی یورپ میں اسلام کے نام پر اپنا کام کیے جارہے ہیں ان کا ناطقہ بند کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر سنی فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور مارچ ۲۰۰۱ء صفحہ ۲۶

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

وصلی اللہ تعالٰی علی خیرخلقہٖ سیدنا ومولٰنا محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

دعا گو و دعا جو: گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہٗ
ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی
برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

تقریظ

عظیم محقق ممتاز دانشور حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، سابق ڈین آف سائنس جامعہ کراچی
بانی خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کراچی

عقیدہ ختم نبوت بلاشبہ مسلمان کے ایمان کا ایسا لازمی حصہ ہے جیسے اللہ کی توحید پر ایمان لازمی ہے یعنی مسلمان پر جس طرح کلمہ **لا الہ الا اللہ** ماننا اور اللہ سبحانہ کو **احد وصمد لاشریک لہ** جاننا فرض اول ہے یونہی محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "**خاتم النبیین**" ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نئے شخص کو نبی کی حیثیت میں ماننا یقینا محال و باطل ہے۔ **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر کافر ہے بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون ہے۔

امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** جہاں مجدد دین وملت ہیں وہیں عظیم قاطع بدعت اور ملعونوں پر قہر اعظم ہیں۔ چودھویں صدی کا بدترین فتنہ قادیان سے نمودار ہوا۔ اس ملعون کی منافقت اور

سازش کو امام احمد رضا خاں نے بھانپ لیا اور اس کو سب سے پہلے مرتد قرار دیا اس سلسلے میں آپ نے متعدد رسائل تحریر کئے جو فتاوی رضویہ میں موجود ہیں اور الگ سے بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں مختلف مذہبی تحریکوں نے جنم لیا ان میں سے ایک تحریک عقیدہ ختم نبوت کے خلاف قادیان سے مرزا غلام قادیانی نے شروع کی۔ امام احمد رضا نے اس تحریک اور جھوٹی نبوت کے خلاف قلمی جہاد کیا اور عالم اسلام میں سب سے پہلے اس جھوٹی نبوت کی گرفت آپ کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی نے فرمائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا آپ کی یہ تحریر اور فتویٰ بعنوان "**الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**" آج بھی مطبوعہ موجود ہے امام احمد رضا محدث بریلوی نے مندرجہ ذیل فتاویٰ بعنوان رسائل تحریر کیے تھے وہ سب کے سب مطبوعہ موجود ہے:

(۱)... **جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ** ۱۳۱۷ھ

(۲)... **السؤ والعقاب علی المسیح الکذاب** ۱۳۲۰ھ

(۳)... **قھر الدیان علی المرتد بقادیان** ۱۳۲۳ھ

(۴)... **المبین ختم النبیین** ۱۳۲۶ھ

امام احمد رضا محدث بریلوی نے مسئلہ ختم نبوۃ کے سلسلے مُں متعدد سوالوں کے جواب فتاویٰ میں دیئے ہیں یہاں صرف ایک اقتباس ان کے رسالے **المبین ختم النبیین** سے نقل کر رہا ہوں جس میں انہوں نے نہایت تفصیل سے بحث کی ہے کہ خاتم النبیین سے کیا مراد ہے؟ جس سے قادیانی کا کفر ثابت ہوتا ہے ملاحظہ کیجیے:

"حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ آیتِ کریمہ "**ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**" وحدیث متواتر "**لانبی بعدی**" سے تمام امت مرحومہ نے سلفاو خلفا ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ امت نے اجماع کیا ہے کہ آیت واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہ خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کے خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وقرآن وحدیث یقینا کافر ہیں۔ ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ **قال وقیل** اصلا مسموع نہیں جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج وتابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے یا ایک دجال نے کہا تھا کہ تقدم وتاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں۔

تحذیرالناس، صفحہ ۱۲

آگے چل کر اسی مسئلہ پر رقمطراز ہیں:

فقیر نے اپنی کتاب **جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ**" (۱۳۱۷ھ) میں اس مطلب (خاتم النبیین) پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس (۱۲۰) حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ وعلماء قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے ۳۰

نصوص ذکر کیے ۔ **وللہ الحمد** تو یہاں عموم واستغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن، قرآن کا منکر، مردود وملعون، خائب وخاسر **والعیاذ باللہ العزیز القادر**"

امام احمد رضا نے دین اسلام کے تمام دشمنوں سے عوام الناس کو دور رہنے کی تلقین وتنبیہ فرمائی ہے ان سے خلط ملط ملنا جلنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جب کوئی دین کا دشمن ہو جائے اور مرتد و کافر بن جائے تو اس سے دوری اختیار کرلو چاہے وہ تمہارا سگا ہی کیوں نہ ہو آپ کی یہ تعلیم آپ کے مندرجہ شعر سے عیاں ہے:

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں سے کیا مروت کیجیے

امام احمد رضا قادری محدث بریلوی **قدس سرہ العزیز** برصغیر پاک و ہند کے پہلے مفتی ہیں جنھوں نے قادیانی ملعون کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا جب کہ دیوبند، ندوہ، علی گڑھ یا دیگر بدمذہب فرقوں کے کسی مفتی نے اس ملعون کے خلاف کوئی فتوی نہ دیا۔ اس کے بعد متعدد علماء اہل سنت وفقہاء اہل سنت نے اس ملعون کے کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ دیا جس میں سرفہرست حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی **رحمۃ اللہ علیہ** ہیں یہاں تک کہ اراکین پارلیمنٹ نے قومی اسمبلی میں بھٹو صاحب کے دور میں ان کو کافر اور مرتد قرار دینے کے لیے جب درخواست دی اور بل پیش کیا تو ان میں سرفہرست ہمارے علماء اہل سنت ہی تھے مثلاً علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبدالستار خاں نیازی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اعظمی، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی **رحمۃ اللہ علیہم** تھے جن کی محنت اور کاوشوں سے اس کا مسودہ بنا اور اسمبلی میں پیش کر کے اس کو منظور کرایا گیا اس

لحاظ سے ۷ ستمبر ان ملعونوں سے نجات کا دن ہے اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو قیامت تک اس ملعون اور ان جیسے ملعونوں سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رکھے آمین!

مسئلہ ختم نبوت پر قادیانی فتنہ کے بعد پچھلے سو سال سے مسلسل لکھا جا رہا ہے ہمارے تمام اکابرین مثلاً حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی **رحمۃ اللہ علیہ**، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری **رحمۃ اللہ علیہ**، حضرت ابو الحسنات **رحمۃ اللہ علیہ** قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کر چکے ہیں اور ان کی تصانیف آج بھی ہمارے لیے سرمایہ ہیں اور آنے والی نسلیں برابر اس سے استفادہ کر رہی ہیں۔ مولانا مفتی تصدق حسین رضوی **مدظلہ العالی** نے بھی اس مسئلہ پر ایک ضخیم کتاب بعنوان ''امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت'' تحریر فرمائی ہے جس میں آپ نے ۱۳ ابواب باندھے ہیں باب اول میں آپ نے امام احمد رضا کا تذکرہ تحریر کیا ہے جس میں امام احمد رضا کی پیدائش تا وصال تمام پہلوؤں کا ذکر کیا ہے اور ان کے چیدہ چیدہ علوم پر بحث بھی کی ہے۔ باب دوم بعنوان ''مسئلہ ختم نبوت اور امام احمد رضا'' تحریر کیا ہے جو کتاب کا اصل باب ہے اور اس میں آپ نے تفصیل سے ختم نبوت کے مسئلہ کو علمائے اہل سنت کی آراء میں پیش کیا ہے اور امام احمد رضا **قدس سرہ العزیز** کی تصانیف سے مکمل استفادہ کیا ہے ۔ تیسرے باب میں مصنف نے امام احمد رضا کی تصانیف کی روشنی میں قادیانی فتنہ کا مکمل قلع قمع کیا ہے اور اس باطل و مرتد و ملعون کو دورِ حاضر کا بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔

مصنف کی زبان بہت آسان اور دلائل بہت مضبوط ہیں آپ نے ہر طریقے سے قادیانی کی گرفت فرمائی ہے اور قوم و ملت کو اس کی شرارت اور اس کی چالبازیوں سے آگاہی دی ہے تا کہ ہماری نوجوان نسل اس کے شر سے محفوظ رہ

سکے۔ راقم دعا گو ہے کہ آپ کی یہ تصنیف اللہ عزوجل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ومقبول ہو اور قوم وملت اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو اس ملعون فتنے سے محفوظ رکھ سکے۔

دعا گو
احقر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

باب اول

تذکرہ امام احمد رضا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله وكفى، سمع الله لمن دعا، ليس وراء الله منتهىٰ ان ربى لطيف لمايشاء ، صلوات العلى الاعلى وتسليماته المنزهة عن الانتهاء، وبركاته التى تنمى وتمنىٰ على خاتم النبيين جميعا، فمن تنبّأ بعده تامّا اوناقصا، فقد كفرو غوىٰ، الله اكبر على من عاث وعتا، ومردوعصى وفى هوة هواه

ھویٰ ، اللھم اجرنا من ان نذل ونخزیٰ ، اونزلّ ونشقی، ربنا وانصرنابنصرک علی من طغیٰ وبغیٰ ، وضل واضل عن سبیل الاھتداء ، صل علی المولیٰ والہ وصحبہ ابدا ابدا، واشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ احداصمدا، وان محمداعبدہ ورسولہ بالحق ودین الھدیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ دائماسرمدا۔ امابعد

اللہ تعالیٰ عزوجل قادر مطلق ہے اس نے اپنی حکمت کاملہ سے کائنات عالم کو وجود عطا فرمایا اور ہر شے کو مناسب اور منظم انداز سے اپنے ٹھکانے پر سجایا خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے مقدس ہستیوں کا انتخاب فرمایا انبیاء کرام **علیھم السلام** نے کائنات کے سینے پر بسنے والی اقوام کو پیغام توحید پہنچایا اور انہیں دنیا میں زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی بتایا۔ انبیاء کرام کے مقدس گروہ میں سب سے آخر سید کائنات، جان عالمین، سید المرسلین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج آپ کے سر سجایا ،تاجدار ختم نبوت کی بعثت کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہ رہی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کو مکمل فرمادیا۔

دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے ہر دور میں امت مسلمہ کے جلیل القدر افراد نے خوب سعی و کاوش فرمائی اور امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی فرمائی فتنوں اور شورشوں کی تلاطم خیز موجوں میں بھی شمع اسلام کو فروزاں کیے رکھا اور انہیں کے علم و فضل، زہد و تقویٰ سے آج بھی رونق انجمن ہے، انہیں جلیل القدر افراد کے ایمانی جاہ و جلال سے دنیا کا ماحول روشن اور تابناک ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے علماء امت میں ممتاز اور منفرد اہمیت کا حامل شخص جو علم و تحقیق کا انمول درشاہوار، قرآن و سنت کے بحر بے کنار کا ماہر غواص، سرزمین ہندوستان کا قابل فخر سپوت، عالم اسلام کا عظیم عبقری سکالر جس کے کمال عقل نے **لَا یَنۡحَلّ** مسائل کی عقدہ کشائی کی، جسکی فکری پرواز اوج کمال تک پہنچی، جس کی جودت عقل نے مٹتے علوم وفنون کو حیات تازہ بخشی، جس کی شادابی ذہن و شگفتگی طبع نے چمن زار اسلام کے موسم خزاں کو لذت بہار سے آشنا کیا، جو حسان الہند کے لقب سے مشہور ہوا دنیا اسے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے نام سے جانتی ہے، آپ نے علم و فضل کے متعدد شعبوں میں امت کی رہبری کی اور امت مسلمہ کو دامن بارگاہ رسالت سے وابستہ کیا۔

خاندانی پس منظر

امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں بریلوی **قدس سرہ العزیز** کے آباء واجداد افغانستان قندھار کے معزز قبیلہ بڑھیچ کے

پٹھان تھے، مغلیہ دور میں آپ کے اجداد میں سب سے پہلے شجاعت جنگ سعید اللہ خاں نادر شاہ کے ہمراہ قندھار سے ترک وطن کر کے لاہور آئے اور مقتدر عہدوں پر فائز رہے لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا جو انہیں شاہی مہمان کی حیثیت سے عطا کیا گیا تھا۔ بعد میں یہ دہلی چلے گئے پھر دہلی سے روہیل کھنڈ کے صدر مقام بریلی میں آپ کو صوبہ دار بنادیا گیا بعد میں انگریزی حکومت نے صوبہ دار کا نام تبدیل کر کے ''گورنر'' رکھ دیا۔ بریلی میں آپ کو جاگیر بھی ملی جو بعد میں انگریز سامراج کی مخالفت کی پاداش میں ضبط کر لی گئی۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خاں وزیر دربار دہلی ہوئے ''بازار سعادت گنج'' اور ''سعادت خاں کی نہر'' انہی کی یادگار ہیں۔ سعادت یار کے نبیرہ کاظم علی خاں بن محمد اعظم کے دور میں مغلیہ سلطنت پر زوال وانحطاط کے بادل منڈلانے لگے حافظ کاظم علی خاں نے اودھ کی سلطنت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جس کے صلہ میں آپ کو اودھ کی جاگیر ملی۔ حافظ کاظم علی خاں کے دو بیٹے ایک حضرت علامہ مولوی رضا علی خاں اور دوسرے حکیم تقی علی خاں تھے حکیم تقی علی خاں ریاست جے پور کے طبیب خاص تھے۔

سیرت اعلیٰحضرت

مولانا رضا علی خاں ۱۸۰۹ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے ۲۳ برس کی عمر میں آپ نے علوم وفنون کی تکمیل کر لی، فقہ میں عبور حاصل کرنے اور خصوصی مہارت کے لئے حضرت مولانا خلیل الرحمان ٹونک راجستھان کی تربیت میں رہے، آپ سعید اللہ خاں کے خاندان

کے پہلے فرد ہیں جو مسند افتاء پر فائز ہوئے، آپ نے ہی خاندان میں جہاد بالسیف کے ساتھ حقانیت اسلام کے لئے قلمی جہاد کی طرح بھی ڈالی، علماء اہلسنت نے ۱۸۵۷ء میں جب انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو اس میں بھی مولانا رضا علی خاں کا نام نمایاں تھا آپ نے نہ صرف اس فتوی کی حمایت کی بلکہ مجاہدین کو ہر ممکن مدد بھی فراہم کی آپ نے جنرل بخت خاں (اس کا تعلق بھی بڑھیچ قبیلہ سے ہی تھا) کے ساتھ مل کر بریلی میں انگریزوں کو شکست دی، انگریزی تسلط کے بعد انگریز نے مولانا رضا علی خاں کا سر قلم کرنے کے لئے ۵۰۰ روپے انعامی رقم کا اعلان کیا (اسوقت یہ بہت بڑی رقم تھی) مگر اس کے باوجود جنرل ہڈسن اپنے ناپاک ارادے میں ناکام رہا اور اسی پاداش میں آپ کی جاگیر بھی ضبط کر لی گئی۔

ماهنامه اهلسنت جنگ آزادی نمبر ۱۹۷۵ء

حضرت مولانا رضا علی خاں کے گھر ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء میں **رئیس المتکلمین، تاج العلماء** حضرت مولانا نقی علی خاں کی ولادت ہوئی حضرت مولانا نقی علی خاں **رحمة الله علیه** نے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی، تحصیل علم کے بعد آپ بھی مسند افتاء کی زینت بنے آپ کو چالیس (۴۰) سے زیادہ علوم وفنون پر دسترس حاصل تھی حضرت مولانا نقی علی خاں **رحمة الله علیه** کو تصنیف وتالیف سے بھی خاص شغف تھا آپ نے پچیس سے ۲۵ زیادہ کتب تحریر فرمائیں، آپ کی تصنیف "**سرور القلوب فی ذکر المحبو ب**" پر آپ کے ہم عصر حضرت مولانا

سید ہدایت علی ہدایت کی بھی تقریظ ہے جس میں حضرت آپ کا تعارف کراتے ہوئے یوں راقم طراز ہیں:

’’مجمع مکارم اخلاق، منبع جود واشفاق، قبول بارگاہ رب العالمین، مداح سید المرسلین، ہادی امت رسول خدا، بحر معراج علم صدق وصفا، افضل علماء زماں، مولوی محمد نقی علی خاں بن مولوی محمد رضا علی خاں کی تعریف میں زبان قلم لال ہے انسان سے ان کی خوبیوں کا بیان ہونا محال ہے‘‘

حضرت مولانا نقی علی خاں نے تصنیف کے ساتھ درس وتدریس کی طرف بھی بھر پور توجہ دی، دور دراز علاقوں سے طلباء اکتساب علم کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ نے ایک مدرسہ ’’مصباح التہذیب ‘‘ کے نام سے بریلی میں قائم کیا بعض لوگوں نے اس کا نام مصباح العلوم بھی لکھا ہے، مولانا عبدالحی لکھنوی نے آپ کا تعارف اس طرح لکھا:

الشیخ الفقیه نقی علی خاں بن رضا علی خاں بن کاظم علی خاں بن اعظم خاں بن سعادت یار خاں الافغانی البریلوی احد الفقهاء الحنفیة اسند الحدیث عن شیخ احمد بن زینی دحلان المکی الشافعی۔ نزهة الخواطر: جلد ۷ صفحه ۵۱

حضرت مولانا نقی علی خاں **رحمة الله علیه** کو اللہ تعالیٰ نے دقت نظر، فہم وفراست

،سخاوت و شجاعت ، جودت ذہنی اور ذکاوت جیسی اعلیٰ صفات سے نوازا، خالق کائنات ﷻ کے احکام کی بجا آوری اور نبی کریم ﷺ کی اتباع و محبت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

ولادت باسعادت

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ ہندوستان کے صوبہ، یو، پی کے شہر بریلی کے محلہ جسولی میں بوقت ظہر پیدا ہوئے پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام ''المختار'' ہے جد امجد نے نام ''احمد رضا خاں'' رکھا والدہ پیار سے ''امّن میاں'' پکارا کرتی تھیں۔ محبت والفت رسول ﷺ رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ اس تعلق خاطر اور فنائیت کے باعث اپنے نام سے پہلے ''عبدالمصطفیٰ'' لکھنے کا التزام کرتے بلکہ خود اس محبت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبد مصطفی
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

امام حسین بن صالح شافعی مکی نے دیکھا تو پکار اٹھے

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین

میں تو اس پیشانی میں نور خدا کی چمک دیکھتا ہوں۔

اور فرمایا تمہارا نام ''ضیاء الدین احمد'' ہے

علم جفر و تکسیر کے استاذ شاہ ابوالحسین نوری نے آپ کو ''شیخ کبیر'' اور ''اعلیٰحضرت'' کے لقب سے نوازا، اہل علم حضرات نے آپ کو امام اہلسنت، مجدد مائۃ حاضرہ، فاضل بریلوی اور محدث بریلوی جیسے معزز القابات سے بھی یاد فرمایا، آپ کی تاریخ پیدائش قرآن کریم کی اس آیت سے استخراج ہوتی ہے۔

اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ

۱۲۷۲ھ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

حلیہ شریف

اللہ تعالیٰ کے ہاں آدمی کی عزت و توقیر کا اعتبار تقویٰ کے لحاظ سے ہے قرآن حکیم میں ہے **''ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم''** جو آدمی تقویٰ میں بلند مقام رکھتا ہو وہ قابل احترام ہے شکل کا اس میں کوئی دخل نہیں البتہ اچھی شکل وصورت سے حسن وجمال میں اضافہ ہوتا ہے اور خوبصورتی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو علم و فضل کے ساتھ حسن صورت سے بھی حظ وافر عطا فرمایا

حضرت سید جعفر شاہ پھلواری لکھتے ہیں

میانہ قد، سر پر ہلکا بادامی عمامہ (غالباً ٹسر کا) جسم پر عبا، داڑھی لمبی گھنی اور سفید، رنگ گندمی، جسم دوہرا مگر اسوقت دبلا، آواز رعب دار لیکن

اسوقت رقت انگیز اور رقت آمیز۔۔۔۔یہی پیر ضعیف تھے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی۔ جہان رضا **صفحہ** ۱۲۵

سید الطاف بریلوی اس طرح رقم طراز ہیں:

سر پر اوسط سائز عمامہ جس میں سے پیچھے گردن پر چھوٹی چھوٹی حنائی زلفیں نظر آتی تھیں، بڑی بڑی پر کشش آنکھیں، گندمی رنگ، گھنی شرعی داڑھی تھی لیکن کمال یہ تھا کہ ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے کبھی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے تھے۔ جہان رضا **صفحہ** ۱۲۵

ڈاکٹر عابد احمد علی سابق مہتمم بیت القرآن اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں:

منبر پر ان کے بیٹھنے اور ان کے حلیہ مبارک کا منظر ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ حضرت والا بلند قامت، خوبرو اور سرخ وسفید رنگ کے مالک تھے داڑھی اسوقت سفید ہو چکی تھی مگر نہایت خوبصورت تھی۔ **مقالات یوم رضا حصّہ** ۳ **صفحہ** ۴۷

حصول علم

اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، جس کو بھی خالق کائنات کا فضل ورحمت میسر ہو وہ ممتاز اور منفرد مقام کا حامل ہوتا ہے۔ امام

اہلسنت فاضل بریلوی کو بھی رب کائنات نے بہت صلاحیتوں سے نوازا، آپ اپنے مزاج واطوار اور ذہانت کے اعتبار سے بہت قوی اور امتیازی حیثیت رکھتے تھے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک مکمل کرلیا اور چھ سال کی عمر ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ کو ایک مجمع عام میں میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا:

امام احمد رضا بریلوی ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ،۱۸۶۹ء کو علوم معقول ومنقول کی تحصیل سے فراغت حاصل کرلیتے ہیں اور اسی روز سے آپ کو فتویٰ نویسی کی مسند پر بٹھا دیا جاتا ہے اور اسی روز رضاعت سے متعلقہ ایک استفتاء کا جواب تحریر کرتے ہیں، اسی روز سے آپ پر نماز فرض ہوئی یعنی بالغ ہوئے اس روز آپ کی عمر تیرہ سال، دس ماہ اور پانچ روز تھی ۔ **فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں صفحہ ۶۸**

فاضل بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** خود فرماتے ہیں:

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے اور یہ حسن فال ہے کہ میری تاریخ فراغت لفظ ''غفور'' ۱۲۸۶ھ اور زبر و بینہ میں لفظ ''تعویز'' میں ہے جیسا کہ میری تاریخ ولادت ''المختار'' ۱۲۷۲ھ میں

ہے۔

الاجازۃ الرضویۃ صفحہ ۳۰۹

آپ نے ابتدائی کتب حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل اپنے والد ماجد قدوۃ العلماء حضرت مولانا نقی علی خان رضی اللہ عنہ سے کی، علم ہیئت مولانا عبدالعلی رامپوری سے حاصل کیا، علم جفر و تکسیر شاہ ابوالحسین مارہروی سے اور حدیث شریف کی سند امام حسین بن صالح امام شافعیہ (**مکۃ المکرمہ**) سے حاصل کی، اس سند میں امام محمد بن اسماعیل بخاری تک صرف گیارہ واسطے ہیں، اس کے علاوہ سید آل رسول مارہروی، سید احمد دحلان مکی مفتی شافعیہ اور شیخ عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ (**مکۃ المکرمہ**) کا نام بھی آپ کے اکابر میں شامل ہے حصول تعلیم کے حوالے سے آپ کے ہم سبق حضرت مولانا احسان حسین کا تذکرہ بھی قابل مطالعہ ہے۔

> آپ نے استاذ سے کبھی چوتھائی حصہ سے زیادہ کتاب نہیں پڑھی چوتھائی کتاب پڑھنے کے بعد تمام کتاب ازخود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ **حیات اعلیٰحضرت جلد ۲ صفحہ** ۱۱۴

اساتذہ کرام کی صحبت میں بیٹھنا اور ان سے تربیت حاصل کرنا اس کے متعلق فاضل بریلوی خود فرماتے ہیں:

> رد وہابیت اور افتاء دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف

پڑھنے سے نہیں آتے بلکہ ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ **ملفوظات حصہ اول صفحہ** ۱۴۱

اصلاح امت

حضور سید عالم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید العالمین ﷺ بہت احسن انداز سے دعوت وتبلیغ فرماتے اور آپ کو اپنی امت سے بہت ہمدردی تھی۔علماء امت نے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اس انداز تبلیغ کو اپنایا لیکن افتاء میں اکثر طور پر صورت مسئلہ کا جواب دے دیا جاتا ہے۔امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی نے افتاء میں بھی امت مسلمہ کی رہبری کرتے ہوئے پند ونصائح ،شہوات نفسانی کے رد اور نیکی کی طرف رغبت دلانے والے انداز حکیمانہ کو اپنایا، آپ کے فتاویٰ میں جہاں عالمانہ طرز، محققانہ اسلوب ، دلائل کے انبار ہوتے ہیں وہیں وعظ ونصیحت، سزا پر زجر وتوبیخ اور نیکی پر رغبت وشوق کا انداز ہوتا ہے۔جس سے سائل کے لئے تسلی وتشفی کا وافر سامان اور بیماری دل کا خوب تر علاج ہوتا ہے جس ہمدردی سے آپ امت کو اطاعت دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش میں مصروف عمل رہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے

سوال نمبر ا

ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کی ظہر کی جماعت اولیٰ ترک ہوجاتی ہے اور عذر اس کا خوف تہجد ہے جائز ہے یا نہ؟ بحیثیت مفتی اس سوال کا جواب اتنا بھی ہوسکتا تھا کہ تہجد و جماعت میں کوئی تعارض نہیں، وہ شخص دونوں کو ادا کرنے کی تدبیر کرے، اگر بالفرض اس کے لیے یہ ممکن نہیں تو جماعت کو چھوڑ کر تہجد ادا نہ کرے بلکہ تہجد کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ حکم جماعت اولیٰ کا ہے ثانیہ تو محض ضرورت کے لئے مشروع ہے مگر اس جواب کے ساتھ سائل کو صرف حکم مسئلہ معلوم ہوتا وسوسہ شیطانی اور خواہش نفسانی کا قلع قمع ممکن نہ تھا امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں **رحمۃ اللہ علیہ** کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔

الجواب

اس مسئلہ میں جواب حق وحق جواب یہ ہے کہ عذر مذکور فی السوال سرے سے ہی بیہودہ و سراپا اہمال ہے وہ زعم کرتا ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس اسے تفویت جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اس کی محافظت کرتا نہ کہ الٹا فوت کا سبب ہوتا۔

قَالَ اللّٰہُ: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآئِ وَالْمُنْکَرِ

العنکبوت: ۴۵

بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم و قربۃ الی اللہ تعالٰی ومنھاۃ عن الاثم و تکفیر للسیئات و مطردۃ للداء عن الجسد۔ جامع الترمذی ابواب الدعوات

تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنے والا اور گناہوں سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دور کرنے والا ہے۔

تو فوت جماعت کا الزام تہجد کے سر رکھنا قرآن وسنت کے خلاف ہے اگر میزان شرع مطہر لے کر اپنے احوال وافعال تولے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اسی کے سر تھا بھلا یہ تہجد و قیلولہ وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کیے ہیں جب تو انہیں تفویت شعار عظیم اسلام کے لئے عذر بناتا ہے اور اگر وہ ہیں جو حضور سید عالم ﷺ سے قولاً وفعلاً منقول ہوئے تو بتایئے حضور اقدس ﷺ نے کب ایسے تہجد و قیلولہ کی طرف بلایا جن سے جماعت فریضہ فوت ہو، کیا قرآن وحدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں؟ کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام اللیل کیے ہیں!۔

یاھذا سنت ادا کیا چاہتا ہے تو بروجہ سنت ادا کر، یہ کیا کہ سنت لیجئے اور واجب فوت کیجئے، ذرا بگوش ہوش سن اگرچہ حق تلخ گزرے، وسوسہ ڈالنے والے نے

تجھے یہ جھوٹا بہانہ سکھایا کہ اسے مفتیان زمانہ پر پیش کرے جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جائے تجھے تفویت جماعت کی اجازت دے جس کی نظر تاکیدات جماعت پر جائے تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ **من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما** بہرحال مفتیوں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز نقد ہے مگر **حاشا** خدام فقہ وحدیث تجھے تفویت واجب کا فتویٰ دیں گے نہ عادی تہجد کو ترک تہجد کی ہدایت کر کے ارشاد حضور سید الاسیاد ﷺ **یا عبداللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل**۔ اے عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو رات کو قیام کرتا تھا مگر اب اس نے ترک کر دیا۔ کا خلاف کریں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ بتوفیقہ عزوجل حقیقت امر سے آگاہ ہیں ان کے یہاں عقل سلیم ونظر قویم دو عادل گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد و جماعت میں تعارض نہیں ان میں کوئی دوسرے کی تفویت کا داعی نہیں بلکہ یہ ہوائے نفس شریر وسوئے طرز تدبیر سے ناشی ہوا **یا ھذا** اگر تو وقت جماعت جاگتا ہوتا اور بطلب آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحۃً آثم وتارک واجب اور اس عذر باطل میں مبطل وکاذب ہے سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوۃ فلا یجیبہ۔

مسند احمد بن حنبل جلد ۳، صفحہ ۴۳۹

ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سنے اور حاضر نہ ہو۔

اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کہ یہ فتنہ خواب کیونکر جاگا اور فساد عجاب کہاں سے پیدا ہوا اس کی تدبیر کر، کیا تو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقت جماعت ہوشیار نہیں ہونے پاتا، یوں ہے تو اول وقت خواب کر اولیاء کرام **قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم** نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا جس میں نماز و تلاوت نہیں یعنی ضحوہ کبریٰ سے **نصف النھار** تک، وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہیے کہ پیش از زوال وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت زوال کہ ابتداء ظہر ہے ذکر و تلاوت میں مشغول ہو، ظاہر ہے جو پیش از زوال بیدار ہو لیا اس سے فوت جماعت کے کوئی معنی نہیں، کیا اس وقت سونے میں تجھے کوئی عذر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر سو مگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے، ایک ساعت قیلولہ، قیلولہ بس ہے۔

اگر طول خواب سے خوف کرتا ہے تکیہ نہ رکھ، بچھونا نہ بچھا کہ بے تکیہ و بے بستر سونا بھی مسنون ہے۔ سوتے وقت دل کو خیال جماعت سے خوب متعلق رکھ کہ فکر کی نیند غافل نہیں ہوتی۔ کھانا **حتی الامکان علی الصباح** کھا کہ وقت نوم تک بخارات طعام فرو ہولیں اور طول منام کے باعث نہ ہوں۔ سب سے بہتر

علاج تقلیل غذا ہے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ماملأ ادمی وعاء شرامن بطنه بحسب ابن اٰدم اکلات یقمن صلبه فان کان لا محالة فثلث لطعامه وثلٰث لشرابه وثلث لنفسه۔ جامع الترمذی باب ماجاء فی کراهیة کثرة الاکل

آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے، تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔

پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پیئے گا، جو بہت پیئے گا بہت سوئے گا آپ ہی خیرات و برکات کھوئے گا۔

یوں بھی نہ گزرے تو قیام لیل میں تخفیف کر دو رکعتیں خفیف و تام بعد نماز عشاء ذرا سونے کے بعد شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدھی رات سے پہلے اداء تہجد کو بس ہیں مثلاً نو بجے عشاء پڑھ کر سو رہا دس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یحسب احدکم اذاقام من اللیل یصلی حتی یصبح انه قد تهجدانما تهجد المرء یصلی الصلوة بعد رقدة۔

المعجم الکبیر حدیث ۳۲۱۶

تم میں سے کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جب
ہی تہجد ہو تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔

سوتے وقت اللہ تعالیٰ ﷻ سے توفیق جماعت کی دعا اور اس پر سچا توکل مولیٰ تبارک وتعالیٰ جب تیرا حسن نیت وصدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائے گا "**مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ**" اپنے اہل خانہ وغیرہم سے کسی معتمد کو متعین کر کہ وقت جماعت سے پہلے جگا دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے **لیلۃ التعریس** میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سوئے ان شاء اللہ تعالیٰ فوت جماعت سے محفوظ ہو گا اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آنکھ نہ بھی کھلی اور جگانے والا بھی بھول گیا یا سو رہا **کما وقع لسیدنا بلال** رضی اللہ عنہ تو یہ اتفاقی عذر مسموع ہو گا اور امید ہے کہ صدق نیت وحسن تدبیر پر ثواب جماعت پائے گا۔

کیا تیری مسجد میں بہت اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ دوپہر سے اس تک سونے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے چھوٹ گیا سو کر پڑھی یا پڑھ کر سوئے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ کر ہی سوئے کہ خوف فوت اصلاً نہ رہے جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روز جمعہ کیا کرتے تھے۔

عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ قال ماکنا نقیل ولا نتغذی الا بعد الجمعۃ۔ صحیح البخاری باب

فاذا قضیت الصلوۃ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے۔

غرض یہ تین صورتیں ہیں (۱) پیش از زوال سو اٹھنا۔(۲) بعد جماعت سونا ان میں کوئی خدشہ ہی نہیں (۳) اور تیسری صورت میں وہ سات تدبیریں ہیں رب عزوجل سے ڈرے اور بصدق عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کیونکر تہجد تفویت جماعت کا موجب ہوتا ہے۔

بالجملہ نہ ماہ نیم ماہ کہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ عذر مذکور یکسر مدفوع، محض نامسموع، جماعت وتہجد میں اصلاً تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجئے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجئے **ھذا ھو حق الجواب واللہ الھادی الی سبیل الصواب**

بایں ہمہ اگر اس تقدیر ضائع وفرض خلاف واقع کا مان لینا ہی ضرور تو جماعت اولٰی پر تہجد کی ترجیح محض باطل ومہجور اگر حسب تصریح عامہ کتب تہجد مستحب وحسب اختیار جمہور مشائخ جماعت واجب مانئے جب تو ظاہر کہ واجب ومستحب کی کیا برابری، نہ کہ اس کو اس پر تفضیل وبرتری، اور اگر تہجد میں اعلی الاقوال کی طرف ترقی اور جماعت میں ادنی الاحوال کی جانب تنزل کرکے دونوں کو سنت ہی مانئے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں۔ جماعت بر تقدیر سنیت بھی تمام سنن حتی

کہ سنت فجر سے بھی اہم وآکدو اعظم ہے ولہٰذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور سمجھے کہ سنتیں پڑھے گا تو تشہد نہ ملے گا تو بالا جماع سنتیں ترک کر کے جماعت میں مل جائے اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہر بقیہ سنن سے آکد ہیں اور امام شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل وآکد رکعتیں مغرب ہیں پھر رکعتیں ظہر پھر رکعتیں عشاء پھر قبلیہ ظہر پھر شک نہیں کہ ہمارے آئمہ کرام ﷺ کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم وآکد ہیں ہمارے علماء سنن رواتب کی نسبت فرماتے ہیں

انها لتاكدها اشبهت الفريضة

درمختار جلد ۱، صفحہ ۹۵

یہ سنن رواتب تاکید کی بنا پر فرائض کے مشابہ ہیں۔

اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ہے۔تو تہجد جماعت کے کمتر از کمتر از کمتر سے کمتر پانچویں درجہ میں واقع ہے سب سے آکد جماعت پھر سنت فجر، پھر قبلیہ ظہر ، پھر باقی رواتب، پھر تہجد وغیرہ سنن ونوافل اور دوسرے قول پر تو کہیں ساتویں درجے میں جا کر پڑے گا کہ سب سے اقویٰ جماعت، پھر سنت فجر، پھر سنت مغرب، پھر بعدیہ ظہر، پھر بعدیہ عشاء، پھر قبلیہ ظہر، پھر تہجد وغیرہ۔پس تہجد کو سنت ٹھہرا کر بھی جماعت سے افضل کیا، برابر کہنے کی بھی اصلاً کوئی راہ نہیں، نہ کہ مستحب مان کر اگر کہیے یہاں کلام جماعت اولیٰ میں ہے کہ سوال میں اس کی تصریح موجود اور واجب یا اس اعلیٰ درجہ کی موکد مطلق جماعت ہے نہ خاص

جماعت اولیٰ بلکہ وہ صرف افضل واولیٰ اور فضل تہجد اس سے اعظم واعلیٰ تو حفظ تہجد کے لئے ترک اولیٰ جائز وروا اگر چہ افضل اتیان وادا۔۔۔ ہرگز جائز نہیں کہ بے عذر مقبول شرعی جماعت ثانیہ کے بھروسہ پر جماعت اولیٰ قصداً چھوڑ دیجئے اور داعی الٰہی کی اجابت نہ کیجئے، جماعت ثانیہ کی تشریع اس غرض سے ہے کہ احیاناً بعض مسلمین کسی عذر صحیح مثل مدافعت اخبثین یا حاجت طعام وغیرہا کے باعث جماعت اولیٰ سے رہ جائیں وہ برکت جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان وتداعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کرلیں نہ کہ اذان ہوتی رہے داعی الٰہی پکارا کرے جماعت اولیٰ ہوا کرے، مزے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیلا کر آرام فرمائیں کہ عجلت کیا ہے ہم اور کرلیں گے یہ قطعاً یقینا بدعت سیئہ شنیعہ ہے۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۸۵**

سوال نمبر ۲

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد سنی المذہب نے مندرجہ ذیل شعر میں کلمہ شہادت کا ابتدائی ٹکڑا نظم کیا ہے جس سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے لیکن زید جو مذہباً شیعہ ہے اس سے پورا کلمہ مراد نہیں لیتا بلکہ صرف **اشھد ان لا الہ** کے معنی سے خالد کو ملحد قرار دیتا ہے۔

اشھد ان لا الہ نقش ہے اس لوح پر
نیز توحید کب عاشق کی پیشانی نہ تھی

مندرجہ بالا شعر کی نسبت زید نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں شعر کا پہلا مصرعہ الحاد کا سائن بورڈ ہے کیونکہ **اشھد ان لا الہ** کے تو یہ معنی ہوئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا۔ پھر جس پیشانی پر یہ کفر کا کلمہ لکھا ہوا سے ہم الحاد کا سائن بورڈ نہ کہیں تو کیا کہیں۔

الجواب:

حاشا شعر مذکور سے خالد سنی المذہب پر کسی طرح حکم کفر والحاد ممکن نہیں، مگر اس کے نزدیک جو اس کلمہ طیبہ کو کہ مدار ایمان ہے معاذ اللہ دو ٹکڑے کفر واسلام پر منقسم کرے اور اس کا پہلا آدھا کفر خالص جانے اور یہ کس درجہ ناپاک و شنیع ہے

اولاً: یوں ہو تو ہر مسلمان جتنی بار **لا الہ الا اللہ** کہے ہر بار اس کا کافر ہونا اور بعد کفر اسلام لانا ٹھہرے کہ جب تک پہلا جز کہا تھا اس معترض کے طور پر مطلقاً ہر الہ کی نفی تھی اور یہ بے شک کفر ہے، جب **الا اللہ** کہا تو اب اللہ عزوجل کی الوہیت مان کر مسلمان ہوا۔

ثانیاً: بلکہ اب بھی مسلمان ہونا بخیر کہ اس وقت **الا اللہ** کہہ لیا تو کیا ہوا، اس کا پھر ارادہ ہے کہ یہی کلمہ نئے سرے سے پڑھے اور پہلے جز سے خدا کی نفی مطلق کر کے کافر ہو تو کفر سے رجوع کب ہوئی جب کہ پھر عزم کفر موجود ہے اور عزم کفر فی الحال کفر ہے۔

ثالثاً: قرآن عظیم میں کس قدر کثرت سے **لا الہ الا اللہ** اور **لا الہ الا ھو** وارد ہے، اگر پہلے جز میں نفی عام الوہیت ہر الہ ہے جیسا کہ معترض کا خیال تباہ ہے، تو معاذ اللہ قرآن کریم نے صدہا بار الوہیت رب العزت کی نفی فرمائی اور ہر بار نفی کر کے اثبات فرما کر تناقضوں کی ٹھہرائی۔ **تعالٰی اللہ عن ذلک علوًا کبیرًا۔**

رابعاً: معترض کے طور پر معاذ اللہ سب کلمہ گو جن میں بزعم معترض خود معترض بھی داخل فاسد النکاح ہوں اور ان کی اولاد **اولاد الزنا** کہ جب پہلا جز کہا کافر ہو گئے نکاح ٹوٹ گئے اور **الا اللہ** کہنے سے اگرچہ اسلام عود بھی کر آئے ٹوٹا نکاح تو نہیں جڑتا جب تک ازسرنو نہ ہو، اور وہ نہ ہوا تو سب بے نکاحی رہیں اور اولاد ولد الحرام۔

خامساً: معترض کے نزدیک نزع روح کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین سخت حرام و بدخواہی اہل اسلام ہو، اپنے آپ تو کافر ہو ہو کر **الا اللہ** سے مسلمان ہو لئے اس پر کیا بھروسہ ہے کہ پہلے ہی جز پر روح پرواز کر جائے یا زبان بند ہو جائے تو معاذ اللہ کافر مرے۔

سادساً: اس کے یہ معنی سمجھنا اسلام پر کیسا سخت الزام اور اللہ عزوجل پر عبارت صحیح بتانے سے معاذ اللہ عجز کا اتہام ہے کہ ایمان کا آغاز معاذ اللہ کفر سے رکھا **لا الہ الا اللہ** کی جگہ کلمہ طیبہ یوں کیوں نہ بتایا **ان اللہ ھو الا الہ وحدہ**

لاشریک لہ لیس غیرہ من الہ یہ خالص اسلام ہوتا اور معترض کا کفر والحاد راہ نہ پاتا بالجملہ اس کے یہ معنی سمجھنا کہ نہیں ہے کوئی خدا، عاقل سے معقول نہیں بلکہ بلاشبہ اس کے معنی نفی الوہیت غیر خدا ہیں یقینا قطعاً مسلمان جس وقت اس سے تلفظ کرتا ہے یہی مراد لیتا ہے تو بحمداللہ تعالیٰ اس کے دونوں جز عین ایمان ہیں، پہلا جز الوہیت غیر خدا کی نفی اور دوسرا جز الوہیت الہ حق کا اثبات اور دونوں ایمان ہیں رضی نے کہ نحو وعربیت کا بڑا محقق اور مذہب کا شیعی تھا۔ اس کی تحقیق کی اور بتادیا کہ یہاں ہرگز نفی عام نہیں ورنہ تناقض لازم آئے گا بلکہ ماوراء مستثنٰی کی نفی ہوتی ہے۔

شرح کافیہ میں اس کی عبارت **بالتلخیص** یہ ہے:

ان قلنا انه داخل فی القوم والالاخراج زید منهم بعدالدخول کان المعنی جاء زید مع القوم ولم یجیء زید وهذا تناقض ظاهر ، ینبغی ان یجنب کلام العقلاء عن مثله وقد ورد فی الکتاب العزیز من الاستثناء شی کثیر کقوله تعالٰی "فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما" فیکون المعنی لبث الخمسین فی جملة الالف ولم یلبث تلک الخمسین تعالی الله عن مثله علوا کبیرا، الی ان قال

فزبدة الکلام ان دخول المستثنٰی منہ ثم اخراجہ بالا و اخواتھا انماکان قبل اسناد الفعل او شبہ الیہ، فلایلزم التناقض فی نحو جاء فی القوم الا زیدالانہ بمنزلة قولک القوم المخرج منھم زید جاء نی وذلک لان المنسوب الیہ وان تاخر عنہ لفظالکن لابدلہ من التقدم و جوداعلی النسبة التی یدل علیھا الفعل اذا المنسوب الیہ والمنسوب سابقان علی النسبة بینھماضرورة ففی الاستثناء مما کان المنسوب الیہ ھو المستثنٰی منہ مع الا والمستثنٰی فلابد من وجود ھذہ الثلثة قبل النسبة فلابد اذن من حصول دخول والا خراج قبل النسبة فلاتناقض۔ شرح الکافیة باب المستثنی

اگر ہم یہ کہیں کہ **جاء نی القوم الا زیدا** میں زید قوم میں شامل ہے اور **الا** اس کو قوم میں شامل ہونے کے بعد نکالنے کے لئے ہے تو معنی یہ ہوگا کہ زید قوم کے ساتھ آیا اور نہ آیا یہ واضح تناقض ہے لہٰذا ایسا متناقض کلام عقلاء سے متصور نہیں ہوسکتا حالانکہ قرآن پاک میں یہ استثناء کثیر موجود ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

(نوح علیہ السلام) اپنی قوم میں ہزار برس بغیر پچاس کے ٹھہرے تو معنی یہ ہوئے کہ آپ پچاس سمیت مجموعہ ہزار ٹھہرے، اس واضح تناقض سے اللہ تعالیٰ پاک ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ میں دخول اور **الا** و دیگر حروف کے ساتھ پھر اس کو خارج کرنا فعل یا شبہ فعل کے اسناد سے قبل ہوتا ہے تو اب **جاء نی القوم الازیدا** جیسی مثالوں میں تناقض لازم نہ آئے گا کیونکہ اب معنی یوں ہوا" قوم جس سے زید خارج ہے میرے پاس آئی، اس لئے کہ منسوب الیہ اگرچہ لفظی طور پر فعل سے مؤخر ہے لیکن وجودی طور پر فعل سے مقدم ہے کیونکہ منسوب اور منسوب الیہ اس نسبت سے مقدم ہوتے ہیں جو دونوں میں پائی جاتی ہے اور یہ نسبت وہ ہے جس پر فعل دال ہے تو استثناء میں جب منسوب الیہ یعنی مستثنیٰ منہ اور **الا** اور مستثنیٰ تین چیزیں ہیں تو لازمی طور پر یہ تینوں فعل والی نسبت سے پہلے ہوں گے لہٰذا اب دخول وخروج نسبت سے قبل ہوا تو تناقض نہ رہا۔

حاصل یہ ہے کہ لفظ مافی النفس سے تعبیر ہوتے ہیں یہاں اگر یوں ہو کہ متکلم نے اولاً نفی عام بلا استثناء کی اور جزاول سے تعبیر کیا پھر اس عام میں سے مستثنیٰ کو جدا کیا اور اس پر جز استثناء سے دلالت کی تو صریح تناقض ہے کہ یہ دو حکم متنافی ہوئے لا سالبہ کلیہ تھا اور یہ موجبہ جزیہ اور وہ دونوں نقیض ہیں، ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہاں

صرف حکم واحد ہے متکلم نے ایک مفرد کلی کو کہ مرتبہ لابشرط شے میں تھا مستثنیٰ سے فارغ کر کے مرتبہ بشرط لاشے میں لیا اور اس مقید پر حکم واحد کیا بے ادخال **لا و الا** سے معبر کیا **لا** حکم ہے اور **الا** قید مسند الیہ کہ اس کے مرتبہ بشرط **لا** پر دال، تو یہ **لا** ہرگز نفی جمیع کے لئے نہیں بلکہ نفی ماورائے مستثنیٰ کے لئے تو **ما فی الذھن** یقیناً حق ہے، ہاں تقیید پر دلالت درکار وہ اگر نفس کلام میں نہ ہوتی تو کلام کی ترکیب مشہور و معروف کا مسلمان میں دائر و سائر اور قائل کا مسلمان ہونا خود ہی دلالت کرتا کہ یہ تنگی شعر کے سبب بعض کلام پر اختصار ہے اور مراد یقیناً مجموع جیسے بے تنگی کلام **قلیا و لن تنا** کہتے ہیں اور مراد سورہ کافرون و پارۂ چہارم، مسلمان اگر "**انبت الربیع البقل**" کہے تو اس کا اسلام ہی تجوز پر قرینہ ہے، اس سے یہ گمان کہ اس نے خود فصل بہار کو سبزی کا خالق مانا ہرگز مسلم عاقل کو نہیں ہوسکتا نہ یہاں نفس کلام میں معنی صحیح کی صاف تصریح موجود کہ مصرع دوم میں صاف توحید بتائی اور یہ ہی اول سے مراد ٹھہرائی، اگر معاذ اللہ نفی مطلق ہوتی توحید کب ہوتی تعطیل ہوتی، توحید تو ایک کا اثبات ہے نہ کہ معاذ اللہ عام نفی تام، تو ثابت ہوا کہ اس پر حکم الحاد اگر از قبیل "**کل اناء یترشح بما فیہ**" نہ ہو تو جنون خالص ہے۔

جامع الفصولین فصل ۳۸ میں:

من قال لا الہ و اراد ان یقول الا اللہ لم یقل لا یکفر لانہ

عقد علی الایمان۔ **جامع الفصولین جلد ۲، صفحہ ۲۹۸**

جس نے **لا الہ** کہا **الا اللہ** ارادہ کے باوجود نہ کہہ سکا تو وہ کافر نہیں کیونکہ اس نے ایمان کے ارادے سے یہ کہا:

ہاں شاعر نے اسی اقتصار میں تقصیر ضرور کی، علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس لا کا مد طویل نہ کرے کہ صورت نفی سے جلد جانب تصریح اثبات منتقل ہو جائے اس نے اتنی دیر کی کہ صورت نفی مصرع اول میں رکھی اور تصریح اثبات چھ لفظوں کے فاصلہ سے مصرع دوم میں اسے یوں تھا **اشھد ان لا الہ غیرہ** ہے اس پر نقش۔ **فتاوی رضویہ جلد** ۱۵، **صفحہ** ۲۹۲

سوال نمبر ۳

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک حافظ قرآن پر تراویح پڑھانے کی وجہ سے روزہ رکھنا معاف ہے یا نہیں؟

الجواب

تراویح میں ختم قرآن سنت سے بڑھ کر نہیں، سنت اور فرض میں جو فرق ہے وہ نہایت ہی ظاہر و باہر ہے، یہ کتنی بے وقوفی اور کم عقلی ہے کہ سنت کی خاطر فرض چھوڑ دیا جائے۔

یہ دین سے برگشتگی ہے، بلکہ یہ جھوٹا بہانہ سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ قرأت قرآن روزہ رکھنے سے مانع نہیں ہوسکتی، پوری دنیا میں ہزارہا حفاظ قرآن جن میں

بوڑھے، بچے اور کمزور شامل ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قرآن سناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسا معاملہ نقصان دہ نہیں ہوا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ روزہ بھی صحت ہے اور قرآن سراپا شفا ہے لیکن اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے تا کہ اللہ تعالیٰ یہ نفع عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَايَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ بنی اسرائیل ۸۲

ہم نے قرآن نازل کیا جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اغزوا تغنموا وتصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا۔

مجمع الزوائد باب اغزوا تغنموا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو غنیمت حاصل کرو، روزہ رکھو صحت حاصل کرو، بغرض تجارت سفر کرو اور غنا حاصل کرو۔

کسی طرح بھی یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ اس شخص کو قرأت قرآن روزہ رکھنے سے مانع ہے، یہ صرف عذر باطل، کم ہمتی ہے **العیاذ باللہ**۔ اگر بالفرض قرآن پڑھنا اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اسے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہتی تو اس صورت میں اس کے لئے قرآن پڑھنا نہ سنت ہے نہ باعث ثواب بلکہ حرام اور موجب عذاب ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے تحت داخل ہوگا۔

بہت سے لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان پر لعنت کرتا ہے

علماء نے مطلقاً فرمایا ہے جو بھی عمل روزہ رکھنے سے کمزور کرے یا مانع ہو وہ جائز نہیں۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ نماز میں قیام کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لئے رمضان کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ وہ روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر ادا کرے۔

سبحان اللہ علماء کے نزدیک روزہ کی خاطر نماز میں قیام ساقط ہو جاتا ہے حالانکہ یہ قیام فرض ہے صورت مذکورہ میں تو سنت کی خاطر نہیں بلکہ حصول امامت پر تفاخر کے لئے روزہ رمضان ترک کیا جارہا ہے بلکہ ناجائز حرام اور گناہ فعل (تفاخر) کے لئے ترک ہے اس عزیز سے کہا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تجھ پر روزہ رمضان فرض عین فرمایا اور تراویح میں قرآن ختم کرنا نہ فرض نہ سنت عین۔ اگر بسبب کثرت تلاوت دور کی وجہ سے جو حفاظ کے لئے ناگزیر ہوتا ہے ایسا ضعف لاحق ہونے کا خطرہ ہے تو یہ بوجھ اپنے اوپر نہ لے بلکہ کسی دوسرے حافظ کی اقتداء کرے، تراویح ادا کرے اور روزہ رکھے، فرض کو بجا لائے اور سنت بھی حاصل کرے اور اگر اس قدر کی بھی طاقت نہیں تو تمام قرآن تراویح میں نہ پڑھے اور نہ سنے، جس طریقہ پر بیس تراویح ادا کرنے پر قادر ہے ادا کرے، روزہ اگر نہ رکھا تو نار جہنم اور عذاب الیم کا مستحق ٹھہرے گا۔

اے میرے بھائی روزہ فرض عین ہے اور فرض عین فرض کفایہ پر مقدم ہوتا ہے

اور ختم قرآن تراویح میں سنت کفایہ ہے اور سنت کفایہ سنت عین سے مؤخر ہوتی ہے، یہ کیا ظلم ہے کہ سنت کفایہ کو فرض عین پر مقدم کر دیا گیا۔

حضور پر نور سیدنا غوث الثقلین پیر دستگیر محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

ینبغی للمومن ان یشتغل اولا بالفرائض فاذا فرغ منھا اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل فمالم یفرغ من الفرائض فاشتغال بالسنن حمق ورعونة فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم تقبل منه واھین فمثله کمثل رجل یدعوہ الملک الی خدمته فلایاتی الیه ویقف بخدمة الامیر الذی ھو غلام الملک وخادمه تحت یدہ وولایته، عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مثل مصلی النوافل وعلیه فریضة کمثل حبلی حملت فلما دنی نفاسھا اسقطت فلاھی ذات حمل ولاھی ذات ولاد کذلک المصلی لایقبل اللہ له نافلة حتی یودی الفریضة ومثل المصلی کمثل التاجر لایحصل

ربحه حتی یاخذ راس ماله فکذلک المصلی بالنوافل لایقبل له نافلة حتی یودی الفریضة۔

فتوح الغیب مقالہ ۴۸

مومن کو چاہیے کہ وہ پہلے فرائض بجالائے ، جب ان فرائض سے فراغت ہوجائے تو پھر سنن میں مشغول ہو، پھر نوافل وفضائل میں مشغول ہو پس اگر سنن ونوافل میں فرائض سے پہلے مشغول ہو گیا تو وہ مقبول نہ ہوں گے بلکہ ذلت ورسوائی ہوگی ۔اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں بلائے وہ اس کی طرف تو نہ آئے اور بادشاہ کے امیر کے پاس کھڑا رہے پس وہ اس شخص کے پاس کھڑا ہوا جو بادشاہ کا غلام اور اس کے قبضہ وولایت میں ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں نوافل ادا کرنے والا جو نوافل ادا کرتا ہے حالانکہ اس پر فرائض ہیں اس کی مثال اس حاملہ خاتون کی طرح ہے جس کی مدت حمل مکمل ہوگئی جب ولادت کا وقت آیا تو اس نے بچے کو گرادیا پس اب یہ نہ حاملہ ہے اور نہ ہی صاحب اولاد ہے ۔اسی طرح وہ نمازی جب فرائض ادا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نوافل قبول نہیں کرے گا۔ایسے نوافل ادا کرنے والے شخص کی دوسری مثال ایسے تاجر کی طرح ہے اسے تجارت میں نفع حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنا سرمایہ حاصل

کرے۔ اسی طرح اس کے نفل ادائیگی فرائض کے بغیر مقبول نہیں ہوسکتے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۱

امام اہلسنت کا دوسرا فتویٰ جس میں کلمہ طیبہ کے متعلق اس شخص کے وہم باطل کا رد ہے، کس دردمندی کے ساتھ پہلے اس کے وہم باطل کا قلع قمع کیا پھر نحوی تحقیق پیش کی چونکہ سوال میں معترض کا شیعہ ہونا لکھا گیا تھا جواب میں نحوی تحقیق بھی ایک شیعہ کی ہی پیش کی تا کہ معترض کو راہ فرار نہ مل سکے اور کلمہ طیبہ کے متعلق اس کے وہم باطل کا ازالہ ممکن ہوسکے۔

تیسرے فتویٰ میں بھی آپ کو پند ونصائح کا بحر بیکراں نظر آئے گا کہ کس طرح جھوٹے بہانوں اور سستی و کاہلی کے خلاف آپ نے قلمی جوہر دکھائے یہ فتویٰ محض اس ایک شخص کے لئے ہی نہیں بلکہ بے شمار ایسے افراد کے لئے باعث ہدایت ہے جو طاعات وعبادات میں مشغول تو ہیں لیکن عبادات کی ترتیب سے بے پرواہ اور فرائض و واجبات اور سنن ونوافل کی رعایت سے غافل ہیں امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی کے فتاویٰ میں آپ کو جابجا امت مسلمہ کے ساتھ یہی ہمدردی کا جذبہ، اطاعت وفرمانبرداری کی طرف رغبت، برائی وگناہ سے نفرت، نظر عمیق، تحقیق وتدقیق اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ بیکراں نظر آئے گا۔

پیکر عجز وانکسار

امام اہلسنت اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** اپنے کردار و عمل اور حسن اخلاق کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے، نبی کریم ﷺ کی سنت کا نشان مجسم تھے، آپ نے ہمیشہ تواضع وانکسار کے ساتھ زندگی بسر کی، سادگی و عاجزی آپ کے خاص اوصاف میں شامل تھی، کثرت علم و فضل کے باوجود کبھی نخوت و تکبر کو پاس بھی نہ آنے دیا، ہمیشہ نرم مزاجی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ہی معاملات و معمولات انجام پاتے۔

جناب سید ایوب علی بیان کرتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادہ نہایت ہی بے تکلف انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میری والدہ نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح بلایا ہے، اعلیحضرت نے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلاؤ گے؟ اس پر اس لڑکے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا تھا پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار ہری مرچیں تھیں اور کہنے لگا یہ دیکھیے دال لایا ہوں۔ اعلیحضرت نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا: اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ) کل دس بجے دن آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا: مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے غرض وہ صاحبزادہ مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلا گیا یہ ہے حدیث شریف "**لو دعیت الی کراع لاجبتہ**" کی تعمیل۔

دوسرے دن وقت متعین پر اعلیحضرت عصا مبارک لئے ہوئے تشریف لائے اور

حاجی صاحب سے فرمایا: چلیئے انہوں نے عرض کیا کہاں؟ فرمایا اس صاحبزادے کے ہاں، دعوت کا وعدہ جو کیا ہے۔ آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں؟ عرض کیا ہاں حضور ملوک پور میں ہے۔ اور ساتھ ہو لئے۔ جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ لڑکا دروازے پر کھڑا انتظار میں تھا اعلیٰحضرت کو دیکھتے ہی یہ کہتے بھاگا ''ارے لو مولوی صاحب آ گئے'' اور مکان کے اندر چلا گیا۔ دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا اعلیٰحضرت وہاں کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکاب میں وہی ماش کی دال، جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ لا کر رکھ دی اور وہ صاحبزادہ کہنے لگے ''لو کھاؤ'' اعلیٰحضرت نے فرمایا اچھا پہلے ہاتھ دھونے کے لئے پانی لاؤ، جب وہ لڑکا پانی کے لئے گیا تو حاجی صاحب نے کہا حضور یہ مکان نقارچی کا ہے۔ اعلیٰحضرت یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا: ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا۔ اتنے میں وہ لڑکا پانی لے کر آیا تو اعلیٰحضرت نے دریافت فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟ تو دروازے کے پردے میں اس لڑکے کی والدہ نے عرض کیا حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے وہ کسی زمانے میں نوبت بجاتے تھے بعد میں توبہ کر لی تھی، اب صرف یہی لڑکا ہے جو راج مزدوری کا کام کرتا ہے اعلیٰحضرت نے **الحمد للہ** کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی، حاجی صاحب نے اعلیٰحضرت کے

ہاتھ دھلوائے اور شریک طعام ہو گئے، مگر دل ہی دل میں یہ خیال کہ اعلیٰحضرت کو تو کھانے میں بہت احتیاط ہے غذا میں سوجی کے بسکٹ کا استعمال ہے یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے؟ مگر قربان اس اخلاق ودلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا، حاجی صاحب فرماتے میں جب تک کھاتا رہا اعلیٰحضرت بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں سے واپسی پر پولیس چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہ کو رفع کرنے کے لئے فرمایا: اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روزانہ قبول کروں۔

حیات اعلیٰحضرت جلد ۱ صفحہ ۱۶۶

ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت ایک زمانہ میں حسن میاں والے مکان میں تشریف رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا، خادم ہمراہ گیا۔ واپسی پر دوپہر کے کھانے کا وقت تھا فرمایا: ذرا ٹھہریئے گا، یہ کہہ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے چند منٹ بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لئے سینی میں کھانا لئے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور مجھ سے فرمایا: کھایئے میں شرم اور ندامت کے مارے ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کے اصرار کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا اور کھالیا۔

حیات اعلیٰحضرت جلد ۱ صفحہ ۱۶۹

باجود علم وفضل اور بلند مرتبہ ہونے کے عامۃ المسلمین اور اپنے خدام کے ساتھ یہ حسن سلوک اعلیٰ ظرفی کی بہترین مثال ہے امام اہلسنت کی اپنے معتقدین کے

ساتھ یہ شفقت دور حاضر کے لئے اور بالخصوص ان علماء و مشائخ کے لئے راہ عمل ہے جو اپنے تلامذہ اور معتقدین کے ساتھ نامناسب سلوک کرتے ہیں اور انہیں انتہائی حقیر اور کمتر گردانتے ہیں۔

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰحضرت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لیجاتے تھے۔ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت ان کے یہاں تشریف فرما تھے، ان کے محلے کا ایک غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چار پائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی **جھجھکتے** ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا۔ اعلیٰ حضرت کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اعلیٰ حضرت کے یہاں آئے، اعلیٰحضرت نے اپنی چار پائی پر جگہ دی، وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام اعلیٰ حضرت کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، وہ بیٹھ گئے۔ ان صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر چلے گئے، پھر کبھی نہ آئے۔ خلاف معمول جب عرصہ گزر گیا تو اعلیٰحضرت نے فرمایا:

اب فلاں شخص تشریف نہیں لاتے پھر خود ہی فرمایا: میں ایسے متکبر و مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔ **حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۱۵۲**

دولتمندوں کی ناگواری اور غصہ کے باوجود دروازہ پر آئے مہمان کو عزت دینا اور اسے اپنی چارپائی پر بٹھانا اعلیٰ اخلاقی **صفت** ہے، یونہی آپ نے دو مسلمانوں کے درمیان اعلیٰ وادنیٰ تفریق ختم کردی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار مال ودولت کا ہونا نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** خود فرماتے ہیں:

ایک صاحب نے میری دعوت کی، باصرار لے گئے، ان دنوں جناب سید حبیب اللہ دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے، ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے ۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں، یہ ہی کھانا تھا، سید صاحب نے مجھ سے فرمایا: تو گائے کے گوشت کا عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر ہے کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفاء کرتا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک قرأت سری بھی میسر نہ تھی ۔ سنتیں بھی کسی کی اقتداء کرکے ادا کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس

مشاہدہ ہوا۔ **ملفوظات حصہ اول صفحہ ٦٨**

زہد و تقویٰ، حسن اخلاق اور عجز و انکسار میں اسوہ کامل کی پیروی کا عملی نمونہ آپ کو سیرت اعلیٰ حضرت میں بخوبی نظر آئے گا، اعلیٰ حضرت نے ہمیشہ سنت نبی کریم ﷺ پر عمل کیا، ہر معاملہ میں اسلامی تعلیمات آپ کے پیش نظر رہتی تھیں۔مخالفتوں کی یلغار بھی آپ کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہ لاسکی فاضل بریلوی نے خود کو سنت رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھالا اور امت مسلمہ کو بھی ہمیشہ اتباع رسول ﷺ کا درس دیا۔

مرجع العلماء

حضور نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ مومن کے لئے معیار زندگی ہے، اسوہ رسول کریم ﷺ دنیا کے لئے امن کی ضمانت ہے، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے اپنی زندگی مکمل طور پر اپنے آقا و مولیٰ حضور سید عالم ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لئے بسر کی، امام اہلسنت اقامت دین، تزکیہ نفس، تعلیم و تعلم اور رضائے محبوب کے لئے ساری زندگی مصروف عمل رہے۔

امام اہلسنت اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے بچپن میں ہی فقہی معلومات وجزئیات پر عبور حاصل کرلیا تھا، جدید مسائل کے استنباط کی صلاحیتوں سے مالا مال ہو چکے تھے، آپ نے عہد طفلی میں فتویٰ نویسی پر ملکہ حاصل کرلیا تھا لیکن فتویٰ نویسی سے گریز محض اس بناء پر تھا کہ نابالغ کو حکم نافذ کرنے کی اجازت نہیں

۔جب آپ نے شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو عہد شباب میں پہلا قدم رکھا تو اسی دن آپ نے رضاعت کے متعلق پہلا فتویٰ تحریر فرمایا: جن پیچیدہ مسائل کے لئے مفتی کو طویل جدو جہد کی ضرورت ہوتی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی سن بلوغ سے پہلے ہی ان وادیوں کی سیر کر چکے تھے۔

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کی فتویٰ نویسی کسی مخصوص باب یا عنوان کے ساتھ خاص نہ تھی آپ کی نظر صرف عبادات یعنی صوم وصلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ عبادات ، معاملات ، اقتصادیات ، سیاست وفلسفہ، اصول وفروع ، تہذیب وتمدن، تاریخ وبلدان ہر شعبہ علم پر آپ گہری نظر رکھتے تھے۔آپ کے عظیم علمی شاہکار فتاویٰ رضویہ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی فقہی موضوع سے متعلق تمام جزئی مسائل پر آپ کو مہارت حاصل ہے بلکہ آپ کی بلند فکر نے کئی موشگافیاں بیان کی ہیں۔اور آپ نے ایسے حقائق وا کیے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور زیر بحث مسئلہ میں ایسے نکات کا اظہار ہوتا ہے جہاں کسی عظیم فقیہ کی ہی نگاہ پہنچ سکتی ہے۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی نے اپنے فتاویٰ کو علماء متقدمین کے اقوال سے اپنی قوت تخریج کے ساتھ مزین کیا اور مسئلہ کے حق میں دلائل و براہین اور مخالف اقوال کی تردید کے لئے آپ نہایت برق رفتاری اور آسانی سے حوالہ جات رقم کرتے چلے جاتے ہیں جو زیر بحث مسائل کی تائید کے لئے ضروری ہوتے

۔امام احمد رضا بریلوی کے اسی علمی تبحر کی وجہ سے ہر موافق ومخالف علماء نے آپ کی علمی فوقیت کا اعتراف کیا، امام اہلسنت کی انہی وہبی خصوصیات کی وجہ سے اس دور کے ماہرین فن، سکالرز، علماء و مشائخ اور جلیل القدر افراد نے **لاینحل** اور مشکل معاملات میں امام احمد رضا کے دروازے پر دستک دی اور آپ نے اللہ ورسول کے فضل سے ان لوگوں کو تسلی بخش جوابات دیئے اور وہ ماہرین فن بھی اس سرعت پر حیران نظر آئے اور امام احمد رضا کی وہبی صلاحیتوں کے معترف نظر آئے۔

اس دور کے عظیم محدث حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی **رحمۃ اللہ علیہ** نے عمامہ شریف کے متعلق دو احادیث کی فنی حیثیت کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ موضوع ہیں یا ضعیف؟ اعلیٰحضرت بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** اس کے جواب میں فرماتے ہیں ”عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں بعض ان سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں“ اس کے بعد اعلیٰحضرت بریلوی نے معتبر کتب حدیث کے حوالہ سے بیس احادیث نقل فرمائی ہیں اور اس کے بعد محدث سورتی **رحمۃ اللہ علیہ** کی پیش کردہ دو احادیث کی تحقیق انیق فرمائی۔

فتاویٰ رضویہ جلد ٦ صفحہ ٢٠٨

علماء حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفھما** کے نزدیک امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی کا علم وفضل اور وجاہت وشرف کیا تھا اس کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

آپ نے حرمین شریفین کے زمانہ قیام کے دوران بعض علمی مسائل کے جوابات تحریر کئے جو علماء حرمین کے سامنے پیش کئے گئے تھے اور ان حضرات نے آپ کے تبحر علمی اور فقہ حنفی کے متون سے آگاہی پر تعجب فرمایا اور مسائل خلافیہ سے آپ کی آگاہی پر اور آپ کی سرعت تحریر اور ذکاوت فہم پر وہ حضرات حیران رہ گئے۔

نزھۃ الخواطر جلد ۸ صفحہ

۳۹

امام اہلسنت کی فقہی بصیرت، تحقیق فکر اور جودت ذہنی کے علماء امت معترف تھے، بسا اوقات جب کسی علمی مسئلہ میں اختلاف رائے آجاتا تو تصحیح مسئلہ کے لئے بھی علماء اعلیحضرت بریلوی کے در دولت پر دستک دیتے۔ اس کی مثال ملاحظہ فرمایئے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری کے تلمیذ مولوی محمد شفیع الدین نگینوی اسی طرح کا مسئلہ دریافت کرتے ہیں:

بخدمت مجمع کمالات عقلیہ و نقلیہ جناب احمد رضا خاں **دامت افضالھم السلام علیکم**! ایک استفتاء خدمت شریف میں ارسال ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا، دوسرا جواب مولوی قاسم علی مرادآبادی نے لکھا چونکہ دونوں جوابوں میں تخالف ہے لہٰذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو اس کو مہر و دستخط سے مزین فرمائیں، اگر دونوں جواب خلاف تحقیق ہیں تو جناب

علیحدہ جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں **فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۶۵**

،مولانا محمد شفیع نے جو استفتاء بھیجا اس میں چار سوالات تھے جن کے جواب انہیں مطلوب تھے اور مذکورہ دونوں فتوؤں میں تخالف کا ذکر انھوں نے کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** نے ان سوالوں کے جواب میں پوری کتاب "**القلادۃ المرصعۃ**" کے نام سے لکھی جس میں ان مسائل کی تحقیق فرمائی

۔

امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی جب دوسری مرتبہ بارگاہ رسالت مآب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری سے فیض یاب ہوئے تو عرب شریف مکۃ المکرمہ میں شریف مکہ کے مشیر خاص حضرت شیخ صالح بن صدیق کمال مفتی حنفیہ نے علم غیب کے متعلق پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے اس کے جواب میں تقریباً آٹھ گھنٹے میں "**الدولۃ المکیۃ**" نامی مشہور کتاب تصنیف فرمائی۔

اس مقدس سرزمین پر وہاں کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ شیخ عبداللہ مکی اور علامہ شیخ حامد احمد محمد نے نوٹ سے متعلق بارہ سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ آپ کو پیش کیا تو اس کے جواب میں فاضل بریلوی نے "**کفل الفقیہ الفاہم**" جیسی بے مثل کتاب تحریر فرمائی انہیں کتابوں پر علماء حرمین طیبین نے اعلیٰ حضرت بریلوی کو خوب خراج عقیدت پیش کیا اور علماء نے آپ سے سندا

جازت بھی حاصل کیں۔

اعلیحضرت فاضل بریلوی کی علمی وجاہت وثقاہت، علماء امت کی آپ سے محبت اور آپ کی عظمت ورفعت کے متعلق محافظ کتب حرم متبحر عالم حضرت علامہ سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ **"حسام الحرمین"** پر اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں۔

فرید الدھر ، وحید العصر مولانا الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الرب المنان ابطال حججھم الداحضۃ بالآیات والاحادیث القاطعۃ کیف لا وقد شھد لہ عالموا مکۃ بذلک ولم یکن بالمحل الارفع لماوقع منھم ذلک بل اقول لوقیل فی حقہ "انہ مجدد ھذا القرن" لکان حقا وصدقا۔

ولیس علی اللہ بمستنکر
انہ یجمع العالم فی واحد
فجزاہ اللہ خیرالجزاء عن الدین واھلہ
ومنحۃ الفضل والرضوان بمنہ وکرمہ ۔

یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا بے مثل مولانا احمد رضا خان اللہ تعالیٰ احسان فرمانے والا اسے سلامت رکھے، ان (دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں) کی باطل حجتوں کو آیات بینات اور احادیث سے

باطل کرنے کے لئے۔ اور وہ ایسا کیوں نہ ہو کہ علماء مکہ اس کے فضائل کی گواہی دے رہے ہیں، اور اگر آپ اس مقام بلند پر فائز نہ ہوتے تو علماء اس کے متعلق ہرگز ایسا نہ کہتے بلکہ میں کہتا ہوں اگر آپ کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو یہ حق و صحیح ہے۔

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان
کہ ایک شخص میں ہو جمع سب جہاں

اللہ تعالیٰ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اپنے احسان، فضل عمیم اور کرم و رضا سے نوازے۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے عظیم فقہی شاہکار فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے پاس استفتاء بھیجنے والوں میں ایک ہزار سے زائد علماء شامل ہیں جنہوں نے مشکل اور دقیق مسائل میں آپ سے تعاون طلب کیا۔ سوالنامے بھیجنے والوں میں محدث کبیر علامہ وصی احمد سورتی، ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری صاحب صحیح البہاری، صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی صاحب خزائن العرفان، استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی، صدرالشریعۃ علامہ امجد اعظمی صاحب بہار شریعت، محدث الور حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ، محدث ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی، حضرت مولانا عمرالدین ہزاروی، حضرت علامہ مولانا عبدالسلام جبل پوری، حضرت مولانا عبدالقادر صدر مدرس درگاہ

حضرت مجدد الف ثانی ، حضرت مولانا حکیم صوفی احمد دین لاہوری خطیب بیگم شاہی مسجد لاہور ایسے علماء کے نام شامل ہیں ،جلیل القدر علماء ومشائخ کی آپ کے ساتھ محبت والفت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی اپنے وقت کے مرجع عالم اسلام تھے اور آج بھی آپ کی علمی وفکری خدمات سے دنیا مستفید ہو رہی ہے۔

احتیاط فی الدین

امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء ومشائخ نے جہاں زبان وقلم یعنی تقریر وتحریر کے ساتھ لوگوں کی رہنمائی کی وہاں ان کے عمل وکردار سے بھی کئی لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی بھی اپنے کردار وعمل سے علماء زمانہ پر سبقت رکھتے تھے جتنا زور آپ کے گفتار وقلم میں تھا اس سے کہیں زیادہ آپ کردار وعمل ،خودداری اور احتیاط فی الدین میں پختہ تھے،آپ قلم کے دھنی اور عمل کے تاجدار تھے آپ کی زندگی اتباع شریعت کا کامل نمونہ تھی۔

جو شخص بیمار ہو اور نقاہت وکمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہیں جاسکتا یا جانے سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے ترک جماعت کی اجازت ہے لیکن ان حالات میں بھی امام اہلسنت مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا فرماتے ۔حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد پور گجرات کے سوال مکرر کے جواب میں اعلیٰحضرت بریلوی نے ایک رسالہ بنام ”**جمل النور فی نھی**

النساء عن زیارۃ القبور" تصنیف فرمایا اس کے شروع میں فرماتے ہیں

آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الاول شریف کو آئی ۱۶ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا، آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۴۷

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے ایک مرتبہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی بحالت اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے، شب کا وقت، سردیوں کا موسم اور اس وقت دیر سے شدید بارش ہورہی تھی ۔اعلیٰحضرت کو نماز عشاء کے لئے وضو کرنا تھا اب فکر لاحق ہوئی کہ پانی تو موجود ہے مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؟ بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چار تہہ کر کے اس پر وضو کیا اور ایک قطرہ پانی فرش مسجد پر نہ گرنے دیا اور پوری رات سردیوں کی اور اس پر بادوباراں کا طوفان یونہی جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی۔ **حیات اعلیٰحضرت جلد ۱ صفحہ ۱۹۱**

انہیں کا بیان ہے کہ برسات کا موسم تھا عشاء کے وقت ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کر دیتے تھے جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت ہوتی تھی، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا، اس زمانے ناروے کی دیا سلائی استعمال کی جاتی تھی جس کے

روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی۔اس تکلیف کی مدافعت اعلیٰحضرت کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ نے یہ کی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشہ لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے اعلیٰحضرت کے ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لے جاکر رکھ دی، تھوڑی دیر بعد اعلیٰحضرت کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: حاجی صاحب آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ مسجد میں بدبودار تیل نہیں جلانا چاہیے ۔انہوں نے عرض کیا: حضور اس میں انڈی کا تیل ہے فرمایا: راہ گیر دیکھ کر کیسے سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل جل رہا ہے؟ وہ تو یہی کہیں گے کہ دوسروں کو تو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوا رہے ہیں۔ہاں اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھ کر یہ کہتے رہیں کہ اس میں انڈی کا تیل ہے، اس میں انڈی کا تیل ہے تو مضائقہ نہیں چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

حیات اعلیٰحضرت جلد ۱ صفحہ ۱۹۵

حضرت ملک العلماء اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگرچہ اس لالٹین کے جلانے میں شرعاً مضائقہ نہ تھا مگر غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے **"اتقوا مواضع التھم"** اعتراض کے مواقع سے بچو۔یعنی اگرچہ وہ بات درست ہو مگر لوگوں کو خواہ مخواہ طعن و تشنیع کا موقع اس سے ملتا ہو تو اس سے احتیاط کرو۔اس میں حکمت یہ بھی تھی کہ عام مخلصین و معتقدین اس لالٹین کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی سے اس میں مٹی کا تیل

جلتا ہوا سمجھ کر یہ غلط بات باور نہ کرلیں کہ اعلیٰحضرت کی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا ہے تو مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہی ہوگا یہ ہے نشان امامت اہلسنت وغلامی سرکار رسالت کا جلوہ۔

جناب سید ایوب علی بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ہانڈی پیش کی، اعلیٰحضرت نے فرمایا کیسے تکلیف فرمائی؟ انہوں نے کہا حضور کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا؟ کوئی کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں حضور محض مزاج پرسی کے لئے آیا تھا ارشاد فرمایا عنایت ونوازش اور قدرے سکوت کے بعد اعلیٰحضرت پھر مخاطب ہوئے کچھ فرمایئے؟ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا، اس کے بعد اعلیٰحضرت نے وہ ہانڈی مکان میں بھجوادی کچھ دیر بعد ان صاحب نے ایک تعویز کی درخواست کی۔ ارشاد فرمایا: میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا۔ اچھا تشریف رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خان کے پاس سے تعویز منگا کر کہ یہ کام انہیں کے متعلق تھا ان صاحب کو عطا کیا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ نے اعلیٰحضرت کا ارشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی۔ اعلیٰحضرت نے بایں الفاظ واپس فرمایا: اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے میرے یہاں تعویز بکتا نہیں۔ انہوں نے بہت معذرت کی مگر

قبول نہ فرمایا اور انہیں اپنی شرینی واپس لے جانا پڑی۔

حیات اعلیٰحضرت جلد ۱، **صفحہ** ۲۱۵

امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی کے ہاں زبان و دل اور قول وعمل یکساں تھے اسلامی اقدار کی پاسداری اعلیٰ درجہ کی تھی لوگوں کے ساتھ ہمدردی و اخوت کے جذبات نمایاں تھے لیکن خودداری اور وضع داری کے تقاضے بھی تھے امراء و روساء سے امام اہلسنت اجتناب ہی فرماتے۔

ایک مرتبہ نواب رام پور نینی تال جارہے تھے اسپیشل بریلی پہنچا تو حضرت شاہ مہدی حسن میاں نے اپنے نام سے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست کے **مدار المھام** کی معرفت بطور نذرانہ سٹیشن سے اعلیٰحضرت کی خدمت میں بھیجے اور والی ریاست کی جانب سے مستدعی ہوئے کہ ملاقات کا موقع دیا جائے ۔اعلیٰحضرت کو جب اس کی خبر ہوئی تو اندر سے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے **مدارالمھام** سے فرمایا میاں کو میرا سلام عرض کیجئے گا اور یہ کہیے گا یہ الٹی نذر کیسی؟ مجھے میاں کی خدمت میں نذر پیش کرنا چاہیے نہ کہ میاں مجھے نذر دیں۔ یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں واپس لے جایئے فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والی ریاست کو بلاسکوں اور نہ میں والیان ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جاسکوں۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ **صفحہ** ۲۰۹

ایک مرتبہ ضلع بہرائچ یو، پی کی ریاست نانپارہ کے نواب کی مدح میں شعراء نے

قصائد لکھے اور انعام واکرام سے نوازے گئے۔ کسی نے اعلیٰحضرت بریلوی کی خدمت میں بھی اس کی قصیدہ خوانی کی گزارش کی آپ تو امراء سے دور رہتے اہل جاہ وحشمت اور صاحب دولت وثروت افراد کی تعریف وتوصیف میں اپنے آپ کوملوث نہ کرتے آپ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مقطع کچھ یوں ہے۔

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلامیں میری بلا
میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین"پارہ ناں"نہیں

امام اہلسنت حضور سید کائنات ﷺ کی غلامی کے توسل سے دوعالم کی چیزوں سے بیگانہ تھے جب کہ اس وقت بڑے بڑے اصحاب علم دولت وثروت، عزت و شہرت اور جاہ وحشمت کے لئے ارباب اقتدار کی چوکھٹ پر حاضر رہتے حکام وقت تک رسائی ان کا مطمع نظر تھی "شمس العلماء" اور "سر" جیسے القابات حاصل کرنے کی تگ و دوجاری تھی، اپنے دل کے ارماں پورے کرنے اور غیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے ضمیر کو دفن کر کے تحریر وتقریر کا سلسلہ جاری تھا ضمیر فروشی کے بدلے دولت دنیا کی قدر واہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے
۔

مولانا سلیمان ندوی، شبلی نعمانی کے متعلق رقم طراز ہیں:

یہی زمانہ ہے جب سر سید کے مشورہ سے مولانا نے خلافت پر ایک مضمون لکھنا چاہا، جس میں ترکوں کی خلافت کا مذہبی حیثیت سے انکار کیا

تھا، یہ مضمون علی گڑھ میگزین میں چھپا مگر چونکہ یہ آورد تھا آمد نہ تھا اس لئے وہ ناکام ہی رہا ۱۹۲۰ میں جب رکن وفد خلافت کی حیثیت سے میں لندن گیا تھا، تو پروفیسر آرنلڈ اکثر اس مضمون کو یاد دلاتے تھے، میں کہتا تھا مولانا نے لکھا نہیں لکھوایا گیا تھا۔ **حیات شبلی صفحہ ۲۸۱**

یہ الگ بات ہے کہ ترکوں کی خلافت مذہبی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا نہیں مگر یہ بات تو طے ہے کہ شبلی نعمانی نے اپنے موقف اور ضمیر کے خلاف محض سرسید کے ابھارنے پر وہ مضمون لکھا

جناب اشرف علی تھانوی کا یہ بیان تقیہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

تیسرے میں نے دیکھا وہاں بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں، ذرا انکار کرنے سے وہابی کہہ دیا، درپے تذلیل وتوہین زبانی وجسمانی کے ہوگئے اور حیلہ وبہانہ ہر وقت ممکن نہیں، یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر عذر کردیا اور دس جگہ شرکت کرلی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی، اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض وواجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے۔ بہرحال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ

ملتی ہے۔ **تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۱۸ حصہ اول**

اس بیان میں ایک شرعی مسئلہ پر دوغلی پالیسی ملاحظہ فرمائیں کہ جب عامۃ المسلمین محافل میلاد شریف منائیں ان میں شامل ہوں تو ان پر کفر و شرک اور بدعت و گمراہی کے فتوے لگتے ہیں مگر جب جناب خود شرکت کریں تو صرف امر مکروہ۔ **فیا للعجب** لیکن وہاں ٹھہرنے کی اصل وجہ بھی آخر میں زبان پر آ گئی وہی اصل مقصود اور مطمع نظر تھا دنیوی منفعت لیکن اپنے چاہنے والوں کو تبلیغ کا جھانسہ دیکر مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی جن لوگوں کے ہاں صرف تنخواہ کی یہ اہمیت ہو کہ اس پر ضمیر قربان کر دیا انہیں جب انگریز سے مفادات حاصل ہوئے تو پھر اسلام سے وہ کھلواڑ کیا کہ خدا کی پناہ۔ امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی کے کردار و عمل میں آپ کو یکسانیت اور جرأت نظر آئے گی وہاں ہرگز یہ بات نہیں کہ مصلحتوں کی رو میں بہہ کر فیصلہ کیا جائے بلکہ آپ نے ہر طوفان و مخالفت کے باوجود بلاخوف لومۃ لائم کلمہ حق ہی کہا۔

تشدد کا الزام

امام اہلسنت اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی نے ساری زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی ۔آپ نے ہمیشہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیا اور دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آپ کا قلم تلوار کی مانند تھا۔آپ نے بغیر کسی لگی لپٹی کے دشمنان اسلام کا قلمی تعاقب کیا اور خوب کیا آپ کے مخالفین کے پاس آپ کی حق

شناس تحریروں کا کوئی جواب نہیں لیکن بجائے راہ راست پر آنے کے انہوں نے اپنے متعلقین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ مولانا احمد رضا خاں بڑے متشدد اور سخت طبیعت کے مالک تھے اسی سختی کی بناء پر اپنے فتاویٰ میں بھی سخت موقف اپناتے نظر آئے ۔مخالفین کے مسلسل الزامات کی بنیاد پر کچھ لوگوں نے یہ تاثر لیا کہ شاید امام احمد رضا اپنی طبیعت کے مخالف کوئی بات برداشت نہ کر پاتے حالانکہ یہ بالکل غلط اور ناحق الزام امام اہلسنت پر لگایا جاتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ شریعت مطہرہ کے دائرہ میں رہ کر فتویٰ نویسی کرتے ۔چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں ۔

آپ کے پاس ایک استفتاء نکاح فضولی کے متعلق آیا اور وہاں کسی شخص نے اس پر بڑی شدت کی اگرچہ اس مسئلہ میں بے احتیاطی کی وجہ سے کچھ دقتیں بھی ہیں اعلیٰحضرت بریلوی نے احسن انداز میں ان کا تذکرہ بھی کیا لیکن جواب میں مسلمانوں کے ساتھ جذبہ ہمدردی بھی ملاحظہ ہو۔

مقاصد شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ **رفق و تیسیر** کو پسند فرماتی ہے نہ **معاذاللہ تضییق و تشدید**، ولہٰذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علماء کرام انہیں روایات کی طرف جھکے ہیں جن کی بناء پر مسلمان تنگی سے بچیں۔

ردالمحتار کتاب الحدود میں ہے:

هو خلاف الواقع بين الناس وفيه حرج عظيم لانه يلزم منه تاثيم الامة۔ **ردالمحتار جلد ۳، صفحه ۱۵۵**

یہ لوگوں میں مروج کے خلاف ہے اور بہت بڑا حرج ہے کیونکہ اس سے پوری امت کو گناہ گار ٹھہرانا لازم آتا ہے۔

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

پس روشن ہوگیا کہ اگر روایات عصام و کرخی ہی پر مسلمانوں کا ان سخت آفتوں سے بچانا منحصر ہوتا تو انہیں پر بنائے کار چاہیے تھی نہ کہ مذاہب صحیحہ مشہورہ معتمدہ پر بالیقین یہ نکاح جائز و نافذ ہوں پھر بزور زبان یہاں کے عام مسلمان مردوں، مسلمان عورتوں، خدا کے پاکیزہ بندوں، ستھری بندیوں کو معاذ اللہ زانی و زانیہ واولاد الزنا قرار دیا جائے ایسی ناپاک جرأت نہ کرے گا مگر سخت ناخدا ترس۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۲

خطبہ ثانی میں خطیب منبر سے ایک سیڑھی اتر کر پھر چڑھے اس مسئلہ کے بارے میں مولوی محمد عیسیٰ نے ایک فتویٰ لکھا اور اس عمل کو بدعت قرار دیا یہی مسئلہ جب اعلیحضرت بریلوی کے پاس پیش ہوا تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

کسی فعل مسلمین کو بدعت شنیعہ و ناجائز کہنا ایک حکم اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگانا ہے اور ایک حکم مسلمانوں پر۔ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو یہ حکم کہ ان کے نزدیک یہ فعل ناروا ہے انہوں نے اس

سے منع فرما دیا ہے اور مسلمانوں پر یہ کہ وہ اس کے باعث گناہگار مستحق عذاب و ناراضی رب الارباب ہیں۔ ہر خدا ترس مسلمان جس کے دل میں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل عزت و عظمت اور کلمہ اسلام کی پوری توقیر و وقعت اور اپنے بھائیوں کی سچی خیر خواہی و محبت ہے کبھی ایسے حکم پر جرأت روا نہ رکھے گا جب تک دلیل شرعی واضح سے ثبوت کافی ووافی نہ مل جائے۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۴۱۷**

شیخ عبدالجلیل پنجابی نے روسر کی شکر جو کہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی اس کے متعلق اعلیحضرت کے پاس ایک سوال بھیجا اس کے جواب میں فاضل بریلوی نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا "**الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر**" اس شکر کے لئے حکم جواز نکلتا تھا وہ تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔

فقیر **غفراللہ تعالیٰ** نے آج تک اس شکر کی صورت دیکھی نہ کبھی اپنے یہاں منگائی نہ آگے منگائے جانے کا قصد، مگر بایں ہمہ ہرگز ممانعت نہیں مانتا نہ جو مسلمان استعمال کریں انہیں آثم خواہ بے باک جانتا ہے نہ تورع و احتیاط کا نام بدنام کر کے عوام مومنین پر طعن کرے نہ اپنے نفس ذلیل مہین رذیل کے لئے ان پر ترفع و تعلیٰ روا رکھے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ

۵۵۱

ان عبارات کو پڑھنے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ امام اہلسنت مسلمانوں کے متعلق انتہائی نرم رویہ رکھتے اور جب تک شریعت مطہرہ میں کسی امر کی ممانعت ثابت نہ ہوجائے اس وقت تک مسلمانوں پر کسی قسم کی سختی کو درست نہیں جانتے تھے، جو عالم و مفتی عامۃ الناس کے متعلق اتنی احتیاط سے کام لیتا ہو وہ ان لوگوں کے بارے میں جنہیں عالم ہونے کا دعویٰ بھی ہو کتنی گہرائی اور باریک بینی سے ان کی عبارات کا جائزہ لیتا ہوگا لیکن جب آنکھوں پر حسد وتعصب کی عینک لگ جائے تو کسی شخص کی خوبیاں بھی خامیاں بن کر سامنے آتی ہیں، یہی حالت امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی کے مخالفین کی بھی ہے۔

پچھلے چند برسوں سے کچھ جہال بھی تقویٰ وورع کا نام لے کر عوام اہلسنت پر لٹھ لے کر چڑھ دوڑتے ہیں اپنی انانیت اور عجب کی تسکین کے لئے بے چارے عوام پر تنقید کے نشتر چلاتے ہیں اور اپنے آپ کو بہت بڑا متقی، پارسا بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اپنے مفادات کے حصول اور تلذذ نفس کے لئے امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی کا نام استعمال کیا جاتا ہے، ان جاہل وانا پرستوں کے لئے امام اہلسنت کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

ہرگز بنام ورع واحتیاط مسلمانوں کی نفرت ووحشت یا ان کی رسوائی وفضیحت یا تجسس عیوب ومعصیت کا باعث نہ ہو کہ یہ سب امور ناجائز ہیں اور شکوک و شبہات میں ورع نہ برتنا ناجائز نہیں عجب کہ امر جائز سے بچنے کے لئے چند

ناروا باتوں کا ارتکاب کرے یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اسے محتاط بننے کے پردے میں محض غیر محتاط کر دیا اے عزیز!

مدارات خلق والفت وموانست اہم امور سے ہے

عن النبی ﷺ بعثت بمدارۃ الناس۔ شعب الایمان حدیث ۸۴۷۵

نبی کریم ﷺ سے مروی فرمایا مجھے لوگوں سے خاطر مدارات کے لئے بھیجا گیا۔

پس ان امور میں ضابطہ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے کہ فعل فرائض وترک محرمات کو ارضائے خلق پر مقدم رکھے اوران امور میں کسی کی مطلقاً پرواہ نہ کرے اوراتیان مستحب وترک غیر اولیٰ پر مدارات خلق ومراعات قلوب کواہم جانے اور فتنہ ونفرت وایذا و وحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے ۔اس طرح جو عادات ورسوم خلق میں جاری ہوں اورشرع مطہر سے ان کی حرمت و شناعت نہ ثابت ہوان میں اپنے ترفع وتنزہ کے لئے خلاف وجدائی نہ کرے کہ یہ سب امور ایتلاف وموانست کے معارض اور مراد ومحبوب شارع کے مناقض ہیں ہاں، ہاں ہوشیار و گوش دار کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ وحکمت جلیلہ وکوچہ سلامت وجادہ کرامت ہے جس سے بہت زاہدان خشک واہل تکشف غافل وجاہل ہوتے ہیں، وہ اپنے زعم میں محتاط ودین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت ومقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں خبر دار ومحکم گیر یہ چند سطروں میں علم غزیر **وباللہ التوفیق والیہ**

المصیر۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ**
۵۲۷

اسی رسالہ میں آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

جو بچنا چاہے اوران امور کا ہم مقدمہ وہم میں ذکر کر آئے لحاظ رکھے بہتر وافضل اور نہایت محمود عمل مگر اس کے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے نہ کہ اس کے سبب اصل شے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اسے استعمال کرتے ہوں ان پر طعن واعتراض کرے انہیں اپنی نظر میں حقیر سمجھے اس سے تو اس ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر افتراء اور مسلمانوں کی تشنیع وتحقیر سے تو محفوظ رہتا۔ عجب اس سے کہ ورع کا قصد کرے اور محرمات قطعیہ میں پڑے یہ صرف تشدد وتعمق کا نتیجہ ہے اور واقعی دین وسنت صراط مستقیم ہیں۔ ان میں جس طرح تفریط سے آدمی مداہن ہوجاتا ہے یونہی افراط سے اس قسم کے آفات میں ابتلا پاتا ہے دونوں مذموم۔

بھلا عوام بیچاروں کی کیا شکایت آج کل بہت جہال منتسب بنام علم وکمال یہی روش چلتے ہیں مکروہات بلکہ مباہات بلکہ مستحبات جنہیں بزعم خود ممنوع سمجھ لیں ان سے تحذیر وتنفیر کو کیا نہیں لکھ دیتے حتی کہ نوبت تابہ اطلاق شرک وکفر پہنچاتے ہیں باک نہیں رکھتے، پھر یہ نہیں کہ شاید ایک آدھ جگہ قلم سے نکل جائے تو دس جگہ اس کا تدارک عمل میں آئے۔ نہیں نہیں بلکہ اسے طرح طرح سے جمائیں، الٹی سیدھی دلیلیں لائیں پھر جب مواخذہ کیجئے تو ہوا **خواہ بفحوائے** عذر گناہ

بدتر از گناہ تاویل کریں کہ بنظر تخویف وترہیب تشدد مقصود ہے۔سبحان اللہ اچھا تشدد ہے کہ ان سے زیادہ بدتر گناہ بتانا بلکہ براہ اصرار اسے عقیدہ ٹھہرانا کتنا شدید وعظیم اور دین حنیف سہل لطیف سمح نظیف میں یہ سخت گیری کیسی بدعت شنیع ووخیم **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم**۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۴۹

علمی وجاہت

امام اہلسنت ، مجدد دین وملت ، اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** چودھویں صدی ہجری کی عظیم ترین علمی شخصیت ہیں،جن کے علمی جاہ وجلال ، وسعت نظر،قوت استدلال ،طرز استدلال ، قدرت کلام ، وسعت معلومات،اوراصابت رائے کاایک جہان معترف ہے۔آپ علمی طور پر اس قدر فائق ہیں کہ معاصرین میں کہیں آپ کی نظیرنہیں نظرآتی ۔امام احمد رضا علوم ظاہری وباطنی کاایک ایساحسین سنگم ہے جہاں پر تشنگان علوم کو سیرابی وآسودگی کی دولت میسرآتی ہے،آپ کی نظر کیمیا سے لاکھوں طالبین علم کواطمینان وسکون ملا،امام احمد رضاکے علم میں فکرامام اعظم کی چاشنی،امام رازی وامام غزالی کی حکمت ودانائی،شیخ اکبر کی روحانی دولت کی جھلک اورمولانا رومی ومولانا جامی کے عشق اورسوز وگداز کی رعنائی نظرآتی ہے ۔آپ انتہائی ذہین ، طباع اور باریک بین مفکر تھےآپ کے نوک قلم نے عظمت الٰہی ، ناموس رسالت ، مقام مصطفی،عظمت اہلبیت اطہار،عزت صحابہ کرام اورطریق اولیاء کرام کی حفاظت

کا فریضہ سرانجام دیا، جس نے اپنے برق بار قلم سے اعداء رسول کریم ﷺ، گستاخان اہلبیت وصحابہ اور دشمنان دین کے ناپاک عزائم وارادوں کا قلع قمع کیا اور امت مسلمہ کے قلوب واذہان میں چراغ مصطفوی کے نور کو تیز تر کر کے شرار **بولھبی** کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ امام احمد رضا علوم ومعارف کا بحر بیکراں تھے۔ فقہی جلالت، فصاحت وبلاغت، علم کلام پر عبور، محدثانہ شان اور کلام الٰہی سے استدلال واستنباط آپ کی تصانیف میں نمایاں اور واضح ہے امام احمد رضا بریلوی کو پچاس سے زیادہ علوم سے نہ صرف واقفیت تھی بلکہ ان علوم میں آپ کو درجہ کمال حاصل تھا ان علوم وفنون میں آپ نے ایک ہزار کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں، ان تصانیف کے مطالعہ سے تحقیق کے نئے زاویے اور نئی جہات کھل کر سامنے آرہی ہیں، محققین اور اہل علم پر آپ کی حقیقت شناس شخصیت کے خفیہ گوشے نکھر کر سامنے آرہے ہیں کہ اس عظیم شخصیت نے اسلام کے لئے کتنی گرانقدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کے نظریات و معتقدات سے کئی لوگوں کو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن آپ کے جذبہ عشق رسول اور آپ کے کلام کے سوز وگداز سے اہل علم کو کوئی اختلاف نہیں، آپ کی انتہائی ضخیم تصنیف فتاویٰ رضویہ ۳۳ جلدوں میں رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے انتہائی اہتمام کے ساتھ شائع کی جو آپ کے تبحر علمی پر شاہد عادل ہے فتاویٰ رضویہ ایسا جامع اور مبسوط مجموعہ چودھویں صدی میں مرتب نہیں ہوا، اس مجموعہ

میں تحقیق و تدقیق کے گراں قدر جواہر موجود ہیں جو اس تلخیص و جامعیت کے ساتھ کہیں اور ملنا مشکل ہے برصغیر پاک و ہند میں فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی پر مشتمل انتہائی گراں قدر ذخیرہ ہے۔علماء متقدمین نے جنس ارض کی تہتر قسمیں بیان فرمائیں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ان میں ایک سوسات چیزوں کا اضافہ فرمایا اور جن چیزوں سے تیمم نہیں ہوسکتا فقہاء متقدمین نے سینتالیس اشیاء کا تذکرہ کیا اور فاضل بریلوی نے ان میں تہتر چیزوں کا اضافہ کیا، فتاویٰ رضویہ کی جلد اول کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

> بظاہر اس (پہلی جلد) میں ۱۴۴ فتوے اور ۲۸ رسالے مگر بحمد اللہ ہزار ہا مسائل پر مشتمل ہے جن میں صدہا وہ کہ اس کتاب کے سوا کہیں نہ ملیں گے۔ **فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی جلد ۱ صفحہ ۸۵**

جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ کا یہ اقتباس بھی قابل مطالعہ ہے۔

عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں کتاب الطہارت کے تحت مندرجہ ذیل ابواب سے متعلق مسائل مندرج ہوتے ہیں۔

(۱) وضو۔ (۲) نواقض وضو۔ (۳) غسل۔ (۴) پانیوں کا بیان۔ (۵) کنویں کا بیان۔ (۶) تیمم۔ (۷) مسح خفین۔ (۸) حیض۔ (۹) انجاس۔ (۱۰) استنجاء۔

لیکن فتاویٰ رضویہ کا انداز و اسلوب کتب فتاویٰ میں منفرد و ممتاز ہے اس عظیم

فقہی وعلمی شاہکار میں کتاب الطہارۃ کے تحت مذکورۃ الصدر دس ابواب سے متعلق بھی ضمناً ہزاروں مسائل مذکور ہیں ۔نماز ، احکام مسجد، جنائز ، زکوٰۃ ، روزہ ، حج ، نکاح ، طلاق ، **عتق**، قسم ، حدود، سیر ، شرکت ، وقف ، بیوع ، شہادت ، وکالت ، دعویٰ ، ہبہ، اجارہ ، حجر، غصب، قسمت ، شکار و ذبیحہ و قربانی ، **حظر** و اباحت ، احیاء موات، شرب ، دین، شرب و دیت ، مداینات ، وصی ، فرائض ،فوائد فقیہ، رسم المفتی عقائد ، کلام ، رد بدمذہباں ،فوائد حدیثیہ ، اسماء الرجال ، فضائل و مناقب ، فوائد اصولیہ، طبعیات ، ہندسہ وریاضی ۔

فتاویٰ رضویہ کی کتاب **الطھارۃ** ۲۴۶ **استفتأت** کے جوابات **اقول** ، **قلت** وغیرہ کے عنوان سے ۳۶۴۱ تحقیقات وتدقیقات مصنف ۱۹۴۵ معروضات وتطفلات اور ۳۰ رسائل پر مشتمل ہے ۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵**

قرآن مجید کی صورت میں انسان کو وہ چشمہ صافی میسر ہے جس سے ہر فرد اپنی فہم و فراست اور سعی و کاوش کے مطابق سیراب ہوتا ہے اور ہر مریض قرآن حکیم سے شفایاب ہوسکتا ہے کیونکہ یہ کتاب لاریب مومنین اوران کے اذہان وقلوب کے لئے شفا ہے امام احمد رضا بریلوی نے بھی فتاویٰ رضویہ کا اولین ماخذ قرآن حکیم کو قرار دے کر آیات قرانیہ سے مختلف طرق سے استدلال واستشہاد کیا

جناب نذیر حسین دہلوی کے موقف **جمع بین الصلوٰتین** کے رد میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے **"حاجز البحرین الواقی عن جمع**

الصلوتین" تحریر فرمایا اس میں افق کی سفیدی کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث میں بیاض افق ہے نہ بیاض شفق، کنارہ شرقی بھی افق ہے، بعد غروب شمس مشرق سے سیاہی اور اس کے اوپر سپیدی ہوتی ہے جس طرح طلوع فجر میں اس کا عکس جیسے قرآن عظیم میں **حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ** فرمایا: جب فجر بلند ہوتی ہے وہ خیط اسود جاتا رہتا ہے یونہی جب مشرق سے سیاہی بلند ہوتی ہے سپیدی شرقی جاتی رہتی ہے اور ہنوز وقت مغرب میں وسعت ہوتی ہے اور اس پر عمدہ قرینہ یہ کہ بیاض کے بعد فحمہ عشاء سرشام نظر کو ظاہر ہوتا ہے جب تارے کھل کر روشنی دیتے ہیں زائل ہوجاتا ہے جیسے چراغ کے سامنے سے تاریکی میں آکر کچھ دیر سخت ظلمت معلوم ہوتی ہے پھر نگاہ ٹھہر جاتی ہے۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ** ۲۴۳

امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی مسائل کے استنباط کے لئے حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعبیر و تشریح پر کامل قدرت اور ادب حدیث کے وسیع ذخیرہ سے متعلقہ احادیث تلاش کرنے میں بہت مہارت رکھتے تھے، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو اصول حدیث، اسانید، اسماء الرجال، جرح و تعدیل اور کتب حدیث پر بھی مکمل عبور حاصل تھا حدیث و اصطلاحات حدیث کا استعمال آپ کو فتاویٰ رضویہ میں

بکثرت ملے گا۔ ایک ہی مسئلہ پر بیک وقت کئی احادیث امام اہلسنت کے پیش نظر ہوتی تھیں نذیر حسین دہلوی کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اب فقیر **غفراللہ تعالیٰ لہ** کہتا ہے کہ اس مبحث میں ہمارے مفید حدیثیں جواس وقت نظر میں جلوہ فرما ہیں چالیس سے زائد ہیں کہ تیئیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہوئیں اور احادیث مجملہ شامل کر کے شمار احادیث پچاس سے زائد ہوگا۔ **فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ** ۲۷۴

حدیث ضعیف کب اور کہاں مقبول ہوتی ہے اور فضیلت وافضلیت میں فرق ہے اس کے متعلق اعلیحضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

فضیلت وافضلیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے وہ (فضیلت) اسی باب سے ہے جس میں ضعاف بالاتفاق قابل قبول اور یہاں (افضلیت میں) بالاجماع مردود ونامقبول۔ قبول ضعاف صرف محل نفع بے ضرر میں ہے جہاں ان کے ماننے سے کسی تحلیل وتحریم یا اضاعت حق غیر، غرض مخالفت شرع کا بوجہ من الوجوہ اندیشہ نہ ہو فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں، جن بندگان خدا کا فضل تفصیلی خواہ صرف اجمالی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے ان کی کوئی منقبت خاصہ جسے صحاح وثوابت سے معارضت نہ ہو اگر حدیث ضعیف میں آئے اس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا فضل توخود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف اسے مانے ہی ہوئے ہے مسئلہ میں تو فائدہ زائدہ عطا کرے گی اور اگر تنہا ضعیف ہی فضل میں

آئے اور کسی صحیح کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہو گی کہ صحاح میں تائید نہ سہی خلاف بھی تو نہیں بخلاف افضلیت کے کہ اس کے معنی ایک کو دوسرے سے عنداللہ بہتر وافضل ماننا ہے۔ یہ جب ہی جائز ہو گا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے خوب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ بے ثبوت حکم لگا دینے میں محتمل کہ عنداللہ امر بالعکس ہو تو افضل کو مفضول بنایا، یہ صریح تنقیص شان ہے اور وہ حرام تو مفسدۂ تحلیل حرام و تضیع حق غیر دونوں درپیش کہ افضل کہنا حق اس کا تھا اور کہہ دیا اس کو، یہ اس صورت میں تھا کہ دلائل شرعیہ سے ایک کی افضلیت معلوم نہ ہو پھر وہاں کا تو کہنا ہی کیا ہے، جہاں عقائد حقہ میں ایک جانب کی تفضیل محقق ہو اور اس کے خلاف احادیث سقام وضعاف سے استناد کیا جائے، جس طرح آج کل کے جہال حضرات شیخین **رضی اللہ عنهما** پر تفضیل حضرت مولا علی **کرم اللہ وجھه** میں کرتے ہیں یہ صریح مضادت شریعت و معاندت سنت ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۵۸۰

جناب نذیر حسین نے امام نسائی کی ایک روایت میں خالد نامی شخص پر یہ الزام لگایا کہ وہ رافضی ہے اس پر فاضل بریلوی نے جو نقد و جرح کی وہ پڑھنے کے قابل ہے۔

خالد کا نام دیکھتے ہی بے دھڑک حکم لگا دیا کہ اس سے مراد خالد بن مخلد رافضی ہے تم کیا جانو کہ آئمہ محدثین کس حالت میں اپنے شیخ کے مجرد نام بے ذکر ممیز پر اکتفا کرتے ہیں، صحابہ کرام میں عبداللہ کتنے بکثرت ہیں

خصوصًا عبادلہ خمسہ رضی اللہ عنہم پھر کیا وجہ ہے کہ جب بصری عن عبداللہ کہے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص مفہوم ہوں گے اور کوئی کہے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پھر رواۃ مابعد میں تو عبداللہ صدہا ہیں مگر جب سوید کہیں حدثنا عبداللہ تو خواہ مخواہ ابن المبارک ہیں محدین کا شمار کون کرسکتا ہے مگر جب بندار کہیں **عن محمد عن شعبة** تو غندر کے سوا کسی طرف ذہن نہ جائے گا۔ پھر اس کے بعد راوی کی تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ **خالد امام اجل ثقه ثبت حافظ جلیل الشان خالدبن حارث بصری** ہیں کہ امام **شعبه بن الحجاج بصری** کے **خلّص تلامذہ** اور **امام اسماعیل بن مسعود بصری** کے **اجل اساتذہ** اور رجال صحاح ستہ سے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۴

اصطلاحات حدیث میں محدثین و فقہاء کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

محدثین کے نزدیک باختلاف حالات اصطلاحات مرسل منقطع معلق معضل ہے اور فقہاء اصولیین کی اصطلاح میں سب کا نام مرسل اصطلاح حدیث پر تعلیق واعضال یا اصطلاح فقہ واصول پر ارسال میں کچھ بعض سند کا ذکر ہرگز نہیں بلکہ تمام وسائط حذف کر کے علماء مصنفین

جو **قال یا فعل رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں یہ بھی **معضل ومرسل** ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۲۱

جب کسی عورت کا خاوند گم ہوجائے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلے تلاش بسیار کے باوجود بھی کوئی خبر حاصل نہ ہو تو مفقود الخبر شخص کی بیوی آگے نکاح کرنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے فقہ کے مسائل میں سے یہ مشکل مسئلہ ہے لیکن امام احمد رضا اس مسئلہ میں بھی حدیث نبوی بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو آپ کے علم حدیث پر عبور کی بین دلیل ہے۔

اتنی مدت کہ مرد کی عمر ستر برس گزر جائے، یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو مثلاً تیس سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے، اس مدت کے گزر جانے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے بعد حکم عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے کیونکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اعمار امتی ما بین الستین الی سبعین

میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔

تو آخری حد غالباً معتبر ہے۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ** ۳۳۱

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت کو ریاضی و ہیئت اور فلکیات پر بھی مہارت تامہ تھی

عرفان رضوی صاحب نے ایک استفتاء بھیجا کہ ماہ رمضان المبارک بدل بدل کر موسم گرما وسرما وغیرہ میں کیوں آتا ہے تو اس کے جواب میں آپ نے برصغیر میں رائج تینوں کیلنڈروں پر دلچسپ تبصرہ فرمایا: اس تبصرے میں آپ نے اعداد وشمار کی مقدار اور کسرات کے بارے میں "تقریباً، زائد، کچھ کم" وغیرہ کے الفاظ کا استعمال کیا ہے ان الفاظ کے پس پردہ ادق احتیاط کو ریاضی وہیئت کا طالب علم بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

موسموں کی تبدیلی خالق عزوجل نے گردش آفتاب پر رکھی ہے مثلاً تحویل برج حمل سے ختم جوزا تک فصل ربیع ہے پھر تحویل سرطان سے ختم سنبلہ تک گرمی پھر تحویل میزان سے ختم قوس تک خریف، پھر تحویل جدی سے ختم حوت تک جاڑا، یہ آفتاب کا ایک دور ہے کہ تقریباً ۳۶۵ دن اور پونے چھ گھنٹے میں کہ پاؤ دن کے قریب ہوا پورا ہوتا ہے۔ عربی شرعی مہینے قمری ہیں کہ ہلال سے شروع اور ۳۰ یا ۲۹ دن میں ختم ہوتے ہیں یہ بارہ مہینے یعنی قمری سال ۳۵۴، یا ۳۵۵ کا دن ہوتا ہے تو شمسی سال سے دس گیارہ دن چھوٹا ہے، سمجھنے کے لئے کسرات چھوڑ کر شمسی سال ۳۶۵ قمری ۳۵۵ میں رکھے کہ دس دن کا فرق ہوا۔

اس کے بعد آپ سائل کو رمضان شریف کی موسموں میں گردش سمجھا کر بکرمی کیلنڈر کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بعینہ یہی حالت ہندی مہینوں کی ہوگی اگر وہ لوند نہ لیتے انہوں نے سال رکھا شمسی

اور مہینے لیے قمری، تو ہر برس دس دن گھٹ گھٹ کر تین سال بعد ایک مہینہ گھٹ گیا ،لہٰذا ہر تین سال پر وہ ایک مہینہ مکرر کر لیتے ہیں تا کہ شمسی سال سے مطابقت رہے ورنہ کبھی جیٹھ جاڑوں میں آتا اور پوس گرمیوں میں۔

اس کے بعد آپ عیسوی کیلنڈر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بلکہ نصاریٰ جنہوں نے سال و ماہ سب شمسی لئے اگر یہ چوتھے سال ایک دن بڑھا کر فروری ۲۹ کا نہ کر لیتے تو ان کو بھی یہی صورت پیش آتی کہ کبھی جون کا مہینہ جاڑوں میں ہوتا اور دسمبر گرمیوں میں۔ پھر اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

یوں کہ سال ۳۶۵ دن کا لیا اور آفتاب کا دورہ ابھی چند گھنٹے بعد پورا ہوگا کہ جس کی مقدار تقریباً چھ گھنٹے، تو پہلے سال شمسی سال دورہ یافتہ سے چھ گھنٹے پہلے ختم ہوا، دوسرے سال ۱۲ گھنٹے پہلے، تیسرے سال ۱۸ گھنٹے پہلے، چوتھے سال تقریباً ۲۴ گھنٹے اور ۲۴ گھنٹے کا ایک دن رات ہوتا ہے، لہٰذا ہر چوتھے سال ایک دن بڑھا دیا کہ دورۂ آفتاب سے مطابقت رہے، لیکن دورۂ آفتاب پورے چھ گھنٹے زائد نہ تھا بلکہ تقریباً پونے چھ گھنٹے تو چوتھے سال پورے ۲۴ گھنٹے کا فرق نہ پڑا تھا بلکہ تقریباً ۲۳ گھنٹے کا اور بڑھا لیا ایک کہ ۲۴ گھنٹے ہے، تو یوں ہر سال میں شمسی سال دورۂ آفتاب سے کچھ کم ایک گھنٹہ بڑھے گا، سو برس بعد تقریباً ایک دن، لہٰذا صدی بعد ایک دن گھٹا کر پھر فروری ۲۸ دن کا کر لیا۔ اسی

طرح اور دقیق کسرات کا حساب ہے۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ** ۳۴۹

اعلیحضرت فاضل بریلوی سے کسی نے صبح صادق کے متعلق سوال کیا آپ اس کے جواب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

شرع مطہرہ نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں، اس نے تو صبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقاً غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق شمالاً جنوباً **مستطیر** اور ہم اوپر کہہ آئے کہ مقدار انحطاط جاننے کی طرف کسی برہان عقلی کو راہ نہیں صرف مدار رویت پر ہے اور رویت شاہد عدل ہے کہ صبح کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا اور صادق و کاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا سب محض باطل ہے بلکہ ۱۸ درجہ انحطاط پر صبح صادق ہو جاتی ہے اور اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب کا فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ محاسبات علم ہیئت سے آفتاب ہنوز ۳۳ درجے افق سے نیچا تھا اور صبح کاذب خوب روشن تھی، صبح صادق کہ سالہا سال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتداء کے وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب ۱۸ ہی درجہ زیر افق پایا ہے، اور صبح کاذب کے لئے جس سے کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھا اب تک اہتمام کا موقع نہ ملا، ہاں اتنا اپنے مشاہدہ سے یقینا معلوم ہوا کہ اس میں اور صبح صادق میں ۱۵ درجے سے بھی زائد فاصلہ ہے نہ کہ ۳ درجہ۔ **فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ** ۶۲۱

اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں کو فلسفہ ومنطق پر بھی مکمل عبور تھا آپ نے فلاسفہ ومناطقہ کے باطل نظریات پر نہ صرف گرفت کی بلکہ امام اہلسنت کے دلائل کے سامنے ان کے دلائل بالکل بے معنی دکھائی دیتے ہیں مناطقہ نے علم کی تعریف میں تقریباً پانچ اقوال لکھے ہیں۔امام احمد رضا تعریف علم کے بارے میں فرماتے ہیں

فلاسفہ نے جو کہا کہ ''علم نام صورت حاصلہ عندالعقل کا ہے'' غلط ہے، ان سفہاء نے اصل وفرع میں فرق نہ کیا۔علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم ۔علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم (نقش) ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے۔

حق سبحانہ تعالیٰ ''ذہن وصورت وارتسام ونورعرضی'' سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور کا محتاج اس کا علم حضوری وحصولی دونوں سے منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون وچگوں وچرا وچساں کا دخل نہیں، ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے نہ اس کی کسی صفت سے حدیث شریف میں ہے

تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ تھلکوا۔

کنزالعمال کتاب الاخلاق حدیث ۵۷۰۲

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں فکر کرو اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے اور ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال، اسی لئے انہیں ''لا عین ولا غیر'' کہا جاتا ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ **بکل شی ء محیط** ہے کوئی اسے محیط نہیں ہو سکتا لاجرم کنہ صفات کا ادراک محال۔

ملفوظات حصہ دوم صفحہ

۲۴۵

علم کی یہ تعریف مناطقہ وفلاسفہ کے نزدیک مسلم تھی لیکن اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ایک جملے نے ہی اسے باطل وغلط ثابت کر دیا۔

اسی طرح عقلاء کے نزدیک انسان کی تعریف یہ ہے "**الانسان ھو حیوان ناطق**" اور حیوان کی تعریف کرتے ہیں "**ھو جسم نامی حساس متحرک بالارادۃ**" حیوان جسم نامی متحرک بالارادہ کو کہتے ہیں۔ اس تعریف پر متکلمین نے اعتراضات کیے امام اہلسنت کی تنقید وتحقیق بھی ملاحظہ کریں۔

انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں انسان کی تعریف کرتے ہیں "**حیوان ناطق**" حیوان کی تعریف کرتے ہیں "**جسم نامی، حساس متحرک بالارادۃ**" اور ناطق کی

"**مدرک کلیات و جزئیات**" اگر چہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفو گری ہے ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں گھوڑا حیوان صاہل (ہنہنانے والا جانور) گدھا حیوان ناہق (رینکنے والا جانور) انسان حیوان ناطق (کلام کرنے والا جانور) انہوں (متاخرین فلاسفہ) نے ناطق کے معنی گھڑے ہیں "**مدرک کلیات و جزئیات**" جسے اصلاً زبان عرب مساعد نہیں۔ خیر یوں ہی سہی انسان نام ہے بدن یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموع کا؟ اول: (بدن) ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن۔ دوم: (روح) حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک۔ سوم: (روح و بدن دونوں) نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ **حیوان ولاحیوان** کا مجموعہ "**لاحیوان**" ہوگا اور **ناطق ولاناطق** کا "**لاناطق**" غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر **حیوان وناطق** بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں۔ یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز۔

تواز جان زندہ وجاں راندانی

یعنی تم جان سے زندہ ہو مگر جان کی حقیقت نہیں جانتے۔

حق یہ ہے کہ انسان "روح متعلق بالبدن" کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی اسی لئے اولیاء

فرماتے ہیں:

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ ملفوظات حصہ ۲ صفحہ ۲۴۶

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا۔

یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب پہلے معرفت رب ہو لے۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی نے جس طرح فلاسفہ کی تعریف علم کو عقلا باطل فرمایا اسی طرح آپ نے ان کی بتائی ہوئی تعریف انسان کو بھی باطل عاطل فرمایا اور ساتھ قدیم وجدید فلاسفہ کے باطل نظریات سے بھی پردہ اٹھایا کہ فلسفہ قدیم و جدید دونوں کو اصلاً عقل سے کوئی تعلق نہیں۔

امام اہلسنت، اعلیٰحضرت بریلوی کے نزدیک تمام علوم کا سرچشمہ قرآن وسنت ہے اور ہر مسئلہ کے لیے قرآن وسنت ہی محک ومعیار ہے، جو بات اس کسوٹی پر پورا اترے اسے مان لینا ہی صراط مستقیم ہے اور جو چیز قرآن وسنت کے منافی ہو اسے چھوڑ دینا ہی راہ اعتدال ہے، اعلیٰحضرت عظیم المرتبت نے اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ساری زندگی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دین وشریعت کی پیروی میں گزاری۔

باب دوم

مسئلہ ختم نبوت اور امام احمد رضا

اللہ تعالیٰ عزوجل نے کائنات عالم میں انسانیت کی ہدایت و رہنمائی اور دستگیری کے لئے مختلف ادوار میں انبیاء کرام **علیھم السلام** کو مبعوث فرمایا، اس مقدس گروہ نے اپنے اپنے زمانے میں اقوام کو صراط مستقیم کی دعوت پیش کی اور دنیا والوں کو سعادت دارین کی طرف بلایا انبیاء کرام **علیھم السلام** نے اقوام عالم کو پیغام توحید کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں جلوہ افروزی کی بشارت دی، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے بعد کائنات عالم میں وہ سہانی گھڑی بھی آ گئی جس میں حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کائنات کو یکسر بدل دیا، انسانیت کو جہالت کی تاریک وادیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنیوں سے منور کر دیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد خالق کائنات نے قرآن حکیم میں بڑے واضح انداز میں فرمایا کہ

حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت کی تکمیل فرمادی گئی اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ حضور سید کائنات ﷺ کے زمانے اقدس سے لے کر آج تک علماء امت نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور امت مسلمہ آج تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس روشن طریق پر عمل پیرا ہے

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا بریلوی نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء حق کے جرأت مندانہ کردار کو جاری رکھا اور امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی، امام اہلسنت کے دور میں تحفظ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت اس لئے بھی بڑھ گئی کہ اسی دور میں انگریز حکومت نے فتنہ قادیانیت کھڑا کیا امام اہلسنت نے حضور سید المرسلین کی عزت وناموس کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا اور ختم نبوت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

خاتم النبیین ﷺ

حضور اقدس ﷺ کی جب کائنات عالم میں تشریف آوری ہوئی اور آپ نے دنیا کو قرآن حکیم کی صورت میں نظام حیات عطا فرمایا قرآن حکیم میں دنیا کے امن، راحت، سکون اور چین کا تمام سامان موجود ہے جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے راہ ہدایت اور ان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمًا۔ الاحزاب آیت ۴۰

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بڑے واضح الفاظ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کیا گیا، لیکن جو شخص دل کا روگی ہو اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا داعی ہو تو اسے صاف اور درست بات میں بھی حیلے بہانوں سے اپنا مطلب تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کے کچھ اشخاص نے عقیدہ ختم نبوت میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے تاویلات فاسدہ کا سہارا لینے کی کوشش کی تو امام اہلسنت کے برق بار قلم نے ان کا بھر پور تعاقب کیا، ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ "**النبیین**" پر الف لام عہد خارجی کا ہے استغراق کا نہیں اس کے لئے انہوں نے یہ دلائل بھی دیئے۔

دلیل اول:

الاصل ای الراجح ھو العھد الخارجی لانہ حقیقۃ التعیین وکمال التمییز۔ توضیح صفحہ ۱۰۰

اصل یعنی راجح عہد خارجی ہی کا ہے اس لئے عہد خارجی حقیقت تعیین اور کمال تمییز ہے۔

پس جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔

دلیل دوم

یسقط اعتبار الجمعیة اذا دخلت علی الجمع۔

نور الانوار صفحہ ۸۱

جب لام تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبار جمعیت ساقط ہو جاتا ہے۔

پس **نبیین** کہ صیغہ جمع ہے، جب اس پر الف لام تعریف داخل ہوا تو **نبیین** سے معنی جمعیت ساقط ہو گیا اور جب معنی جمعیت ساقط ہو گیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔

دلیل سوم

یہ امر مسلّم ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے پس جب فرد واحد اس کے کل کی طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے، تو وہ کل **من حیث ھو کل** ہونے کے، **کل** باقی نہ رہے گا بلکہ کلیت اس کی ٹوٹ جائے گی، اور جب کلیت اس کی باقی نہ رہی تو بعضیت ثابت ہوگئی اور یہی معنی ہے عہد کا، اور اگر فرد مضاف کو ہم اس کل کے شمول میں رکھیں تو **تقدم الشیء علی نفسه** لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ وجود مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے وجود مضاف پر، پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ "**النبیین**" پر الف لام عہد خارجی کا ماننا چاہیے۔

المبین ختم النبیین

اس سوال کے جواب میں اعلیحضرت عظیم البرکت نے مستقل رسالہ "**المبین**

ختم النبیین" تصنیف فرمایا جس میں آپ نے دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت واضح فرمایا اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر و مرتد ملعون ہے، آیۂ کریمہ "**ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین**" وحدیث متواتر "**لانبی بعدی**" سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً و خلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے

اشباہ والنظائر اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے۔

اذالم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ الضروریات۔ الاشباہ والنظائر باب الردۃ

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے

شفاء شریف امام قاضی عیاض **رحمۃ اللہ علیہ** میں ہے

کذالک یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا ﷺ او بعدہ (الی قولہ) فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ

لانه ﷺ اخبرانه خاتم النبیین ولا نبی بعده واخبر عن اللہ تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل ان ھذاالکلام علی ظاھره وان مفھومة المراد به دون تاویل ولاتخصیص فلاشک فی کفرھٰؤلاء الطوائف کلھا قطعااجماعاوسمعا۔الشفاء فصل فی تحقیق القول فی اکفارالمتاولین

جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے۔ اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن وحدیث سب یقینا کافر ہیں۔

بالجملہ آیہ کریمہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** مثل حدیث متواتر **لانبی بعدی** قطعا عام اور اس میں استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل

وتخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام **علیہ وعلیھم الصلوۃ والسلام** ہے، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ **قیل و قال اصلاً مسموع** نہیں، جیسے آجکل قادیانی بک رہا ہے کہ "**خاتم النبیین**" سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں'' اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ ''تقدم و تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم النبیین بمعنی آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ **خاتم النبیین** بمعنی نبی بالذات ہے'' ایک اور مرتد نے لکھا "**خاتم النبیین** ہونا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی **خاتم النبیین** کے نہیں جموع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں'' چند اور خبیثوں نے لکھا کہ ''الف لام خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں، ان شیاطین سے بڑھ کر اور بعض ابلیسوں نے لکھا کہ ''اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے'' یہ سب تاویل

رکیک ہیں یا عموم و استغراق "**النبیین**" میں تشویش و تشکیک سب کفر صریح وارتداد قبیح، اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر و متبادر وعموم واستغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً وخلفاً آئمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔

یہاں عموم واستغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن قرآن کا منکر، مردود وملعون، خائب وخاسر، **والعیاذ باللہ العزیز القادر** ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیاء رب العالمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے مراد عالمین زمانہ **کقولہ تعالٰی وانی فضلتکم علی العالمین**، اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگار جمیع عالم ہونا یقینی کہاں مگر **الحمد للہ** مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو رب العالمین میں سنیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں۔

قائلین الف لام عہد خارجی کے متعلق یہ وہم پیدا ہوسکتا تھا کہ انہوں نے محض مسئلہ کی وضاحت کی ہو شاید وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہ مانتے ہوں اس کے متعلق امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی فرماتے ہیں۔

اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز واحتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہوتو اس کا آیۂ کریمہ میں افادۂ استغراق سے انکار اور ارادۂ بعض پر اصرار، کیا اسے حکم کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃ آیۂ کریمہ کا اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر ومبطل ہے جو خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امت مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقل متواتر ضروریات دین سے ہوکر ہم تک آئی ، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں آئمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہوگیا اگر چہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خمر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواترہ بھی موجود، اور کچھ نہ ہوتو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوص نصوص کے محتاج نہیں رہتے ۔ امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضۃ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں۔

اذا جحد مجمعا علیه یعلم من دین الاسلام ضرورة سواء کان فیه نص اولا فان جحده یکون کفرا۔

الاعلام بقواطع الاسلام صفحه

۳۵۲

جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار

کفر ہے۔

بعینہ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہوجانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت کسی جگہ، کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہوسکنا کچھ آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں **قاہر و باہر متواتر و متظافر ، متکاثر و متواتر** حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو **بحمد اللہ تعالٰی** مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفس مسئلہ کا انکار نہیں۔

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ میں ہے

لوقال حرمة الخمر لاتثبت بالقران کفرای لانه عارض نص القران وانکر تفسیر اهل الفرقان۔

منح الروض الازہر صفحہ ۱۹۰

اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہل فرقان کی تفسیر کا انکار کیا۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت بریلوی نے اس کے بعد مختلف وجوہ سے الف لام عہد خارجی کے قائلین کا رد فرمایا اسے ملاحظہ فرمائیں۔

اول

ظاہر ہی ہے کہ نفی استغراق و تجویز عہد میں یہ ان کفار کا ہمزبان ہوا بلکہ ان خبیثوں نے تو بطور احتمال ہی کہا تھا ”جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو“ اور اس نے بزعم خود عہد کے لئے ہونا واجب مانا اور استغراق کو باطل و مردود جانا۔

دوم

اس لئے کہ قرآن عظیم میں حضرات انبیاء کرام **علیھم الصلوٰۃ والسلام** کا ذکر پاک بہت وجوہ **مختلفہ** سے وارد۔

ا......فرداً فرداً خواہ بتصریح اسماء یہ صرف چھبیس کے لئے ہے آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، لوط، یعقوب، یوسف، ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، الیاس، الیسع، ذوالکفل، داؤد، سلیمان، عزیر، یونس، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور محمد **صلی اللہ علیہ وعلیھم وبارک وسلم** یا برسبیل ابہام **مثل قال لھم نبیھم (اشمویل)**

۲......یا برسبیل عموم واستغراق اور یہی اوفر واکثر ہے **مثل قولہ تعالی: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔ الی قولہ تعالی: وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ۔**

۳......یا **ملحوظ** بوصف قبلیت یعنی انبیاء **علی نبینا علیھم**

الصلٰوۃ والسلام مثل قولہ تعالٰی:

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰی۔

وقال اللہ تعالٰی: وَسۡئَلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رُّسُلِنَا۔

۴...... یا بر سبیل معنی جنسی شامل فرد جمع بے لحاظ خاص خصوص وشمول

مثل قولہ تعال ☐ ی: وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیۡدًا۔

وَلَا یَاۡمُرَکُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا۔

۵...... یا خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجوہ بیان سے نفس کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو۔

مثل قولہ تعالٰی: وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتَابَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡ بَعۡدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَیِّنٰتِ۔ اِذۡ جَآءَتۡهُمُ الرُّسُلُ مِنۡ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ۔

اولاً: اگر آیۂ کریمہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** میں لام عہد خارجی کے لئے ہو جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکری اور ذکر کو دیکھ کر کہ اتنے وجوہ **مختلفہ** پر ہے اور ان میں صرف ایک وجہ وہ ہے

جو بداہۃً کلام کریم میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی وجہ سوم کہ جب انبیاء موصوف بوصف قبلیت و مفید بقید سبقت لے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم ان کا آخر ان سے زمانے میں متاخر کہنا محض لغو و فضول و کلام مہمل و معطل و مغسول ہوگا جس سے حاصل حمل اولیٰ بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہوگا کہ جب ان کو حضور سے اگلا کہہ دیا حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا اسے بالخصوص مقصود بالافادہ رکھنا قرآن عظیم تو قرآن عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں، نہ کہ وہ بھی مقام مدح میں کہ:

چشمان	تو	زیر	ابرو	انند
دندان	تو	جملہ	در	دہانند

تمہاری آنکھیں زیر ابرو ہیں۔ اور تمام دانت منہ کے اندر ہیں

سے بھی بدتر حالت ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی واقعی تعریف کی تھی احسن تقویم سے بعض اوضاع کا بیان ہے اسے مقام مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اس معنی کے کہ اس میں **صراحۃً** عبث موجود اور مقام مدح بھی مفقود، اور پھر عموم واشتراک بھی نقد وقت کہ ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے، غرض یہ وجہ تو یوں مندفع ہو جائے گی کہ اصلاً محل افادہ وصالح ارادہ نہیں، اور اس طائفہ خارجیہ کے طور پر وجہ دوم کو بھی نامتحمل مان لیجئے پھر بھی اول و چہارم و پنجم سب محتمل رہیں گی

اور پنجم میں خود وجوہ کثیر ہیں کہیں **من بعد موسٰی**، کہیں **من بعد نوح**، کہیں انبیاء بنی اسرائیل، کہیں **من بعد ھود و موسٰی**، کہیں صرف انبیاء عاد و ثمود، کہیں انبیاء قوم نوح وعاد و ثمود، کہیں **من بعد ابراھیم و قوم لوط ومدین وغیر ذلک**، بہر حال ذکر وجوہ کثیرہ **مختلفہ** آیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ و بینہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہوسکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد کا مبنیٰ ہی کہ تعیین ہے منہدم ہوگیا کہ اختلاف وتنوع مطلقاً منافی تعین، نہ کہ اتنا کثیر، پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیاً: جب کہ اتنی وجوہ کثیر محتمل اور قرآن عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی، حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم واستغراق ہے کہ **لانبی بعدی** اس تقدیر پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا عہد واستغراق کا حاصل ایک ہوگیا اور وہی احاطہ تامہ کہ معتقد اہل اسلام تھا ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفے کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ برتقدیر عہدیت مجمل تھی بے بیان رہی اور وہی منقطع ہوکر متشابہات سے ہوگئی، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین کہنا محض اقرار لفظ بے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کتنے ہی انبیاء مانے، حضور کے بعد ہر قرن وطبقہ وشہر وقریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے استاذوں کو مرسلین

اولوالعزم بتائے آیۂ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کرسکتی کہ آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہو سکے ، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا **حاشا وکلّا**۔

ثالثاً: میں تکثر وتزاحم معانی پر کیوں بنا کروں ، سوائے استغراق کوئی معنی لے لیجئے سب پر یہی آش درکاسہ رہے گی کہ پچھلی جھوٹی کاذبہ ملعونہ نبوتوں کا درآیت بند نہ کرسکے گی ۔ اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کیے جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنالینا اور معتقدات اسلام کو مخیلات عوام ٹھہرا دینا ایسے خبثاء کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمع طرق وادراک تواتر پر دسترس ، وہاں ایک ہش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے ۔ اس میں بخاری ومسلم کی بھی صحیح احادحدیثیں مردود ہیں ، ہاں ایسی جگہ ان ہیے کی اندھوں کی کچھ کوردبتی ہے تو قرآن عظیم سے کہ بغرض تلبیس عوام برائے نام اسلام کا ادعا ہو کر ، قرآن پر صراحۃً انکار کا ٹٹو خر درگل ہے ، لہٰذا وہاں تحریف معنوی کی چال چلتے اور کلام اللہ کو الٹتے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کرلیں پھر گونہ وحی شیطانی کا راستہ کھل جائے گا **وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ**۔

رہی بدعقلی وہ اس کے ان شبہات ، واہیات ، خرافات ، مزخرفات کی ایک ایک ادا سے ٹپک رہی ہے جو اس نے اثبات ادعائے باطل ''عہد خارجی'' کے لئے

پیش کیے اہل علم کے سامنے ایسے مہملات کیا قابل التفات مگر حفظ عوام وازالہ اوہام کے لئے چند حروف مجمل کا ذکر مناسب **واللہ الھادی وولی الایادی۔**

شبہ اولیٰ میں اس طائفہ نے عبارت توضیح کی طرف محض غلط نسبت کی حالانکہ توضیح میں اس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اس کے حاشیہ تلویح کی ہے۔

اولاً: اگر یہ مدعیان عقل اپنی ہی نقل کی ہوئی اس عبارت کو سمجھتے اور قرآن عظیم میں انبیاء کرام **علیھم السلام** کے وجوہ ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ آیۂ کریمہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** میں لام عہد خارجی کے لئے ہونا محال ہے کہ بوجہ تنوع وجوہ ذکر وعدم الویت وترجیح جس کا بیان مشرحاً گزرا، کمال تمیز جداسرے سے کسی وجہ معین کا امتیاز ہی نہ رہا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں ''عہد خارجی'' ناممکن، کاش مکر کے لئے بھی کچھ عقل ہوتی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی گول عبارت "**العھد ھو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعۃ**'' نقل کی ہوتی کہ خود نفس عبارت تو ان کی جہالت وسفاہت پر شہادت نہ دیتی اگرچہ اس سے دو ہی سطر پہلے اسی توضیح میں متن تنقیح کی عبارت **ولا بعض الافراد لعدم الاولویۃ** اس کی صفراء شکنی کو بس ہوتی مگر یہ کیونکر کھلتا کہ طائفہ حائفہ کو دوست ودشمن میں تمیز نہیں صریح مضر کو نافع سمجھتا ہے لہٰذا نام تو لیا توضیح کا اور براہ بدقسمتی عبارت نقل کردی تلویح کی، جس میں صاف

صریح ان عقلاء کی **تسفیہ** اور ان کے وہم کاسد کی **تقبیح** تھی۔

ثانیاً: توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنا ہی لکھا نہ سمجھا کہ جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔ ہم او پر واضح کر آئے کہ عہد خارجی مزعوم طائفہ خارجیہ سے معنی درست نہیں ہو سکتے ۔ آیۂ کریمہ قطعا آئندہ نبوتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہی معنی اس کے بیان فرمائے، تمام امت نے سلفاً وخلفاً اس کے یہی معنی سمجھے اور اس عہد خارجی پر آیت کو اس سے کچھ لمس نہیں رہتا تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو۔ اسی تلویح میں اسی عبارت منقولہ طائفہ کے متصل ہے۔

ثم الاستغراق الی ان قال فالاستغراق هو المفهوم من الاطلاق حيث لاعهد في الخارج خصوصًا في الجمع الی قوله هذاماعليه المحققون۔ توضيح على التنقيح جلد ا صفحه ۱۵۰

پھر استغراق (تا) اطلاق سے استغراق مفہوم ہوتا ہے جہاں عہد خارجی نہ ہو خصوصاً جمع میں (تا) محققین کی یہی رائے ہے۔

ثالثاً: بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہد خارجی کے لئے ہے تو اس سے بھی قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجوہ خمسہ سے اول وسوم وپنجم کا بطلان تو دلائل قاہرہ سے او پر ثابت ہولیا اور واضح ہو چکا کہ خود جن سے کلام الٰہی کا اولاً واصالۃً خطاب تھا یعنی حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ، انہوں نے ہرگز اس

آیت سے صرف بعض افراد معینہ یا کسی جماعت خاصہ کو نہ سمجھا، اب نہ رہیں مگر وجہ دوم و چہارم یعنی جو قرآن عظیم میں بروجہ اکثر واوفر ذکر انبیاء **علیھم السلام** بروجہ عموم واستغراق تام ہے اسی وجہ معہود کی طرف لام "**النبیین**" مشیر ہے تو اس عہد کا حاصل **بحمد اللہ تعالٰی** وہی استغراق کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ ایمانیہ ہے یا ذکر جنسی کی طرف اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفی معیت وبعدیت ہے جیسے اولویت بمعنی نفی معیت وقبلیت تعریفات علامہ سید شریف جرجانی میں ہے۔

الاول فرد لایکون غیرہ من جنسہ سابقاعلیہ ولامقارنالہ۔

التعریفات صفحہ ۱۷

اول فرد ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس اس سے پہلے نہیں اور نہ اس کے ساتھ متصل ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن ام سلمة رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یدعو بھٰؤلاء الکلمات اللھم انت الاول فلاشیء قبلک وانت الآخر فلا شی بعدک۔ صحیح مسلم باب الدعاء عند النوم

حضرت **ام سلمہ رضی اللہ عنھا** سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے اے اللہ! تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں۔

تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عرفاً ولغۃً وشرعاً جملہ افراد ہی سے ہوتی ہے ولہٰذا لائے نفی جنس صیغہ عموم سے ہے جیسے **لا رجل فی الدار** ولہٰذا **لا الہ الا اللہ** ہر غیر خدا سے نفی الوہیت کرتا ہے، یوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا **وللہ الحمد**۔

ایک اور مقام پر امام اہلسنت اعلیٰحضرت عظیم البرکت حضور پر نور **شافع یوم النشور** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا مسلمان پر جس طرح **لا الہ الا اللہ** ماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا محال و باطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر **بین الکافر جلی الکفران** ہے۔

ختم نبوت اور احادیث سید المرسلین

حضور سید العالمین ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے پایاں فضل واحسان ہے۔ختم نبوت ہی ناموس دین رسول کریم ﷺ کی ضامن ہے، یہی چیز ملت اسلامیہ کے لئے سرمایہ ہے اور ملت کے لیے قوت واستحکام کا باعث ہے، وحدت ملت کی حفاظت اور ملت کی بقاء کا راز اسی میں مضمر ہے اور اسی نعرہ ختم نبوت سے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی ممکن ہے، قرآن حکیم میں مسئلہ ختم نبوت کا روشن اور واضح بیان ہے حضور سید کائنات، تاجدار انبیاء ﷺ کی کثیر احادیث بھی مسئلہ ختم نبوت پر شاہد عدل ہیں۔امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیحضرت عظیم البرکت نے شیخ خدابخش صاحب کے ایک سوال کے جواب میں مستقل رسالہ **"جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ"** تصنیف فرمایا اس میں آپ نے سو سے زیادہ احادیث کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کیا۔امام اہلسنت اعلیحضرت بریلوی نے روز اول سے لے کر قیامت کے زمانہ تک حضور پرنور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بیان فرمایا۔رحمۃ للعالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کی عزت وحرمت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اعلیحضرت عظیم المرتبت کے معطر ومعتبر قلم کی روانی وچاشنی ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن وحدیث دونوں ایمان مومن ہیں، احادیث کا بار بار تکرار واظہار دلوں

میں ایمان کی جڑ جمائے گا، ختم نبوت و خاتم النبیین کے **صحیح و نجیح** معنی بتائے گا، بعض قاسمان کفر و مجون کے اختراع جنون کو مردود و ملعون بنائے گا، معہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے، ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بریت آدم اور ختم نبوت

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ **تصحیح** اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جب آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی **!یارب اسئلک بحق محمد ان غفرت لی**۔ الٰہی میں تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ ارشاد ہوا۔ اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا، حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کیا: الٰہی! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے فرمایا:

صدقت یاآدم انہ لاحب الخلق الیّ واذسألتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولامحمد ماخلقتک ،زاد الطبرانی وھو اخرالانبیاء من ذریتک۔ المستدرک

للحاکم باب استغفار آدم

اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا طبرانی نے اضافہ کیا، وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ **رضی اللہ عنہما** سے راوی فرمایا:

بین کتفی آدم مکتوب، محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ

مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۱۳۷

آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔

سید عالم ﷺ اور دروازہ جنت

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے راوی:

انه قال اول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد ﷺ ثم قرأ آیة من التوارة اضرابا قدما یانحن الآخرون الاولون

مصنف ابن ابی شیبة جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۴

یعنی انہوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا وہ محمد ﷺ ہیں پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد ﷺ۔

خاتم الانبیاء کی بشارت

ابن سعد عامر شعبی سے راوی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ارشاد ہوا۔

انه کائن من ولدک شعوب و شعوب حتی یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء۔ الطبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۳

بے شک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔

یعقوب علیہ السلام اور خاتم الانبیاء

محمد بن کعب قرظی سے روای:

اوحی اللہ تعالٰی الی یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکاوانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس ، وهو خاتم الانبیاء واسمه احمد۔

الطبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۳

اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ مبعوث فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کوجس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور وہ آخری نبی ہے اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اشعیاء اور احمد مجتبیٰ

ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے روای:

قال اوحی اللہ تعالٰی الی اشعیاء انی باعث نبیاامیاافتح به آذاناصماوقلوباغلفاواعیناعمیا، مولده بمکة و مهاجره بطیبة وملکه بالشام (وساق الحدیث فیه) الکثیر الطیب من فضائله وشمائله صلی اللہ علیه وآله وسلم الی ان قال ولاجعلن امته خیرامة اخرجت للناس (وذکر صفاتهم الی ان قال اختم بکتابهم الکتاب وبشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان۔

الخصائص الکبری جلد ۱ صفحه ۳۳

اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ السلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک

شام میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر وافضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اوران کی شریعت پر شریعتوں اوران کے دین پر سب ادیان کو تمام کروں گا۔

کتب سماوی میں اسم محمد

علامہ جلال الدین سیوطی **رحمة الله علیه** فرماتے ہیں کہ ابن عساکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یسمٰی فی الکتب القدیمة احمد ومحمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم و حمطایاوفار قلیطا وماذماذ۔

الدرالمنثور جلد ۳ صفحہ ۱۳۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے نام یہ تھے، احمد، محمد، ماحی (کفروشرک مٹانے والا) مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر) حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی) فارقلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے) ماذ ماذ (ستھرے، پاکیزہ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خاتم الانبیاء

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی:

هبط جبريل فقال ان ربك يقول قد ختمت بك الانبياء وماخلقت خلقا اكرم على منك وقرنت اسمك مع اسمى فلااذكر فى موضع حتى تذكر معى، ولقد خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك على ومنزلتك عندى، ولولاك ماخلقت السمٰوٰت والارض ومابينهما لولاك ماخلقت الدنيا۔

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۱۳۶

جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بے شک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ، بے شک میں نے دنیا اور اہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا۔

آخر النبیین

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اسرى بى الى السماء قربنى حتى كان بينى

وبینہ کقاب قوسین او ادنٰی وقال لی یا محمد ھل غمک ان جعلتک آخرالنبیین ، قلت لا، قال فھل غم امتک ان جعلتھم آخرالامم قلت لا، قال اخبر امتک انی جعلتھم آخرالامم لافضح الامم عندہ ولا افضحھم عندالامم۔

تاریخ البغداد جلد ۵ صفحہ ۱۳۰

شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اوراس میں دوکمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی، نہ، فرمایا، کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں کے پیچھے رکھا، میں نے عرض کی نہ، فرمایا، اپنی امت کو خبر کردے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔

رحمۃ للعالمین

ابن جریر وابن ابی حاتم وابن ابی مردویہ وبزار وابویعلی وبیہقی بطریق ابوالعالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی:

ثم لقی ارواح الانبیاء ، فاثنواعلی ربھم فقال

ابراھیم ثم موسیٰ ثم داؤد ثم سلیمان ثم عیسیٰ ثم ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثنی علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانی مثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیراونذیراوانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شیء وجعل امتی خیرامۃ اخرجت للناس وجعل امۃ وسطا وجعل امتی ھم الاولون وھم الآخرون ورفع لی ذکری وجلعنی فاتحاو خاتما فقال ابراھیم بھذا فضلکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم انتھیٰ الی السدرۃ فکلمہ تعالٰی عند ذلک فقال لہ قد اتخذتک خلیلا وھو مکتوب فی التوراۃ حبیب الرحمان ورفعت لک ذکرک فلا اذکر الا ان ذکرت معی وجعلت امتک ھم الاولون والآخرون وجعلتک اول النبیین خلقاواٰخرھم بعثا وجعلتک فاتحاوخاتما۔ ابن جریر جامع البیان جلد ۱۵ صفحہ ۷

یعنی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارواح انبیاء **علیھم السلام** سے ملے، پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی، ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ **علیھم السلام** بہ ترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں

اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب عزوجل کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈرسنا تا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور عدل وعدالت اعتدال والی امت کیا اور انہیں کو اول اور انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان نبوت وخاتمہ دفتر رسالت بنایا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ان وجوہ سے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے، پھر حضور ﷺ سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عزوجل نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمان لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا ﷺ۔

حضور نبی کریم، سید کائنات ﷺ کی عزت وحرمت اور تعظیم وتوقیر کا تحفظ اس کائنات کا سب سے مستحسن عمل ہے، اس جہان آب وگل میں انبیاء کرام **علیھم**

السلام کی مقدس جماعت نے اپنی اپنی قوم کو پیغام توحید کے ساتھ بشارت رسول امین ﷺ کا مژدہ جانفزا بھی سنایا اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا، انبیاء کرام **علیھم السلام** نے حضور سید العالمین ﷺ کی کئی صفات وعادات بھی اپنی اقوام کے سامنے بیان کیں، پہلے ادوار میں بیان کیے گئے فضائل ومناقب میں بھی تاجدار انبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا روشن بیان واضح انداز میں موجود ہے، امام اہلسنت، اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا نے انبیاء کرام و**ملائکۃ المقربین** کے ارشادات اور علماء کتب سابقہ کے اقوال پیش کر کے حضور سید کائنات ﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شفاعت

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں:

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست ھنا کم انی اتخذت الھا من دون اللہ ، وانہ لایھمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی

مافی جوفه حتٰی یقض الخاتم ، فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اراد اللّٰہ ان یقضٰی بین خلقه نادی مناد این احمد وامته فنحن الاٰخرون الاولون نحن اٰخرالامم واول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا۔ مسند ابو یعلی حدیث ۲۳۲۴

جب لوگ اور انبیاء کرام **علیھم السلام** کے حضور سے مایوس ہوکر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں ، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں ،لوگ میرے حضور حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے ، پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہم ہی پچھلے ہیں اور ہم ہی اگلے سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

التجاء شفاعت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد ۲ صفحہ ۶۸۵

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آ کر عرض کریں گے حضور اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم اور اذان اول

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فناذٰی بالاذان اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لاالہ الااللہ ، اشھد ان لاالہ الااللہ ، اشھد ان محمدا رسول اللہ ، اشھد ان محمدا رسول اللہ ، قال اٰدم من محمد ، قال اٰخر ولدک من الانبیاء۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۵ صفحہ ۱۰۷

جب آدم علیہ السلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ السلام نے اتر کر اذان دی، جب نام پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا آدم علیہ السلام نے پوچھا، محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

انشراح صدر

ابو نعیم دلائل میں یونس میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی و ابن عساکر بطریق یونس **ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ** سے موصولاً راوی **وھذا لفظ المرسل**، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر قلب مقدس نکالا اور اسے دھوکر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا **انت محمد رسول اللہ المقفی الحاشر**۔

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے۔

حدیث متصل میں یوں ہے۔ جبریل نے اتر کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم مبارک چاک کیا، پھر کہا۔

قلب وکیع فیہ اذنان سمیعتان عینان بصیرتان

محمد رسول اللہ المقفی الحاشر ۔ الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۲

مضبوط ومحکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے ۔

بشارت میلاد الرسول

ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے راوی، انہوں نے فرمایا:

میرے باپ اعلم علماء تورات تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا، اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں، ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو اور تو اس کی پیروی کر لے یہ طاق میرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا ۔ یہ کہہ کر وہ فوت ہو گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان

دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں ان میں لکھا تھا۔

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکة ومهاجره بطيبة۔ الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۲

محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

راہب کا استفسار

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی: میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے چار آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھا، ایک راہب نے اپنے دیر سے جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں کہا:

اما انه سوف يبعث منكم وشيكا نبى فسارعو اليه وخذوا بحظكم منه ترشدوا فانه خاتم

النبیین۔

الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۷

سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت و اطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا۔

قبل از ولادت شہادت ایمان

زید بن عمرو بن نفیل کہ **احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید** کے والد ماجد ہیں موحدان و مومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی و رسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دیتے ابن سعد و ابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی:

میں زید رضی اللہ عنہ سے ملا مکہ معظّمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ السلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل اور اولاد عبدالمطلب

سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے، میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا اور ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے ان کا دین ظاہر وغالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلھا اطلب دین ابراھیم، وکل من اسأل من الیھود والنصاریٰ والمجوس یقول ھذا الدین ورائک، وینعتونه مثل مانعته لک، ویقولون لم یبق نبی غیرہ۔

میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہر پھرا، یہود ونصاریٰ اور مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب

کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعا رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا **قد رایتہ فی الجنۃ یسحب ذیلہ** میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت

امام واقدی وابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی:

جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ذلیل و خاضع کر دیا، ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ داران کے ہمسائے ہیں، وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری، قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا، **ھل بقی احد من الانبیاء**

-

آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا:

نعم ھو اٰخر الانبیاء لیس بینه و بین عیسٰی نبی قد امر عیسٰی باتباعه وھو النبی العربی اسمه احمد۔

ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں، ان کے اور عیسیٰ کے بیچ کوئی نبی نہیں عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کیے مغیرہ نے فرمایا! اور بیان کر اس نے اور بتائے ازانجملہ کہا:

یخص بمالم یخص به الانبیاء قبله ، کان النبی یبعث الی قومه وبعث الی الناس کافة۔

دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس صفحه ۲۲۰۲۱

انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع:

ابونعیم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی:

میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند

ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:

هذا كوكب احمد قد طلع هذا الكوكب لايطلع الا بالنبوة ولم يبق من الانبياء الا احمد۔

دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الخامس صفحہ ۱۷

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں ﷺ

یہودی علماء کے ہاں ذکر ولادت

امام واقدی وابونعیم حضرت **حویصہ** بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال كنا و يهود فينا كانوا يذكرون نبيا يبعث بمكة اسمه احمد ولم يبق من الانبياء غيره وهو فی كتبنا۔

خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۴

میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعت نبی

ابو نعیم سعد بن ثابت سے راوی:

قال کان احبار یھود بنی قریظة والنضیر یذکرون صفة النبی ﷺ فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انه نبی وانه لا نبی بعده اسمه احمد ومھاجرہ الی یثرب فلما قدم النبی ﷺ المدینة ونزلھا انکروا وحسدوا وبغوا۔

الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۶۷

یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علماء حضور سید عالم ﷺ کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ جب حضور اقدس ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے یہود براہ حسد و بغاوت منکر ہو گئے۔

اہل یثرب کو بشارت میلاد النبی

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

یا اھل یثرب قد ذھبت واللہ نبوة بنی اسرائیل، ھذا نجم قد طلع بمولد احمد وھو نبی اخر الانبیاء ومھاجرہ الی یثرب۔ الخصائص الکبری

جلد ا صفحہ ٦٨

اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادت احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔

یوشع کی زبان پر نعت رسول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا اب وقت آ لگا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ و وصف یہ ہوگا، میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا، میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا:

قد طلع الکوکب الاحمر الذی لم یطلع الا لخروج نبی وظهوره ولم یبق احد الا احمد وهذه مهاجره۔

دلائل النبوۃ الفصل الخامس صفحہ ٨

بے شک سرخ ستارہ طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت وظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہودی تاجر کی گواہی

ابن سعد و حاکم و بیهقی و ابو نعیم حضرت ام المؤمنین

صدیقہ **رضی اللہ عنھا** سے راوی:

مکہ معظّمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا تھا جس رات حضور پر نور ﷺ پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم، کہا:

احفظوا ما اقول لکم ، ولد ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ بین کتفیہ علامۃ۔ الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۲۳

جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ختم نبوت

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ سب اہل بدر تھے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

بے شک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا، وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا، نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا، نہ کچھ نصیحت کی، نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا، نوح علیہ السلام عرض کریں گے۔

دعوتھم یارب دعاء فاشیافی الاولین والاخرین

امة حتی انتهی الی خاتم النبیین احمد فانتسخه وقرأه واٰمن به وصدقه۔

الٰہی میں نے انہیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد ﷺ تک پہنچی انہوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی ۔حق تعالیٰ سبحانہ فرمائے گا احمد وامت احمد ﷺ کو بلاؤ

فیاتی رسول الله ﷺ وامته یسعی نورهم بین ایدیهم۔

المستدرک للحاکم جلد ۲ صفحہ ۵۴۷

رسول اللہ ﷺ اور حضور کی امت حاضر آئینگے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے جولان کرتے ہوں گے۔

نوح علیہ السلام کے لئے شہادت ادا کریں گے **الحدیث وقد اختصرناه۔**

ذریب بن برثملا کی شہادت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے **نضلہ** بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کو تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا، یہ قیدی اور غنیمتیں لئے آتے تھے، ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی، **نضلہ** نے اذان کہی، جب کہا **اللہ اکبر**، **اللہ**

اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے **کبرت کبیرا یانضلة** تم نے کبیر کی بڑائی کی اے **نضلہ**، جب کہا **اشھد ان لاالہ الااللہ** جواب آیا **اخلصت یانضلہ اخلاصا، نضلہ!** تم نے خالص توحید کی، جب کہا **اشھدان محمدارسول اللہ** آواز آئی:

نبی بعث لانبی بعدہ ھوالنذیر وھوالذی بشرنا بہ عیسیٰ بن مریم وعلی راس امتہ تقوم الساعة

۔

یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے ہیں یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی انہی کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔

جب کہا **حی علی الصلوة** جواب آیا **فریضة فرضت (طوبی لمن مشی الیھا وواظب علیھا)** نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی وشادمانی اس کے لئے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے، جب کہا **حی علی الفلاح** آواز آئی **افلح من اتاھاوواظب علیھا (افلح من اجاب محمدا ﷺ)** مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اس پر مداومت کی، مراد کو پہنچا جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، جب کہا **قد قامت الصلوة** جواب آیا **البقاء لامة محمد ﷺ وعلی**

روسها تقوم الساعة۔ بقا ہے امت محمد ﷺ کے لئے اور انہیں کے سروں پر قیامت قائم ہوگی ، جب کہا **الله اکبر ، الله اکبر لا اله الا الله** آواز آئی **اخلصت الاخلاص کله یانضلة فحرم الله بها جسدک علی النار**۔ اے **نضلہ** تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرمادیا نماز کے بعد **نضلہ** کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے ! ہم نے تمہاری بات سنی ، تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن ، ظاہر ہوکر ہم سے بات کرو ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی ﷺ (اور امیر المؤمنین عمر) کے سفیر ہیں ، اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے ، سپید مو ، دراز ریش ، سر ایک چکی کے برابر ، سفید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے اور کہا **السلام علیکم ورحمة الله** حاضرین نے جواب دیا اور **نضلہ** نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ کہا میں ذریب بن برثملا بندہ صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں ، پھر ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ کہا انتقال فرمایا۔ اس پر وہ پیر بزرگ بشدت روئے ، پھر کہا ان کے بعد کون ہوا؟ کہا ابوبکر ، وہ کہاں ہیں؟ کہا انتقال ہوا ، کہا پھر کون بیٹھا؟ کہا عمر ، کہا امیر المؤمنین عمر سے میرا اسلام کہو ، اور کہا کہ ثبات وسداد پر عمل رکھیئے کہ وقت قریب آ لگا ہے ، پھر علامت قرب قیامت اور بہت کلمات وعظ وحکمت

کہے اور غائب ہو گئے۔ جب امیر المؤمنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جایئے (وہ ملیں تو انہیں میرا اسلام کہیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ ملا آخر واپس آئے۔
دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۵ صفحہ ۴۲۵

شام کے نصرانی ختم نبوت کی شہادت دیتے

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی:

میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا، ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب میں سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے؟ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی ﷺ کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا: کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پر نور ﷺ کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے؟ وہ کتابی بولا:

انه لم یکن نبی الاکان بعده نبی الاهذا فانه لانبی بعده وهذا الخلیفة بعده۔ **المعجم الکبیر جلد**

۲ صفحہ ۱۲۵

بے شک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی ﷺ کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔

بادشاہ روم کے دربار میں ذکر مصطفی

ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت اور **بیہقی و ابو نعیم** بطریق حضرت ابو امامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی:

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا **لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** اللہ جانتا ہے کہ یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے، ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجا لائیں، پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے کہا **لا الہ الا اللہ**

واللہ اکبر خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑ گیا پھر آنکھیں کھو ل کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہا ہاں، کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اسی طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے یہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی، ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو۔

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز واکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دراوزہ لگا تھا، اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش، دو گیسو غایت حسن وجمال میں) ہرقل بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا، نہ۔ بولا: یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد

بسیار موئے سر مانند موئے قبطیاں ، فراخ چشم ، کشادہ سینہ، بزرگ (آنکھیں سرخ داڑھی خوبصورت) پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ ۔ کہا: یہ نوح علیہ السلام ہیں ، پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا ، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی ، مرد خوب چہرہ خوش چشم ، دراز بینی (کشادہ پیشانی) رخسار ستے ہوئے ، سر پر نشان پیری ، ریش مبارک سفید نورانی ، تصویر کی یہ حالت گویا جان رکھتی ہے ، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا: ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ ۔ کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا ، اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا ، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر منیر تھی ، بولا انہیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ، وہ بولا: تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالت دنیوی میں دیکھ رہے ہیں اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: **اما انہ اخر البیوت ولکنی عجلتہ لانظر ما عندکم**۔ سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے۔

ہمارا مطلب تو یہاں پورا ہو گیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء کرام **علیهم السلام** کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے ، حلیہ

ہائے منورہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اس کا خلاصہ بھی مناسب

فرماتے ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا، حریر سیاہ پر ایک تصویر گندمی رنگ سانولی (گوری) مرد مرغول سخت گھونگر والے بال،، آنکھیں جانب باطن مائل، تیز نظر، ترش رو دانت، باہم چڑھے ہونٹ، سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو، ہم سے کہا: اسے پہچانتے ہو؟ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی، صورت ان سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہوا، پیشانی کشادہ، پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدور گول) کہا: انہیں جانتے ہو؟ یہ ہارون علیہ السلام ہیں پھر اور خانہ کھول کر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی، مرد گندم گوں، سر کے بال سیدھے، قد میانہ، چہرے سے آثار غضب نمایاں، کہا: یہ لوط علیہ السلام ہیں، پھر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، ناک اونچی، رخسار ہلکے چہرہ خوبصورت، کہا یہ اسحاق علیہ السلام ہیں پھر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی، صورت صورت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ تھی مگر لب زیریں ایک تل تھا، کہا: یہ یعقوب علیہ السلام ہیں پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی رنگ گورا، چہرہ حسین، ناک بلند، قامت خوبصورت، چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں، رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں، کہا یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد کریم اسماعیل علیہ السلام ہیں، پھر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ السلام سے مشابہ تھی، چہرہ گویا آفتاب تھا، کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں، پھر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی سرخ

رنگ، باریک ساقیں، آنکھیں کم کھلی ہوئی، جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے، پیٹ ابھرا ہوا، قد میانہ، تلوار حمائل کئے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی، ساق و سرین خوب گول، کہا یہ داؤد علیہ السلام ہیں، پھر حریر سفید پر ایک تصویر نکالی، فربہ سرین پاؤں میں طول، گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے) گردن دبی ہوئی، پشت کوتاہ، گورا رنگ، کہا یہ سلیمان علیہ السلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انہیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی، مرد جوان، داڑھی نہایت سیاہ، سر کے بال کثیر چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین، اعضاء متناسب) کہا: یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ہم نے کہا: یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں، ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر کریم آپ کے مطابق پائی۔ کہا آدم علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھا دے، حق سبحانہ تعالیٰ نے ان پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ السلام میں تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ السلام کو دیں (انہوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر

کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے (تحائف) دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آ کر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا، صدیق روئے اور فرمایا: مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔

دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما وجد من صورۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقوقس کے دربار میں فرمان نبوی

امام واقدی اور ابو القاسم بن عبد الحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی: جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمان اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: توحید و نماز پنجگانہ وروزہ رمضان و حج و وفائے عہد۔ پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا، انہوں نے باختصار بیان کیا، وہ بولا:

قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیه حمرۃ قلت ما تفارقه وبین کتفیه خاتم النبوۃ۔

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس ﷺ کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا:

قد کنت اعلم ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن مخرجه بالشام، وهناک کانت تخریج الانبیاء قبله فاراه قد خرج فی الارض العرب فی ارض جهدوبؤس والقبط لاتطاوعنی علی اتباعه وسیظهر علی البلاد۔ زرقانی علی المواهب جلد۳ صفحه ۳۵۰

مجھے یقینا معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے عرب میں ظہور فرمایا، محنت میں مشقت کی زمین میں، اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے، عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

حضور پر نور، شافع یوم النشور، سید عالم، نور مجسم، فخر دوجہاں، سید المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکت مومن کی نگاہوں کا مرکز ہے، حضور اقدس ﷺ کی محبت وارادت ہی مغز قرآن، روح ایمان اور جان دین ہے، آپ کے دامن سے وابستگی ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا اثاثہ ہے، ہر سچے مسلمان کا دل آپ کی عقیدت ومحبت کا مسکن ہے، حضور سید کائنات ﷺ کی ذات گرامی کو اپنے رب کے حضور بلند ترین مرتبہ حاصل ہے، خالق کائنات کی بارگاہ میں آپ مقام محبوبیت پر فائز ہیں، اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے محبوب کریم کی اداؤں سے پیار ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے ذکر پاک کو بہت بلند فرمایا اور قرآن حکیم میں سید المرسلین ﷺ کی روشن صفات کا بیان فرمایا: امام اہلسنت، مجدد دین وملت، حسان الہند، اعلیحضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کے اسماء گرامی اور روشن صفات سے بھی ختم نبوت کا روشن پہلو ثابت فرمایا اس بحث کو امام اہلسنت نے مختلف انواع میں بیان فرمایا، اعلیحضر ت بریلوی کے مشک بار قلم کی ضیاء پاشیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ارشادات حضور ختم الانبیاء علیھم افضل الصلوۃ والثناء وفیھا انواع

نوع فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اجلہ آئمہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وامام مالک وامام احمد وابوداؤد طیالسی وابن سعد وطبرانی وحاکم وبیہقی وابونعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی۔

شعب الایمان حدیث ۱۳۹۷

بے شک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی

ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے ، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

انا محمد واحمد

امام احمد مسند، مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبة ونبی الرحمة۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل فصل فی اسمائه

میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نام مبارک نبی التوبۃ عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے،اس کی تیرہ توجیہات **فقیر غفرله المولی التقدیر** نے شرح صحیح مسلم **للامام النووی وشرح الشفاللقاری والخفاجی ومرقاة واشعة اللمعات شروح مشکوٰة وتیسیر وسراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیر وجمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواهب وشرح زرقانی ومجمع البحار** سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب

سترہ ہوئیں۔ **بعضها املح من بعض واحلی**

خصائص مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں

۲......ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی **اقول ولیس بالاول فان الهداية دعوة وارائة وبالبركة توفيق الوصول**۔ یہ چیز اول یعنی ہدایت سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہدایت دعوت، راستہ دکھانے اور برکت سے وصول مقصود کی توفیق کا نام ہے۔

۳......ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیاء کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ صحیح احادیث سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں **بحمداللہ تعالیٰ** اسی ۸۰ ہماری اور چالیس ۴۰ میں باقی سب امتیں **والحمد للہ رب العالمین**۔

۴......وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔

۵......اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔

۶......**اقول** بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا ہے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔

۷......توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء **علیھم السلام** سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائیگی سب کے نبی، ہمارے نبی توبہ ہیں ﷺ۔

۸......توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں یعنی توابین کے نبی "**اقول**" اب **اوفق** یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

۹......ان کی امت توابین ہیں، وصف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں قرآن ان کی صفت میں **التائبون** فرماتا ہے، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع۔

۱۰......ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت و ترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ ﷺ نے ان کے بوجھ اتار لیے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی **کما نطق بہ القرآن العزیز**۔

۱۱......وہ خود کثیر التوبہ ہیں صحیح بخاری میں ہے۔ میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں "**وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ**" آپ کے لئے ہر پہلی ساعت سے

دوسری افضل ہے جب ایک مقام اجل واعلی پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲......انہیں کی امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا۔ اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے، یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود، تو جو ان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں۔

۱۳......وہ فاتح باب توبہ ہیں سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام نے توبہ کی وہ انہیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ اور وہی وسیلہ توبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۴......وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ ومعذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے، جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرما دیا، ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:

فطر الیه فانه لایرد من جاء تائبا۔ مطالع المسرات صفحه ۱۰۲

ان کے حضور اڑ آؤ کر جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔

اسی بناء پر کعب رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ **"بانت**

سعاد" نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں۔

انبئت ان رسول اللّٰہ اوعدنی

والعفو عند رسول اللّٰہ مامول

انی اتیت رسول اللّٰہ معتذرا

والعذر عند رسول اللّٰہ مقبول

المجموعۃ النبھانیۃ فی المدائح النبویۃ جلد ۳ صفحہ ۶

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا۔

اور رسول اللہ کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے:

لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر۔

احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔

۱۵......وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں، اللہ تو بہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک جیسا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

قَالَ تَعَالٰی: وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْااَنْفُسَھُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُاللّٰہَ تَوَّابًارَّحِیْمًا۔ النساء ۶۴

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوکر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہری تھا، اب حضور مزار پرانوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پرنور کی طرف توجہ حضور سے توسل، فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر جلوہ فرما ہیں، مولانا علی قاری **علیہ الرحمۃ الباری** شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

روح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضرہ فی بیوت اھل الاسلام

شرح شفاء ملا علی قاری جلد ۳ صفحہ ۴۶۴

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

۱۶......وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے، توبہ ایک نعمت عظمٰی بلکہ اجل نعم ہے، اور نصوص متواترہ اولیاء کرام وعلماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک، اب سے قیامت

تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کِھلی، کھلتی ہے اور کھلے گی، انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے، یہ **سر الوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم** ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں:

انا ابوالقاسم یعطی وانا قاسم۔ المستدرک باب ذکر اسماء النبی

میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ الانبیاء ۱۰۷

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

۱۷......وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عزوجل کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ صحیح بخاری ومسلم میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ **رضی اللہ عنہا** نے عرض کی

یارسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت۔

صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذارای منکرا

یارسول اللہ: میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے ابو بکر صدیق وعمر فاروق وغیرہما چالیس اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کیا۔

"تبنا الی اللہ والی رسولہ" المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۳

ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

اقول توبہ کے معنی نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گنہگار ہے:

قال اللہ تعالٰی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ النساء ۸۰

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنی قولنا من عصی اللہ فقد عصی الرسول۔

اس کو عکس نقیض **من لم یطع اللہ لم یطع الرسول**، لازم ہے اور

ہمارے قول کا یہی معنی ہے جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی کی اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے اللہ ورسول کو راضی کرو۔

قال اللہ تعالٰی :واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوامؤمنین۔ التوبۃ ۶۲

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ ورسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

مالک لوائے حمد

طبرانی معجم کبیر میں اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انامحمد وانااحمد واناالحاشر الذی احشرالناس علی قدمی ، واناماحی الذی یمحواللہ بی الکفر،فاذاکان یوم القیامۃکان لواء الحمد معی،وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتھم۔

المعجم الکبیرحدیث ۱۷۵۰

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا۔

اسماء طیبہ خاتم ، عاقب اور **مقفی** تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں ، علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر ۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

قال العلماء معناھااى معنى روايتى قدمى التثنية والافراد يحشرون على اثرى وزمان نبوتى ورسالتى وليس بعدى نبى۔ شرح صحيح مسلم باب فى اسمائه

علماء نے فرمایا ان دونوں یعنی **قدمی** مفرد اور تثنیہ کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے میری نبوت و رسالت کے زمانہ میں ہوگا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسیر میں ہے:

اى على اثر نوبتى اى زمنها اى ليس بعده نبى۔

التيسير شرح جامع الصغير جلد ۱ صفحه ۳۴۳

یعنی میرے زمانہ نبوت میں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

جمع الوسائل میں ہے:

قال الجزرى اى يحشر الناس على اثرزمان نبوتى ليس بعدى نبى۔ جمع الوسائل جلد ۲ صفحه ۱۸۲

جزری نے فرمایا یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا

میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

دس اسماء مبارکہ:

ابونعیم حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد واحمدوالفاتح والخاتم وابوالقاسم والحاشروالعاقب والماحی ویٰس وطٰہٰ۔

دلائل النبوۃ الفصل الثالث صفحہ ۱۲

میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں محمد واحمد وفاتح عالم ایجاد و خاتم نبوت وابوالقاسم وحاشر وآخرالانبیاء وماحی کفر ویٰس وطہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۔

الحاشر والعاقب:

حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی: سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیسہ یہود میں تشریف لے گئے میں ہمرکاب تھا، فرمایا: اے گروہ یہود! مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ **لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ**، اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (جس میں وہ زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے گرفتار ہیں کہ **وباؤابغضب من اللہ فباؤبغضب علی غضب**) اٹھائے گا، یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا، حضور نے فرمایا:

ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفی اٰمنتم او کذبتم۔ **المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ**

تم نے نہ مانا خدا کی قسم بے شک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں نبی مصطفی ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد

ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلا راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا الملحمۃ انا المقفّٰی والحاشر۔ **الطبقات الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۰۵**

میں محمد واحمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیاء ہوں، میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں ﷺ۔

نوع آخر ھو الاول والاخر والظاھر والباطن:

وہی ہیں اول وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر۔
انہیں سے عالم کی ابتداء ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں۔

مسلم وابن ماجہ ابوہریرہ وحذیفہ **رضی اللہ عنہما** سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

نحن الاٰخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیمۃ

المقضی لهم قبل الخلائق۔ صحیح مسلم باب فضیلة الجمعة

ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔

دارمی ابن مکتوم رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ ادرک بی الاجل المرجو واختیارنی اختیارا فنحن الاخرون ونحن السابقون یوم القیمة۔

کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۲

بے شک اللہ نے مجھے مدت اخیر وزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہم ہی روز قیامت سب سے اگلے

آخر زمان اور اولین یوم قیامت

اسحاق بن راہویہ مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا:

لاوالذی اصطفٰی محمدا علی البشر لا افارقک۔

قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے

طمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت میں نالشی (شکایت لے کر) آیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: عمر! تم اس تمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! **آدم صفی اللہ، ابراھیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ** ہیں **وانا حبیب اللہ** اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانے میں پہلے ہو "**نحن الاخرون السابقون یوم القیامۃ**" اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۱

آخرین بعثت

ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم ﷺ تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا، فرمایا:

ان اللہ تعالٰی لما اخذمن بنی اٰدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم

کان محمدا ﷺ اول من قال بلٰی ولذلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر یبعث۔

الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۹

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پشتوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انہیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے کلمہ **بلٰی** عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں اس وجہ سے نبی ﷺ کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

حضرت فاروق کا طریق ندا و خطاب بعد از وصال:

شفا شریف امام قاضی عیاض، احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام و مدخل امام ابن الحاج، اقتباس الانوار علامہ ابو عبداللہ محمد بن علی، شرح البردہ ابو العباس قصار اور مواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے:

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضور سید کائنات ﷺ جو فضائل عالیہ حضور پر نور و حضور کو ندا و خطاب کر کے عرض کیے ہیں انہیں میں گزارش کرتے ہیں:

بابی انت وامی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عنداللہ ان بعثک اٰخر الانبیاء وذکرک فی اولھم، فقال اللہ تعالٰی واذاخذنا من النبیین میثاقھم

ومنک ومن نوح الایة۔

مواهب اللدنیه باب وفاته ﷺ

یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم سے **علیھم السلام۔**

حضرت جبرائیل سلام کہتے ہیں:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی بکر تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جبریل نے حاضر ہوکر مجھے یوں سلام کیا: **السلام علیک یاظاهر، السلام علیک یاباطن۔** میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں، جبریل نے عرض کی: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام ووصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء وسماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء

الی آخر الامم۔

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔

اور باطن نام رکھا اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجی اور ہزار سال بھیجی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا، ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج، حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا اس نے حضور کو تمام دینوں پر غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات وارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجی ہو، اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربک محمود وانت محمد وربک الاول والاٰخر والظاھر والباطن وانت الاول والاخر والظاھر والباطن۔

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی۔ نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۲ صفحہ ۴۲۵

سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔

نوع آخر خصوص نصوص ختم نبوت

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون۔

صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوة

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنائم حلال ہوئے اور میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوں اور مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے۔

خاتم النبیین

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور **ابو نعیم** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولافخر ، وانا خاتم النبیین ولافخر، وانا شافع و مشفع ولا فخر۔ سنن الدارمی جلد ۱ صفحہ ۳۱

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔

لوح محفوظ پر شہادت ختم نبوت

احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انی مکتوب عنداللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان اٰدم لمنجدل فی طینتہ۔ المستدرک باب اخبار سید المرسلین

بے شک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا

اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سر وتن بآب و گل داشت
کو حکم بملک جان و دل داشت
حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے
جبکہ حضور بحکم خداوندی جان ودل سے سرفرار تھے

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم وترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد وترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بالفاظ متناسبہ ومعانی متقاربہ راوی، حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا ہو موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی لفظ الشیخین فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ مشکوۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین

میری اور تمام انبیاء کرام کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے

آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔

حضرت علی اور خاتم النبیین

طبرانی معجم اور ابونعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولیٰ علی **کرم اللہ وجھہ** سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں:

اجعل شرائف صلوٰتک ونوامی برکاتک ورافۃ تحننک علی محمد عبدک رسولک الخاتم لما سبق والفاتح لما اغلق۔

المعجم الاوسط جلد ۱۰ صفحہ ۳۶

الٰہی! اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد ﷺ پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے۔

ترمذی حدیث طویل حلیہ اقدس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی **کرم اللہ وجھہ** سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:

بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین۔

جامع الترمذی ابواب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں۔

عبداللہ بن سلام کا واقعہ ایمان

بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے راوی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا سنا اور حضور کے صفت و نام و ہیئت اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لئے توقع کررہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے، مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی، اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے؟ میں نے کہا: اے پھوپھی! خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں، جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں، وہ بولی:

یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر به انه یبعث مع بعث الساعة، قلت لھا نعم۔ دلائل النبوۃ للبیھقی جلد ۲ صفحہ ۵۳۰

اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دیئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا: ہاں۔

ہجرت حضرت عباس:

ابویعلی و طبرانی و شاشی و ابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظّمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا:

یاعم اقم مکانک الذی انت فیہ، فان اللہ یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔ تاریخ بغدادی للخطیب جلد ۵ صفحہ ۹۹

اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو، جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔

میں آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے

بیہقی سُنن میں حضرت ابن زمل جُہنی رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نمازِ صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار **سبحان اللہ وبحمدہ واستغفراللہ ان اللہ کان توّابا** پڑھتے پھر فرماتے یہ ستر ۷۰، سات سو ۷۰۰ کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو ۷۰۰ سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے **مَنْ جَآئَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا**، تو یہ ستر کلمے سات سو ۷۰۰ سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے **اِنَّ الْحَسَنَاتِ**

یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ، تو اس کے پڑھنے والے کے لئے نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا **وَحَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ**

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے: کسی نے کچھ دیکھا ہے؟ ابن زمل نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، فرمایا: بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو، ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برا، رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر پیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے، شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے، اس میں ہر قسم کی گھاس ہے، پہلا ہجوم آیا، جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر اُدھر اصلاً نہ پھرے، پھر اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا، پھر دوسرا ہلّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گناہ زائد تھا، جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا، پھر روانہ ہوئے، پھر عام ازدحام آیا، جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر اُدھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ راہ پڑلیا، جب سبزہ زار

سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں، حضور کے آگے ایک سال خورد لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لیے جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہوا اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے پھر ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**، اور ابن زمل! تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجۂ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور یہ میں اخیر ہزار میں ہوں:

واما ناقة التی رأیت ورأیتنی اتبعها فهی الساعة علینا تقوم لانبی بعدی ولاامة بعد امتی۔

المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶

وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی، نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

سوسمار کی گواہی

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب **المعجزات** اور بیہقی وابونعیم کتاب دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلۂ بنی سلیم کا آیا سوسمار کا شکار کر کے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا:

لبیک وسعدیک یا زین من وافی یوم القیامۃ۔

میں خدمت وبندگی میں حاضر ہوں اور اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت

حضور نے فرمایا: **من تعبد** تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی:

الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ۔

وہ جس کا عرش آسمانوں میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا: **من انا** بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی:

انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد خاب من کذبک۔

حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا وہ نامراد رہا۔

اعرابی نے کہا! اب آنکھوں دیکھنے کے بعد کیا شبہ ہے، خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں **اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله** یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر۔

دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر الظبی والضب

چار پائے کلام کرتے ہیں

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی:

جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا، وہ جانور بھی تکلم میں آیا، ارشاد ہوا: تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی: یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے "**کلهم لا یرکبه الا نبی**" ان سب پر انبیاء نے سواری کی

وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی، لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرک۔

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کا نام "**یعفور**" رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیجتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس ﷺ یاد فرماتے ہیں، جب حضور پرنور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا **ابو الھیثم بن التیھان رضی اللہ عنہ** کے کنویں میں گر کر مر گیا۔ **مواھب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۴**

نوع آخر نبوت منقطع ہوئی

جب سے نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی ولا نبی بعدی۔ **صحیح البخاری کتاب الانبیاء**

انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

لا نبی بعدی

احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلارسول بعدی ولانبی۔

جامع الترمذی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوة

بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی۔

صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا:

یاایھاالناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الاالرویا الصالحة یراھا المسلم اوتری له۔

سنن ابن ماجه ابواب تعبیر الرؤیا

اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے

احمد و ترمذی و حاکم **بتصحیح** و رویانی و طبرانی و ابویعلی حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے راوی، رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں:

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

جامع الترمذی مناقب عمر بن الخطاب

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن ابی خالد سے ہے:

قلت لعبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنھما ارایت ابراھیم ابن النبی ﷺ قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ۔

صحیح بخاری کتاب الاداب من سمی باسماء الانبیاء

میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

حضرت علی اور ختم نبوت

کتب کثیرہ میں یہ حدیث شریف متعدد صحابہ کرام سے مروی، حضور پرنور ﷺ نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المؤمنین مولیٰ علی **کرم اللہ وجھہ** کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے

عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا:

اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیرانه لانبی بعدی۔ صحیح بخاری باب مناقب علی بن ابی طالب

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ السلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ السلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا، دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔

فضائل صحابہ امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا، فرمایا: **سل عنها علی ابن ابی طالب فهواعلم** ۔ مولا علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں ۔ سائل نے کہا: یاامیر المؤمنین! مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا:

بئسما قلت لقد کرهت رجلاکان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یغره بالعلم غراولقدقال له انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الاانه لانبی بعدی وکان عمراذااشکل علیه شیء یأخذ منه۔

فضائل الصحابة جلد ۲ صفحه ۶۷۵

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزت فرماتے تھے اور بے شک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ عنہ۔

علی بمنزلۃ ہارون ہیں

امام احمد مناقب امیر المؤمنین علی میں زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے راوی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ کیا امیر المؤمنین مولیٰ علی **کرم اللہ وجھہ** نے عرض کیا: میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

والذی بعثنی بالحق مااخرتک الالنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیرانہ لانبی بعدی۔

فضائل الصحابۃ جلد ۲ صفحہ ۶۳۸

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔

امیر المؤمنین نے عرض کی: مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی؟ فرمایا: جو اگلے

انبیاء کو ملی۔ عرض کی: انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی سنت، اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

حضرت علی کی عیادت

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ **تصحیح** اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المؤمنین مولا علی **کرم اللہ وجھہ** سے راوی:

میں بیمار تھا خدمت اقدس سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا، پھر بعد نماز فرمایا:

برئت یاابن ابی طالب فلا بأس علیک ماسألت اللہ لی شیاالاسألت لک مثلہ ولا سألت اللہ شیأالا اعطانیہ غیرانہ قیل لی انہ لانبی بعدک۔

کنزالعمال جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۰

اے ابن ابی طالب تم اچھے ہو گئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ اپنے لیے مانگا تمہارے لیے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔

مولا علی فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا

اقول و باللہ التوفیق، یہ حدیث حضرت امیر المؤمنین کے لیے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے، صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام **ادق و اخفی** کہ **نصیبۂ حضرت صدیق اکبر اکرم و اتقی** ہے ،تو اجناس و انواع و اصناف فضائل و کمالات و بلندیٔ درجات میں خصائص و ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر **عطیہ بھیہ** کے لائق و اہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تفاضل کثیر و وافر ہو ۔بالجملہ مادون نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہ مشکک، ہر غوث و صدیق اس میں شریک ان پر **بشدت مقول بالتشکیک**۔

نوع آخر

بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت **صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام** جو کسی کے لئے ادعاء نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت ہے

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ

نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن

عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

کذاب اور دجال

امام احمد وطبرانی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون ودجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لانبی بعدی۔

مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۹۶

میری امت دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیں کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت:

ابو یعلی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلثون کذابا منهم مسیلمة والعنسی والمختار۔ مسند ابو یعلی جلد

صفحہ ۱۹۹ ٦

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اسود عنسی اور مختار ثقفی ہے **اخذھم اللہ تعالٰی۔**

الحمدللہ بفضلہ تعالٰی یہ تینوں خبیث کتے شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے۔

منکران ختم نبوت پر علماء اسلام کی گرفت

جب رات کے رخ پر تنویر صبح بکھر گئی، نگاہوں سے پردے اٹھتے ہی ہر چیز نکھر گئی، جب صحراؤں اور پہاڑوں سے نور کے کوندے لپک پڑے، جب برگ و شجر خوشی سے جھومنے لگے، پھولوں اور کلیوں کے جام چھلک پڑے، چرند و پرند آپس میں نغمات مسرت گانے لگے، عروس صبح عالم گیتی سے تاریکیوں کے نام ونشان مٹا کر نئی آن بان سے اتری، فضائے دہر پر رحمت کے بادل چھا گئے اور یہ صدا آئی سید العالمین آ گئے، حضور سید کائنات کی تشریف آوری نے دنیا کو یکسر بدل دیا، مخلوق کے درد کا درماں ہوا، عورتوں کو نئی زندگی کے ساتھ عفت وحیا کی روشنی میسر آئی، عرب وعجم کا فرق ختم کر کے انسانیت کو باہم گلے ملا دیا، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لطف وکرم اور احسانات کی کائنات عالم میں اتنی بارش ہے کہ کوئی نفس تا حشر اس کا بدلہ چکانے سے قاصر ہے سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیش بہا احسانات کو بھول کر کچھ افراد نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم

نبوت میں نقب زنی کی ناکام کوشش کی، حضور اقدس ﷺ کی عزت وناموس کے حوالے سے امت مسلمہ کے اذہان وقلوب کو پراگندہ کرنے کے لئے اپنی گندی، بدنما، غیر اخلاقی ذہنیت کا اظہار کیا لیکن علماء امت نے ہر وقت ان بدنما داغ دھبوں سے امت مسلمہ کا روشن چہرہ صاف رکھا اور حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کیا۔

دنیائے اسلام کے ممتاز دینی مفکر، مجدد دین وملت، اعلیٰحضرت عظیم المرتبت نے تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء امت کے روشن اقوال سے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی اور جھوٹے مدعیان نبوت پر کاری ضرب لگائی۔ امام اہلسنت کے روشن ومنور قلم کی نورانی جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ تورپشتی

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی **معتمد المعتقد** میں فرماتے ہیں:

بحمد اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ مسلمانوں میں روشن تر ہے کہ اسے بیان ووضاحت کی حاجت کیا ہے لیکن قرآن سے کچھ اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ کسی زندیق کے لئے کسی جاہل کو شبہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ رہے، بسا اوقات کھلی بات کی بجائے یوں فریب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت کا انکار نہیں کرسکتا لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے متعلق خبر دے دے کہ ایسے

ہوگی یا نہ ہوگی تو اس کا خلاف نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی سے خبر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا، اس بات کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو سرے سے نبوت کا منکر ہوگا، جو شخص آپ کی رسالت کا معترف ہوگا وہ آپ ﷺ کی بیان کردہ ہر خبر کو سچ جانے گا جن دلائل سے آپ کی رسالت کا ثبوت بطریق تواتر ہمارے لئے درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ثابت ہے کہ تمام انبیاء **علیھم السلام** کے بعد آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جو آپ کی اس بات میں شک کرے گا وہ آپ کی رسالت میں شک کرے گا، جو شخص کہے آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی تھا، یا ہے، یا ہوگا اور جو شخص کہے کسی نبی کے آنے کا امکان ہے وہ کافر ہے، یہی خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر صحیح ایمان کی شرط ہے

امام ابن حجر مکی

امام ابن حجر مکی شافعی: **خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان** میں فرماتے ہیں:

تنبأ فی زمنہ رضی اللہ عنہ رجل قال امھلونی حتی اتی بعلامۃ فقال من طلب منہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذلک مکذب لقول النبی ﷺ لا نبی بعدی۔

خیرات الحسان صفحہ ۱۱۹

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ

کوئی نشانی دکھاؤں، امام ہمام نے فرمایا: جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد قطعی ومتواتر ضرورت دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ

قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر۔

فتاوی ھندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا، اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقا کافر ہے، مشائخ متاخرین نے فرمایا: اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوت میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام:

واضح تکفیر مدعی النبوۃ ویظھر کفر من طلب

منه معجزة لانه بطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدين بالضرورة نعم ان اراد بذلک تسفیهه وبیان کذبه فلاکفر۔ الاعلام بقواطع الاسلام صفحه ۳۷۶

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

اسی میں ہے:

ومن ذلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی او نسبة تعمد کذب الیه او محاربته اوسبه اوالاستخفاف ومثل ذلک کماقال الحلیمی مالوتمنی فی زمن نبینا او بعده ان لوکان نبیا فیکفر فی جمیع ذلک والظاهر انه لافرق بین تمنی ذلک باللسان اوالقلب۔ الاعلام بقواطع الاسلام صفحه ۳۵۲

انہیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کردیتی ہیں کسی نبی کو

جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے برا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انہیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہوجاتا، ان صورتوں میں کافر ہوجائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے یا صرف دل میں کرے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ

رجل قال لاخر من فرشته توام فی موضع کذا اعینک علی امرک فقد قیل انه لا یکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملک بخلاف ما اذا قال انا نبی۔ فتاوی تاتارخانیه احکام المرتدین

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بے شک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقا کہا میں فرشتہ ہوں بخلاف دعوی نبوت کہ بالاجماع کفر ہے۔

شفاء قاضی عیاض

شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض **للعلامة الشهاب الخفاجی** میں ہے:

وکذلک یکفر من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای

فی زمنه کمسیلمة الکذاب والاسود العنسی (او) ادعی (نبوة احد بعده) فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب الله رسوله ﷺ (کالعیسویة) وهم طائفة (من الیهود) نسبوا عیسیٰ بن اسحاق الیهودی ادعی النبوة فی زمن مروان الحمار وتبعه کثیر من الیهود وکان من مذهبه تجویز حدوث النبوة بعد نبینا ﷺ (وکاکثر الرافضة القائلین بمشارکة علی فی الرسالة للنبی ﷺ وبعده کالبزیغیة والبیانیة منهم) وهم اکفر من النصاری واشد ضررا منهم لانهم بحسب الصورة مسلمون ویلتبس امرهم علی العوام (فهٰؤلاء) کلهم (کفار مکذبون للنبی ﷺ لانه ﷺ اخبر انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس اجمعت الامة علی ان هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هٰؤلاء الطوائف کلها قطعا اجماعا وسمعا۔

نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۴ صفحہ ۵۰۶

یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے، جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسیٰ بن اسحاق یہودی کی طرف منسوب ہے، اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعاء نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہو گئے، اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولا علی کو رسالت میں نبی ﷺ کا شریک اور حضور کے بعد انہیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے **بزیغیه** و بیانیہ، ان لوگوں کا کفر نصاریٰ سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑ جاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے، اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات و احادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم

ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص، تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت و بحکم حدیث و آیت بالیقین کافر ہیں۔

مجمع الانہر

وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

اما الایمان بسیدنا محمد ﷺ فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا اٰمن بانہ رسول ولم یومن بانہ خاتم الانبیاء لایکون مومنا۔ مجمع الانھر جلد ۱ صفحہ ۶۹۱

ہمارے مولا ہمارے سردار محمد ﷺ پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اور کوئی ہمارا رسول ہو گیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں، اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

یہاں رسالت پر ایمان مجازا بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعا حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو

حضور جو کچھ اپنے رب عزوجل کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔

علامہ یوسف اردبیلی

امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں:

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیالھا اواعتقدنبیا فی زمانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیاکفر۔

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر نبی کو نبی جانے کافر ہو جائے۔

امام غزالی

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعد ہ ابداوانہ لیس فیہ تاویل ولاتخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لایمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیرمؤول ولامخصوص۔

یعنی تمام امت محمدیہ **صاحبھا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیۃ** نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا، حضور کے بعد کبھی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑیئے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کی ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجیے اور جو اس میں تاویل و تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکے بّرانے بکنے کے قبیل سے ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:

ادعت ایضا ان علیا نبی (الی قولہ رضی اللہ عنہ) لعنھم اللہ وملٰئکتہ وسائر خلقہ الی یوم الدین وقلع آثارھم واباد خضراء ھم ولاجعل منھم فی الارض دیارا فانھم بالغوافی غلوھم ومرضوا علی الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا

الالہ والرسل والتنزیل فنعوذباللہ ممن ذھب الی ھذہ المقالۃ۔ غنیۃ الطالبین جلد ۱ صفحہ ۸۸

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعوی بھی ہے کہ مولا علی نبی ہیں، اللہ اور اس کے فرشتے تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں، اللہ ان کے درخت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دے، تباہ کر دے زمین پر ان میں کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انہوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے، اللہ ورسول اور قرآن سب کے منکر ہو گئے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس شخص سے جو ایسا مذہب رکھے۔

الحمدللہ، اللہ عزوجل نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دار الفتن ہند پر محن کی زمین میں فتنوں کی بوچھاڑ کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے **الم نھلک الاولین ثم نتبعھم الاخرین، کذلک نفعل بالمجرمین** کا منتظر ہے۔

بھجۃ الاسرار

محمد رسول اللہ ﷺ کے ابن جمیل ونائب جلیل حضور پر نور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیث اکرم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی ﷺ ومارفع المصطفیٰ ﷺ قدما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمه منه الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ۔

بهجة الاسرار صفحه ۲۲

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم ﷺ کے قدم پاک پر ہوں مصطفی ﷺ نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں

تحفہ شرح منہاج

تحفہ شرح منہاج میں ہے:

اوکذب رسولا او نبیا او نقصه بای منقص کان صغر اسمه مریدا تحقیره او جوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا ﷺ وعیسیٰ علیه السلام نبی قبل فلا یرد۔ المعتقد المنتقد صفحه ۱۲۷

یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان

گھٹائے، مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسیٰ علیہ السلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شرح فرائد:

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

فساد مذهبهم غنی عن البیان بشهادة العیان، کیف وهو یؤدی الی تجویز مع نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او بعده، وذلک یستلزم تکذیب القرآن اذقد نص علی انه خاتم النبیین وآخرالمرسلین، وفی السنة اناالعاقب لانبی بعدی، واجمعت الامة علی ابقاء هذاالکلام علی ظاهره وهذا احدی المسائل المشهورة التی کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالٰی۔ **المعتقدالمنتقد صفحہ ۱۱۴**

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں ، مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے، اس کے رد میں فرماتے ہیں، کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور

کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے ، قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ،اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں ، یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

مواہب شریف:

مواہب شریف آخر نوع ثالث ، مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح **مسمٰی بالتقاسیم والانواع** سے نقل فرمایا:

من ذھب الی ان النبوۃ مکتسبۃ لاتنقطع اوالی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق الی آخرہ۔

مواھب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۳

جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی ، یا کسی ولی کو نبی سے افضل بتائے وہ زندیق اور بے دین ، ملحد ، دہریہ ہے

علامہ زرقانی نے اس کی دلیل میں فرمایا :**لتکذیب القرآن وخاتم النبیین** یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم وختم نبوت کی تکذیب

کرتا ہے

امام نسفی

بحر الکلام امام نسفی اور پھر تفسیر روح البیان میں ہے:

صنف من الروافض قالوا بان الارض لاتخلو عن النبی والنبوۃ صارت میراثا لعلی واولادہ قال اھل السنۃ والجماعۃ لانبی بعد نبینا ﷺ قال اللہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال النبی ﷺ لانبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذلک لو شک فیہ۔

روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۸۸

رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولا علی اور ان کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے، اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم و نص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

تمہید ابو شکور سالمی

قالت الروافض ان العالم لایکون خالیاعن النبی قط وھذا کفرلان اللہ تعالٰی قال وخاتم النبیین وادعی النبوۃ فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافرالانہ شک فی النص ویجب الاعتقاد بانہ ماکان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخلاف ماقالت الروافض ان علیاکان شریکا لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النبوۃ وھذا منھم کفر۔

التمھید فی بیان التوحید صفحہ ۱۱۳

روافض کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وخاتم النبیین اب جو دعوی نبوت کرے کافر ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اسے ارشاد الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولا علی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ ان کا کفر ہے۔

امام احمد قسطلانی:

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول، پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اول فصل ثانی میں فرماتے ہیں:

العلم اللدنی نوعان لد نی رحمانی ولدنی شیطانی والمحک هو الوحی ولا وحی بعد رسول اللہ ﷺ واما قصة موسیٰ مع الخضر علیهما الصلوة والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد وکفر یخرج عن الاسلام موجب لاراقة الدم والفرق ان موسی علیه السلام لم یکن مبعوثا الی الخضر ولم یکن الخضر مامور بمتابعته ومحمد الی جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان ، فمن ادعی انه مع محمد ﷺ کالخضر مع موسیٰ علیهما الصلٰو ة والسلام او جوز ذلک لاحدمن الامة فلیجدد اسلامه (لکفره بهذه الدعوی) ولیشهد شهادة الحق (لیعود الی الاسلام) فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیة فضلا عن ان یکون من خاصة اولیاء اللہ تعالٰی وانما هو من اولیاء الشیطان وخلفائه ونوابه (فی الضلال والاضلال) والعلم اللدنی الرحمانی

ھو ثمرۃ العبودیۃ والمتابعۃ لھذا النبی الکریم علیہ ازکی الصلٰوۃ واتم التسلیم وبہ یحصل الفھم فی الکتاب والسنۃ بامر یختص بہ صاحبہ کما قال علی وقد سئل (کما فی الصحیح وسنن نسائی) ھل خصکم رسول اللہ ﷺ بشیء دون الناس (کما تزعم الشیعۃ) فقال لا الا فھما یوتیہ اللہ عبدا فی کتابہ

مواھب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶

یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی، ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے، جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے، رہا خضر و موسیٰ **علیہما السلام** کا قصہ (کہ خضر علیہ السلام کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہ تھا) اسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پرواہ نہ رکھنا نری بے دینی و کفر ہے، اسلام سے نکال دینے والی بات ہے جس سے قائل کا قتل واجب، فرق یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خضر علیہ السلام کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے) حضرت محمد ﷺ تمام جن و انس (بلکہ تمام ماسوی اللہ) کی

طرف مبعوث ہیں تو حضور کی رسالت ہر زمانے میں سب جن وانس کو شامل ہے تو جو مدعی ہو کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے ہے جیسے موسیٰ کے ساتھ خضر، یا امت میں سے کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن مانے وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کہ اس قول کے باعث کافر ہو گیا، مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھے کہ وہ دین اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ جائیکہ اللہ عزوجل کے خاص اولیاء سے ہو وہ تو شیطان کا ولی ہے اور گمراہی و گمراہ گری میں ابلیس کا خلیفہ و نائب ہے، علم لدنی رحمانی بندگی خدا و پیروی محمد ﷺ کا پھل ہے جس سے قرآن و حدیث میں ایک خاص سمجھ حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری و سنن نسائی میں ہے کہ امیر المؤمنین مولا علی **کرم اللہ وجھہ** سے سوال ہوا کہ تم اہلبیت کو نبی ﷺ نے کوئی خاص شے ایسی عطا فرمائی ہے جو اور لوگوں کو نہ دی جیسا کہ رافضی گمان کرتے ہیں؟ فرمایا نہ مگر سمجھ جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں عطا فرمائی۔

مسئلہ ختم نبوت دین اسلام میں اساسی اہمیت کا حامل ہے، عالم کفر نے جب بھی اس میں نقب زنی کی کوشش کی علماء امت نے میدان عمل میں آ کر ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا۔ امام اہلسنت، مجدد دین وملت اعلیحضرت فاضل بریلوی نے انبیاء کرام **علیھم السلام** کے

اقوال اور خود حضور سید عالم ﷺ کے فرامین وارشادات سے مسئلہ ختم نبوت کو مختلف جہات سے امت مسلمہ کے سامنے رکھا اور علماء کے مستند اقوال بھی ختم نبوت کے حوالہ سے نقل فرمائے اگر دیانتداری کے ساتھ تعصب کے بغیر ان دلائل کا مطالعہ کیا جائے تو مسئلہ ختم نبوت عقل سلیم رکھنے والے ہر شخص پر واضح ہو جائے گا۔

ایک اہم وسوسہ کا دفعیہ

حضور نبی اکرم سید العالمین ﷺ کی ذات اقدس مرکز ومنبع ہدایت ہے، آپ کی عظمت وتقدیس اور عزت وتوقیر امت مسلمہ کے لئے ہر شے سے بڑھ کر ہے، حضور سید کائنات ﷺ کی ذات گرامی ہی وہ مرکز ثقل اور نقطہ ماسکہ ہے جس کے سبب امت مسلمہ دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے، امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی نے مسلمانان عالم کو اس ابدی، نازک، لطیف اور حساس رشتے کے آداب اور حفظ ورعایت کا درس دینے کے لئے اپنا زور قلم صرف فرمایا، اس نازک رشتے اور والہانہ تعلق میں جہاں بھی دراڑ ڈالنے کی کوشش ہوئی امام اہلسنت مسلمانوں کے جذبہ عشق اور متاع حیات کو بچانے میدان عمل میں آئے۔

انگریزی سامراج کے تسلط کے بعد برصغیر میں مقام نبوت اور منصب رسالت کو باقاعدہ تحریک کی صورت میں تختہ مشق بنایا گیا اور انتہائی تکلیف دہ اور دل آزار

جملے حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں بولے گئے ۔ان کتابوں میں سے ایک کتاب ''تحذیر الناس'' بھی ہے اس کتاب کے ذریعے حضور سید کائنات ﷺ کی ختم نبوت پر نقب زنی کی کوشش کی گئی اعلیحضرت فاضل بریلوی نے ہر بہتان، جھوٹ، الزام اور گالی کو سینے سے لگا کر ختم نبوت کا فریضہ ادا کیا اور بلاخوف **لومۃ لائم** کلمہ حق بلند کیا۔تحذیر الناس کے متعلق انانیت، شخصیت پرستی اور تعصب سے الگ ہوکر غیر جانبداری سے امام اہلسنت، اعلیحضرت فاضل بریلوی کا انداز خدمت دین ملاحظہ کیجیے۔

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط نبوت کا انہیں الفاظ موجودہ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آجکل کے بعض ضلال قاسمان کفر وضلال نے تحریف معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نبی بالذات ہیں اور انبیاء بالعرض، باقی زمانے میں تمام انبیاء کرام کے بعد ہونا، حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اس کے رسالہ ضلالت مقالہ کا خلاصہ عبارت یہ ہے۔

قاسم نانوتوی کا عقیدہ:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے، اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اھ ملتقطاً۔ **تحذیر الناس صفحہ ۱۸ و ۲۴**

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ **علی صاحبها الصلوة والتحیة** کی وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کردی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں، اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا:

کما قال اللہ تعالٰی ! وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شَفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَايَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ بنی اسرائیل ۸۲

اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے

اسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے **فبای حدیث بعدہ یومنون** قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے

صحابہ کرام اور ختم نبوت

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ حدیثیں ایسی لکھیں جن میں تنہا ختم نبوت کا ذکر ہے باقی نوے احادیث اور اکثر **تذییلات**،ان پر علاوہ سو سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنی پر خاتم ہونا بتا رہی ہیں جسے وہ گمراہ ضال عوام کا خیال جانتا ہے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی تعریف نہیں مانتا ،صحابہ کرام و تابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گزرے مثلاً۔

۱......امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔

۲......انس رضی اللہ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔

۳......عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں

۴......امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

انہیں یہ گمراہ کب سنے گا کہ وہ اسی وسوسۃ الخناس میں صاف یہ خود بھی بتا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اس کا عذر یوں پیش کیا کہ ”

اگر چہ بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا وہ عظیم الشان ہو گیا“

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متواتر حدیثیں دیکھیے:

۱......میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲......میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

۳......میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

۴......ہمیں (ہم ہی) پچھلے ہیں۔

۵......میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

۶......قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷......میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸......میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹......رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہو گا نہ نبی۔

۱۰......نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

۱۱......میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

۱۲......میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے

۱۳......میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴......نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علماء کتب سابقہ، اللہ ورسل عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادات ادا کریں کہ:

۱......احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲......ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

۳......وہ آخر الانبیاء ہیں۔

ادھر ملائکہ وانبیاء **علیھم السلام** کی صدائیں آرہی ہیں کہ۔

۴......وہ پسین پیغمبران ہیں۔

۵......وہ آخر مرسلاں ہیں۔

خود حضرت عزت عزوجل سے ارشادات جانفزا و دلنواز آرہے ہیں کہ:

۶......محمد ہی اول وآخر ہیں۔

۷......اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

۸......وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹......اے محبوب! میں نے تجھے آخرالنبیین کیا۔

۱۰......اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا

۱۱......محمد آخرالانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مگر یہ ضال محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سنے، نہ انبیاء کی، نہ مصطفی کی مانے نہ ان کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا، ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا، اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نافہمی اوہام، خیالات عوام ہیں آخرالانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے **اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ**۔

ہاں ان نوے حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں۔ دو حدیثیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اے چچا: جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا، جیسے میں خاتم النبیین ہوں تم خاتم المہاجرین ہو گے شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام بالعرض مہاجر تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے ایک اور حدیث الٰہی عزوجل کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کروں گا اور ان کے دین وشریعت پر ادیان وشرائع کو۔ اوگمراہ! اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین، دین بالعرض تھے یہ دین، دین بالذات ہے، توریت وانجیل وزبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ

من لم یجعل اللّٰہ لہ نورافمالہ من نور نسال اللّٰہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدی ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العظیم وصلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا مولٰنا محمد آخرالمرسلین وخاتم النبیین والہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العالمین۔

امام اہلسنت اعلٰی حضرت فاضل بریلوی کا مزاج خالص دینی ہے، آپ کے ہاں معیار مقصود کائنات، سید العالمین ﷺ کی ذات اقدس ہے، آپ کا مطمع نظر جذبہ عشق رسالت ، اطاعت نبوی اور پیروی سلف صالحین کے جذبے کو ازسرنو اجاگر کرنا ہے، اعلٰی حضرت نے اپنی ساری صلاحیت خدمت دین کے لئے وقف رکھی، مخالفین امام اہلسنت، اعلیحضرت کی غیر معمولی صلاحیتوں، علمی تبحر، قوت استدلال، قوت حافظہ اور استخراج مسائل کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں انہوں نے باقاعدہ منظم انداز میں اعلیحضرت پر تشدد، سخت گیری اور بدعت کا الزام لگا کر قوم کو آپ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی من جملہ دشنام طرازیوں اور بہتان تراشیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فاضل بریلوی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔اس الزام کا جواب خود امام احمد رضا کی زبانی ہی سنیے:

ہزار ہزار بار **حاشاللہ**! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی ، جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی حاشاللہ ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا اور رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا ،غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی **رب العالمین و سید المرسلین** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر آئمہ دین کی تصریحات سن چکے۔ **حسام الحرمین صفحہ ۴۵**

آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ تقلید جامد، انا پرستی اور شخصیات کے دائروں سے نکل کر صرف حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو معیار ومدار جان کرامت کے سامنے سلف صالحین کا اتباع رسول کا روشن کردار اجاگر کیا جائے ،تو امت کی قوت مجتمع ہوئے مسلم امہ کی وحدت وقوت صرف اور صرف دامنِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے۔

باب سوم

امام احمد رضا اور فتنہ قادیانیت

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی قوت وسطوت اندرونی خلفشار کے باعث کمزور پڑنے لگی، جب حکومتی اختلاف بڑھنے لگا تو ہندوستان میں مسلمان کئی ریاستوں میں بٹ کر انحطاط وزوال کا شکار ہو گئے انگریز ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے سہارے بغرض تجارت داخل ہوئے لیکن مسلمانوں کو روبہ زوال دیکھ کر ہندوستان پر قبضے کی کوشش میں مصروف ہو گئے، ہندوستان کی کئی ریاستوں کے حکمران طوائفوں کے نرغے میں تھے اور رقص وسرور کی محفلوں نے انہیں گردو پیش کے ماحول سے بے خبر کر رکھا تھا جس بناء پر انگریز کو اپنی قوت مجتمع کرنے کا موقع آسانی سے میسر آیا، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز ہندوستان پر قابض ہو گیا، یہود و نصاریٰ روز اول سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں لیکن ہندوستان میں انگریز نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لیے اس نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا بالخصوص علماء و مشائخ اور امت مسلمہ کے نامور افراد کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا گیا، اس ظلم و جبر کے بعد بھی انگریز مسلمانوں سے

خائف ہی تھے کہ یہ دوبارہ اپنی قوت مجتمع کر کے بزور جہاد ہم سے اقتدار واپس نہ لے لیں۔

انگریز نے اپنی ازلی دشمنی اور جہاد کے خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بچھانا شروع کیے شومئ قسمت کہ کچھ نام نہاد مسلمان بھی انگریز کے دام فریب میں آ گئے جنہوں نے دنیوی مفادات کی خاطر اپنے ایمان و آخرت کا سودا کیا اور انگریزوں کے ایماء پر اسلامی اقدار کو پامال کیا اور اپنی بدبو سے چمن اسلام کو متعفن کرنے کی ناکام سعی کی۔

مرزا کا خدمت فرنگ کا اعتراف

انگریز حکومت نے اسلام دشمنی کے لئے جن لوگوں پر سرمایہ کاری کی ان میں سرفہرست مرزا غلام قادیانی کا نام آتا ہے مرزا غلام قادیانی نے محض دنیاوی مقاصد کے لئے اپنا ایمان وایقان انگریز کے ہاں گروی رکھا، مرزا نے انگریز کی وفاداری میں ہر حد عبور کی اور انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے بہت کدو کاوش کی یہ بات محض عداوت وبغض پر مبنی نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے اور خود مرزا قادیانی کو بھی اس کا اعتراف ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش

وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں، عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن صرف اتنی التماس ہے کہ وفادار اور جانثار، پکے خیر خواہ اور سرکار انگریزی کے خدمت گزار خود کاشتہ پودا کی نسبت خود حضور بھی اور ماتحت حکام بھی عنایت اور مہربانی کی نظر رکھیں۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۹۷

صرف یہی نہیں بلکہ اسی عریضہ میں مرزا قادیانی پہلے اپنے خاندان کی انگریز حکومت کی غلامی کو بطور فخر بایں الفاظ بیان کرتا ہے۔

سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۸۸

انسان کی جبلت ہے کہ وہ جس کے لیے کام کرتا ہے اسے اپنی خدمت گزاری اور اخلاص کا یقین دلاتا ہے، مرزا غلام قادیانی کا خاندان بھی انگریز کی سازشوں میں مسلمانوں کے خلاف شریک کار تھا اور وہ مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی جاسوسی کرتے رہے، ملک وملت سے غداری مرزا قادیانی کی سرشت میں شامل تھی، انگریز حکومت کو اپنے خاندان اور اپنی خدمت گزاری کا یقین دلاتے

ہوئے ایک درخواست میں مرزا رقم طراز ہے۔

میں سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام مرزا غلام مرتضی تھا وہ گورنمنٹ کے وفادار اور خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی، اور اس خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا، تموّن کے گزر پر جو گورداسپور کے قریب واقع ہے، جب باغیوں کا عبور ہوا تو ان مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھائی تھی ان میں سے میرا حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تھا۔

اس کے بعد مرزا غلام قادیانی اپنی کارگزاری بیان کرتا ہے۔

میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۶

اسلام دشمنی کا اقرار

اسلامی تعلیمات سے بغاوت، حضور سید العالمین ﷺ کے خلاف زبان

درازی اور اسلامی اقدار سے کھلواڑ ایسے کام کفار کے پہلو میں چھپ کر ہی سرانجام دیئے جاسکتے ہیں، مرزا قادیانی نے انگریز حکومت کے سائے میں دین اسلام سے بغاوت کی، شعائر اسلام کا مذاق اڑایا، انبیاء کرام **علیہم السلام** کی ذوات قدسیہ کو ہدف تنقید بنایا۔ خود مرزا کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ انگریز حکومت کے تعاون و مدد کے بغیر یہ معاملات نہیں چلائے جاسکتے، مرزا قادیانی کی زبانی ہی یہ حقیقت ملاحظہ کیجیے۔

> میں اس (خدا) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت و وعظ کا ادا کر رہا ہوں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہوسکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ **تحفہ قیصریہ صفحہ** ۳۱

ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے اس حقیقت کو اس انداز میں بیان کیا، ملاحظہ کیجیے۔

> میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلاسکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۹

چونکہ مرزا قادیانی کا سارا معاملہ انگریز کے زیر سایہ پروان چڑھ رہا تھا اسی لیے ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی کہ اگر کہیں یہ محسن ناراض ہو گئے تو میرا سارا کام ٹھپ ہو کر رہ جائے گا اور دعویٰ مسیحیت دھرے کا دھرا رہ جائے گا، جناب کو کہیں شبہ ہوا کہ کسی نے حکومت سے میرے خلاف شکایت کر دی تو اس کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں

تریاق القلوب صفحہ ۲۸

ایک اور مقام پر انگریزوں کو اپنی وفاداری اور خدمت گزاری کا یقین دلاتے ہوئے رقم طراز ہے۔

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ

میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۸۴

ان عبارات کے ہر لفظ سے آپ کو انگریز کی وفاداری، چاپلوسی اور خوشامد نظر آئے گی، دنیا کی ظالم، اسلام دشمن اور کئی سال تک مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والی حکومت، وہ حکومت جس نے علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ سید کفایت علی کافی، علامہ سید احمد اللہ شاہ مدراسی جیسے سینکڑوں جلیل القدر علماء کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، جس نے ہزاروں مجاہدین حریت کو تہہ و تیغ کیا، جس نے ہندوستان کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا، جب یہ حکومت ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لئے مسلم امہ پر حملہ آور تھی اس وقت مرزا قادیانی اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اگر یہ اسلام دشمنی نہیں؟ تو پھر اسلام دشمنی کی تعریف شاید ہی کسی لغت میں مل سکے۔

آپ غیر جانبداری کے ساتھ مذکورہ عبارات کو بار بار پڑھیے آخر مرزا قادیانی کا وہ کونسا وعظ و نصیحت اور کام تھا جس کی تبلیغ صرف انگریزی حکومت کے زیر سایہ ہی ممکن تھی اور اسلامی ریاستوں میں اس پیغام کا پہنچانا اور سنانا کیوں ناممکن تھا، اس کے لیے بہت زیادہ فلسفے اور عقل کی ضرورت نہیں، ہر آدمی آسانی سے یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کے ساتھ بغاوت و دشمنی ہمیشہ کفار کے دامن میں ہی پروان چڑھی اور یہی وہ کام تھا جو مرزا نے انگلش گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام دیا اور وہ کسی اسلامی ریاست میں ممکن نہ تھا، انگریز کے ایماء اور خرچہ پانی سے ہی

یہ سارا کھیل کھیلا جارہا تھا تو اس بار احسان کی وجہ سے ہی مرزا بار بار اپنے محسنین کے اس احسان کا تذکرہ کرتا اور ان کے اقبال و بلندی کے لیے دعا کرتا رہتا تا کہ کاروبار ضمیر فروشی و ایمان فروشی چلتا رہے۔

بقول امام احمد رضا:

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں

جب آدمی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے محروم ہو جائے تو پھر اسے غیروں کا سایہ بھی رحمت دکھائی دینے لگتا ہے اور وہ اس سائے کے نیچے رہنے پر فخر محسوس کرتا ہے، اخلاقی پستی کی بھی انتہاء دیکھیے کہ مرزا کو نہ مکہ معظّمہ میں امن نظر آیا اور نہ مدینہ منورہ میں جائے پناہ ملی اگر اسے امن نظر آیا تو ملکہ برطانیہ کی اطاعت وخوشنودی میں، مرزا قادیانی کے اتنے واشگاف اعلان کے بعد بھی کہ اس کا مکہ اور مدینہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کی وفاداری، جاںنثاری اور خدمت گزاری گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ ہے، اگر کوئی مرزا کو **مامور من اللہ** سمجھ کر اپنے ایمان کو ضائع کرنے پر بضد ہو تو اس بارے میں کوئی کیا کرسکتا ہے **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔

مرزا کی علمی حیثیت

علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی، جس طرح روشنی اور اندھیرا ایک دوسرے کی ضد ہیں، اسی طرح عالم اور جاہل بھی برابر نہیں ہو سکتے، مرزا قادیانی نے جو

تحریک شروع کی اس کے پس پردہ مقاصد جو بھی ہوں ظاہری طور پر چونکہ دعویٰ مصلح امت اور مسیح موعود کا تھا تو اس کے لئے علم ، کشف اور الہام جیسی اصطلاحات کی بھی ضرورت تھی ،مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں بار بار یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کا علم الہامی ہے اور براہ راست خدا تعالیٰ سے بھی علم سیکھنے کا دعویٰ کیا گیا، ملاحظہ کیجیے۔

انک باعیینا سمیتک المتوکل وعلمنہ من لدنا علما۔

یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھایا۔ **ازالہ اوھام صفحہ** ۶۹۸

وھب لی علوما مقدسة نقیة ومعارف صافیة جلیة وعلمنی مالم یعلم غیری من المعاصرین۔

انجام آتھم صفحہ ۷۵

اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف وروشن معارف عطا کیے، اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا

اس دعویٰ الہام کے بعد مرزا قادیانی کے اس الہامی علم کی چند مثالیں بھی دیکھ لیجیے تا کہ آپ کو موصوف کی علمی حیثیت کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے

۔

تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ

پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی۔ **پیغام صلح**

صفحہ ۲۷

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔ **چشمہ معرفت**

صفحہ ۲۸۶

ان عبارات کو پڑھنے کے بعد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر طالب علم پر مرزا قادیانی کے الہامی علم کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ موصوف کو کس قدر علمی کمال حاصل تھا، آپ اندازہ کیجیے کہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس ذات گرامی کے متعلق ہے کہ جس مقدس ہستی کا ذکر ہر زبان پر اور ہر گھر میں ہے، اور صدیوں سے علماء امت گلی گلی، نگر نگر، اور ہر محلہ و محفل میں یہ واقعات سنا رہے ہیں، ان واقعات سے ہر مسلمان بچہ بھی واقف ہے لیکن مرزا قادیانی کو اس کو علم نہیں۔ اس سے آپ مرزا کی اسلامی معلومات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور اسے دعوی ہے مسیح موعود ہونے کا۔ **العیاذ باللہ**۔

قادیانی خلفاء نہ جانے اس الہامی علم کی کیا تاویل کریں، کیونکہ ان کا سارا کام تاویلات کے سہارے ہی چلتا ہے، مرزا قادیانی کی علمی تحقیقات میں سے ایک اور نمونہ پیش خدمت ہے، موصوف نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ **تریاق القلوب صفحہ** ۴۱

الہامی علم کے حامل شخص کی اس عبارت کو غور سے پھر پڑھیے تو آپ کو اس میں سے علمی کمال چھلکتا نظر آئے گا، اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر المظفر ہے لیکن مرزا اس کو چوتھا مہینہ قرار دے رہا ہے پھر ہفتہ کے ایام شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر مکمل ہوتے ہیں۔

شنبہ۔	یک شنبہ۔	دوشنبہ۔	سہ شنبہ۔	چہار شنبہ۔	پنج شنبہ۔	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

ہفتہ کے ایام شمار کریں تو چہار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزائی تحریک کے پیشوا اسے چوتھا دن قرار دے رہے ہیں، جو شخص اپنے گھر کے بارے میں اتنا باخبر اور ذمہ دار ہے وہ اپنے متعلقین اور چاہنے والوں کے ساتھ کتنے خیر خواہ ہوگا یہ محتاج بیان نہیں۔

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

مرزا کا دعوی مسیحیت

گزشتہ عبارات میں آپ نے مرزا قادیانی کی اپنی عبارات میں یہ پڑھا کہ

مرزا قادیانی کی ساری ہمدردی ملکہ برطانیہ کے ساتھ تھی اور وہ انگلش گورنمنٹ کو نعمت خداوندی تصور کرتا۔ اسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مرزا قادیانی نے دعوی مسیحیت کیا کہ میں ہی مثیل مسیح اور مسیح موعود ہوں اور اس کے ساتھ الہام کے دعوے بھی متواتر جاری رہے۔ مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا دعوی خود اسی کی زبانی ملاحظہ کریں۔

میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ انگلستان وہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱

اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں

براھین احمدیہ جلد ۱ صفحہ

۴۹۹

خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔ **کشف الغطاء صفحہ ۱۶**

جو دعوی مرزا قادیانی نے کیا وہ آپ نے خود اسی کے الفاظ میں پڑھا اب وہ عبارات بھی ملاحظہ کریں جن میں اس نے ایک نبی، مرسل، اولوالعزم کی بارگاہ میں بدزبانی کی بوجھل دل کے ساتھ وہ الفاظ بھی پڑھیے۔

آپ (عیسی علیہ السلام) کی عقل بہت موٹی تھی آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن و آسیب خیال کرتے تھے، ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

انجام آتھم حاشیہ ۵

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ **کشتی نوح (حاشیہ) صفحہ ۷۳**

سچ ہے ''عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن'' سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو

بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا۔

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۴۷

اس سے بھی کہیں زیادہ غلیظ زبان حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی نے دوسرے مقامات پر استعمال کی اس بدزبانی کی چند مثالیں آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے اس بدزبانی کا خود مرزا قادیانی کو اعتراف بھی تھا، اس بارے میں لکھتا ہے۔

ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ **چشمہ مسیحی صفحہ ۴**

مرزا قادیانی کی انبیاء کرام **علیھم السلام** کے بارے میں نازیبا گفتگو اور پھر اس کی تاویل کرنے کے بارے میں امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحقیقی وتدقیقی گفتگو آپ آنے والے صفحات میں پڑھیں گے لیکن اسوقت خود مرزا کی زبانی اس کا اقرار کفر ملاحظہ کریں۔

اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے

کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی ۔ **چشمہ معرفت صفحہ ۱۸**

مرزا قادیانی کی یہ عبارت اس کے پہلے کہے گئے الفاظ کا خود ہی پردہ چاک کر رہی ہے، جب یہ مسلم ہے کہ انبیاء کرام **علیہم السلام** کے متعلق کوئی بھی نازیبا اور خلاف شان بات کرنا کفر ہے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی شان اقدس میں ہلکی گفتگو اور بدزبانی کا خود مرزا کو اعتراف ہے تو اپنے ہی قول کے مطابق مرزا قادیانی کا کفر، شائع وواضح ۔**فاعتبروا یا اولی الالباب**۔

دوسری بات جو ان عبارات سے ثابت ہوئی کہ مرزا مثیل مسیح ہونے کا دعویدار ہے تو وہ اپنے مزعوم مسیح کی طرح جھوٹ بولتا ہے، شراب پیتا ہے، اس کی عقل موٹی ہے (یعنی اتنا زیادہ دماغ نہیں رکھتا) ادنی بات پر غصہ آجاتا ہے، مرزا گالیاں دیتا ہے کیونکہ مرزا کا جو مسیح ہے وہ بھی ایسے کام کرتا تھا اور مرزا بھی اس کے تتبع میں یہی کام کرتا ہے، ورنہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام تو ان عیوب سے مبراو منزہ ہیں اور آپ کی شان بہت **ارفع واعلی** ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق جو باتیں راقم نے لکھیں خود مرزا قادیانی کو بھی ان باتوں کا اعتراف ہے۔

مجھے دعوی ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسی علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا کیوں کہ اس سے تو

خود میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۵۷

دعوت فکر

مرزائی تحریک کے دجل وفریب کا شکار ہوکر جن لوگوں نے ہیچ منجد ھار اپنے ایمان کی کشتی کوڈبودیا اور چندروزہ دنیاوی زندگی کے آسائش وآرام کی خاطر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی بن گئے، ان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی وہ اسے استعمال کریں، مرزا کی کتابوں کو پڑھیں تو سارے معاملات ان پر عیاں ہوجائیں گے کہ معاملہ کیا ہے، مرزا کا دعوی ہے کہ وہ مسیح موعود ہے، مسیح موعود کے ذریعے کونسے کام سرانجام پائیں گے اور مسیح موعود کے زمانہ میں دنیا کا نقشہ کیا ہوگا ،خود مرزا غلام قادیانی کی زبانی ہی سنیئے۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

براھین احمدیہ حصہ چھارم صفحہ ۴۹۳

مرزا ایک اور آیت کے تحت لکھتا ہے:

یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے ۔ **براهین احمدیه حصه چهارم صفحه** ۶۰۱

اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔ **ایام الصلح صفحه** ۱۳۶

میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمات جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے، پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔
حقیقة الوحی (حاشیه) صفحه ۴۲۷

ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف

بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ **ایام الصلح صفحہ** ۱۶۹

اگران سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہواور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہوجائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہوجائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔

انجام آتھم (ضمیمہ) صفحہ ۳۰، ۳۵

مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ والی عبارات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا خود بھی پہلے نزول عیسی علیہ السلام کے عقیدہ کا قائل تھا بعد میں انگریزی دولت کے خمار نے دماغ میں خلل پیدا کردیا، قطع نظر اس کے مرزا قادیانی کی ان عبارات سے مسیح موعود کے لیے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱......مسیح موعود کے ہاتھ میں ظاہری حکومت ہوگی۔

۲......مسیح موعود کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

۳......مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

۴ ...... بقول مرزا جب تک مرزا اسلام پھیلانے والی خدمت سرانجام نہ دے لے اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھایا جائے گا۔

۵......اس پر اتفاق ہے کہ نزول مسیح کے وقت ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی۔

۶......اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور راستبازی ترقی کرے گی۔

۷ ...... غلبہ اسلام، ملل باطلہ کی ہلاکت، ادیان باطلہ کا ختم ہوجانا، بالخصوص عیسائیت کا فنا ہوجانا اگر سات سالوں کے اندر یہ کام نہ ہوجائیں تو خود بقول مرزا ،مرزا کذاب ہے۔

ظاہر ہے یہ ساری تحریریں جو مرزا قادیانی کی کتب میں موجود ہیں مرزا نے اپنی زندگی میں ہی تحریر کی تھیں ۱۹۰۸ میں مرزا آنجہانی ہوگیا اور اب ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، خدائی حکمت کے ذریعے مرزا کا بطلان واضح ہوچکا نہ وہ حج کو جاسکا اور نہ ہی کوئی اور کام اس کی وجہ سے انجام پذیر ہوا، مرزائی خود بھی تو سوچیں کہ وہ کونسی دنیا ہے جس میں مرزا نے یہ کام سرانجام دیئے، دنیا کو چھوڑیں خود قادیان کو ہی لے لیجئے کہ ایک صدی کے بعد بھی وہ ہندو بنیئے کے زیر تسلط ہے ،مرزائی وہاں ہندوؤں کے تعاون اور مدد کے بغیر آج بھی اپنے معمولات سرانجام دینے سے قاصر ہیں، مرزا قادیانی کے اتنے واضح اعلان کے بعد تو مرزائیوں کو اپنے باطل عقائد سے توبہ کرکے دامن اسلام میں آجانا چاہیے۔

نسأل اللہ الثبات علی الایمان بجاہ حبیب الرحمان

مرزا قادیانی کی انجام آتھم والی عبارت دوبارہ پڑھیے بالخصوص ’’عیسائیت کا باطل معبود فنا ہوجائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا‘‘۔

پہلے ادیان باطلہ کے فنا ہونے میں عیسائیت کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا لیکن پھر الگ سے خاص طور پر عیسائی مذہب کا ذکر کیا گیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائیت اکثریت میں ہیں لیکن مرزا قادیانی کی وجہ سے عیسائیت ختم ہوجائے گی اور دنیا میں تبدیلی آجائے گی، اگر ایسا نہ ہوا تو خدا کی قسم دے کر اعلان کیا گیا کہ میں جھوٹا کاذب ہوں۔

اس پر اگر کوئی مسلمان تبصرہ کرے تو حسب عادت مرزائی مربی اپنے لوگوں کے سامنے کئی بہانے تراش لیں گے کہ اس کا مطلب یہ ہے، مرزا قادیانی کی اس سے مراد یہ تھی، لیکن مرزائی دل تمام کر خود مرزا قادیانی کی اپنی تحریر ہی پڑھ لیں شاید راہ ہدایت نصیب ہوجائے۔

انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا کہ ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا

میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی ومنور ہوں۔

شہادت القرآن صفحہ ۹۷، ۹۵

مرزائی حضرات خود ہی فیصلہ کرلیں ایک طرف عیسائیت فنا ہونے کی باتیں دوسری طرف ان کی دینی ترقی کی دعائیں، محض جذباتی عقیدت سے ہٹ کر بنظر انصاف اس عبارت کو دوبارہ پڑھیں، تو مرزا کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور اس کا بطلان واضح ہوجائے گا۔

مخالفت جہاد

اسلام دین فطرت ہے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے راہ نجات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا اہم پہلو جہاد بھی ہے، مسلمانوں نے ہمیشہ جہاد کے ذریعے دنیا کو امن وراحت عطا کیا، دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے، مثال کے طور پر آپ ہندوستان کو ہی لیجئے تو مسلمان ایک ہزار سال تک حکمران رہے اور انگریز تقریباً سو سال، تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی سے آپ بخوبی جان جائیں گے کہ بزور قوت کتنے لوگوں کو عیسائی مذہب اپنانے پر مجبور کیا گیا، لیکن اس کے باوجود مسلمانوں پر عالم کفر ایک سازش کے تحت دہشت گردی کا الزام لگاتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

الانفال ۲۹

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی

کا ہو جائے۔

یعنی اس جہاد کا مقصد امت مسلمہ کے نزدیک نظام زندگی و بندگی کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرتا ہے۔ اسی مقصد زندگی اور جدو جہد کی طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان نشاندہی کرتا ہے۔

عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لن یبرح ھذا الدین قائما یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة۔ صحیح مسلم کتاب الامارہ حدیث ۴۹۵۱

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی حتی کہ قیامت قائم ہو جائے۔

جو لوگ نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر تکبر، عیاشی اور سرکشی کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس دنیا میں بدامنی، اور بے سکونی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے نزدیک جہاد ہرگز اچھا تصور نہیں کیونکہ جہاد کے ذریعے دنیا امن وراحت کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

عالم کفر جب بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں کھل کر میدان میں آیا اسے ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا، کفار نے ہمیشہ سازشوں کے ذریعہ سے ہی اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا، ہندوستان میں بھی انگریز جہاد سے بہت خائف تھا۔

مرزا قادیانی پر سرمایہ کاری کی ایک بہت اہم وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں جہاد کے متعلق تشکیک پیدا کی جائے۔

مرزا کو امت مسلمہ سے تو کوئی دلچسپی نہیں تھی نہ برصغیر کے مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق تھا، انگریز حکومت نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کو ملیا میٹ کیا، اسلامی تہذیبی اقتدار کو روندڈالا، لاکھوں بے گناہ مسلمان عوام اور علماء کا خون کیا اس حکومت کے لیے مرزا قادیانی کے خیر سگالی کے جذبات، دعائیں، تعلق اور مدح سرائی دیدنی ہے۔ استعماری قوتوں کے طول اقتدار کے لیے حق نمک ادا کرتے ہوئے مرزا مخالفت جہاد پر کمر بستہ اور اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ہر حد عبور کرتا نظر آتا ہے آپ خود اس کی عبارات ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں۔

بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کہ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ **شہادت القرآن**

صفحہ ۸۴

میں ابتدائی عمر سے اس وقت جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف

پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۹۰

بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہونگے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیرخواہ اور دلی جانثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔

تریاق القلوب صفحہ ۳۶۰

میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ **تریاق القلوب**

صفحہ ۲۷

گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک باران رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعا حرام ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۹۲

قرآن حکیم میں خالق کائنات کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوْااللّٰہَ وَاَطِیْعُوْاالرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْ ءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَیْ اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ النساء ۵۹

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں بار بار ایمان کا تذکرہ ہے تو صاف ظاہر ہے اس کے احکام بھی ایمان والوں کے ساتھ ہی متعلق ہوں گے، لیکن جنہوں نے اپنا ایمان وضمیر انگریز کے ہاں گروی رکھ دیا ہو، انہیں کیا نظر آئے گا، اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے مرزا رقم کرتا ہے:

میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو

اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں

ضرورۃ الامام صفحہ ۲۳

ان عبارات کو پڑھنے کے بعد اس سوال کی قطعا ضرورت نہیں رہتی کہ انگریزوں نے مرزا قادیانی پر سرمایہ کاری کیوں کی؟ وہ اس سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے؟ یہ عبارات خود ہی اس طرح کے کئی سوالوں کے جوابات ہیں۔

مرزا نہ صرف خود انگریز کی غلامی ونوکری میں خوش تھا بلکہ اپنے پیروکاروں کو بھی انگریز غلامی کی تلقین کرتا، اسلامی حکومتوں کے زوال وانحطاط کی خواہش، دشمنان اسلام کی تائید اور ان کی بقاوترقی کے لیے کوشش مرزا قادیانی کے اہم مشاغل میں شامل تھی۔

مرزا کی اخلاقی پستی

اعلیٰ اخلاقی اقدار امت مسلمہ کا طرہ امتیاز اور ہمارے اسلاف کا روشن نمونہ ہیں، مرزا قادیانی کے دعاوی تو بڑے بڑے ہیں لیکن وہ خود ایک منتشر الخیال اور بیمار ذہن کا آدمی تھا، اس کی کتب اور الہامات وغیرہ پڑھ کر انسان آسانی سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ **مخبوط الحواس** کسے کہتے ہیں۔ قارئین خود چند عبارات دیکھ کر فیصلہ کریں، پہلے وہ عبارات پڑھیں جن میں سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین ہے۔

غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر

اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔ **آریہ دھرم صفحہ ۱۰**

ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ **چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲**

کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کرسکتا۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔
تحفہ گولڑویہ (ضمیمہ) صفحہ ۲۰

سچ کی اس تلقین کے ساتھ مرزا قادیانی کا ایک دعوی بھی پڑھ لیں:

واللہ یعلم انی ماقلت الا ماقال اللہ تعالی ولم اقل کلمة قط یخالفه ومامسها قلمی فی عمری۔

حمامة البشری صفحہ ۲۰

اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے، منشا خداوندی کے خلاف میں نے آج تک کوئی بات نہیں کی، عمر بھر میرے قلم سے مخالفت خداوندی سرزد نہ ہوئی۔

اب آپ مرزا کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھیں پھر راست بازی اور جھوٹ کا فیصلہ خود کرلیں۔

سو آنے والے کا نام مہدی رکھا گیا، سو اس میں اشارہ ہے کہ وہ آنے

والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن وحدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا، سو میں حلفا کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کہ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک بھی سبق پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ **ایام الصلح صفحہ** ۱٦٨

جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔۔۔۔۔جب میں اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔
البریہ (حاشیہ) صفحہ ۱٦٢

مذکورہ تینوں عبارتوں کو پھر پڑھیے، پھر پڑھیے تو بغیر کسی ابہام کے ہر عقلمند آدمی نتیجے تک پہنچ جائے گا، **وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ**

☐ مرزا اپنے متعلق ایک الہام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ، چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ **تریاق القلوب صفحہ ۷۳**

دوسرا الہام کچھ یوں ہے:

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ **تذکرہ مجموعہ الھامات صفحہ ۵۰۳**

پہلے الہام میں بیوہ کے متعلق انتظار کرتے کرتے ہی موت نے آلیا اور بیوہ کے ساتھ شادی خواب ہی رہی اور دوسرے الہام کے متعلق تو خیر ساری دنیا جانتی ہے جناب کہاں آنجہانی ہوئے ذکر کی ضرورت ہی نہیں۔

مرزا کی ذریت نے ان الہامات پر جو تبصرہ کیا وہ بھی پڑھنے کے لائق ہے۔

۱......خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت اماں جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ **تذکرہ مجموعہ الھامات صفحہ ۳۱**

۲......اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، اس کے معنی یہ ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی (الخ) **تذکرہ مجموعہ الھامات**

صفحہ ۵۰۳

اگر اسی طرح من مانی تاویلات کا سہارا لیا جائے تو آپ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے کافر و سرکش کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے ، مرزا کہتا ہے دو عورتیں نکاح میں آئیں گی ، بیٹا کہتا ہے ہماری لغت میں ایک کو ہی دو کہتے ہیں باپ کہتا ہے میں فلاں جگہ مروں گا ، بیٹا کہتا ہے ہماری لغت میں موت فتح کو کہتے ہیں ، مرزا بشیر نے اپنے والد کے الہامات کی جو تاویلات کی ہیں یہ بھی اسے ورثے میں ہی ملی ہیں ، مرزا بشیر کے والد موصوف خود بھی اس کام میں خاصی مہارت رکھتے تھے ، موصوف نے ''براہین احمدیہ'' کے نام سے ایک کتاب پچاس حصوں میں لکھنے کا دعوی کیا اور ان پچاس حصوں کی پوری قیمت بھی پیشگی ہی وصول کر لی ، ایک جلد میں چار حصے شائع کروائے ، اس کے بعد تقریباً ۲۳ سال بعد ''نصرۃ الحق'' نامی کتاب کو حصہ پنجم براہین احمدیہ کے طور پر شائع کروایا اور پانچ کو پچاس بنانے کا قاعدہ بھی بتایا ملاحظہ کریں۔

> پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا ، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ **دیباچہ براھین پنجم صفحہ ۷**

ان عبارات کو بار بار پڑھیں اگر یہ راستبازی ہے تو جھوٹ دنیا میں کہاں ہے؟ اگر یہ الہام ہے تو فعل شیطان کی بھی کوئی تعریف کر کے بتائیں؟ اگر یہ نیکی ہے تو

کائنات میں بدی کی کیا تصویر ہوگی؟ اگر یہ عدل وانصاف ہے تو پھر مکر وفریب کس بلا کا نام ہے؟ اگر یہ روشنی ہے تو ظلمت و تاریکی کسے کہتے ہیں؟ اگر یہی علم کا نور ہے تو جہالت کیا ہے؟ اگر یہ اعلیٰ اخلاقی اقدار ہیں تو دنیا میں کہیں بداخلاقی کی بھی کوئی مثال ہے؟

ناطقہ سربہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

قادیانی آجکل آزادی اظہار رائے اور سول سوسائٹی کے نام پر کافی متحرک ہیں، جدیدیت کے نام پر کچھ دوسرے لوگوں کو بھی وہ اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں، قادیانیوں کی طرف سے ایک مطالبہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ ہمیں مسلمان سمجھ کر برابر کے حقوق دیئے جائیں اور ہم مسلمانوں کے ساتھ باہم مل جل کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں، اس پر لبرل ازم کے دعویدار واہ واہ کرتے نظر آتے ہیں۔

پہلا بنیادی نکتہ تو یہ ہے کہ ملکی تاریخ میں پہلی بار پارلیمنٹ کا رکن نہ ہونے کے باوجود مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں صفائی کا پورا موقع دیا گیا اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے سے قاصر رہا اور ملک کے آئین میں پوری بحث و **تمحیص** کے بعد قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو اس ملک میں جس طرح دوسری اقلیتیں آباد ہیں، قادیانی بھی اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم کر کے آئین کے مطابق حقوق حاصل کریں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ قادیانی، مرزا قادیانی کو جب اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں تو اس کی تعلیمات پر بھی عمل کریں، قادیانی جماعت کے نزدیک تمام معاملات میں

قادیانیوں کو مسلمانوں سے ترک تعلق کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں، مرزا قادیانی کی کتب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے الگ جماعت بنانے کے لیے ساری زندگی تگ و دو کی اور پھر مرزا کے جانشین بھی انہی تعلیمات کی تلقین کرتے رہے تو پھر اس باہمی ربط و تعلق کا مطالبہ چہ معنی دارد؟ مرزا کی مسلمانوں کے بارے میں رائے پڑھیں:

جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے

تذکرہ مجموعہ الھامات صفحہ ۲۸۰

جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

نزول المسیح (حاشیہ) صفحہ ۴

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ **تذکرہ مجموعہ الھامات صفحہ ۵۱۹**

مرزا قادیانی کے بعد اس کے بیٹے کا موقف دیکھیں:

ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا، غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار

دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے، اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے، اور اگر کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ **کلمۃ الفصل صفحہ ۱۶۹**

ماقبل بیان کی گئی ہر عبارت میں امت مسلمہ کے خلاف زہر اگلا گیا، مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہا گیا، یہ محض لغزش قلم نہیں کہ اس سے صرف نظر کر لیا جائے بلکہ یہ سب کچھ ایک منصوبہ بندی کے طور پر کیا گیا اور قادیانی آج بھی اسی فکر پر عمل پیرا ہیں، بعض آزاد خیال لوگ تصور کرتے ہیں یا وہ اپنے طور پر مطمئن ہوتے ہیں کہ ہم پر امن لوگ ہیں اور انسانیت کی بات کرتے ہیں لہٰذا ہمارے بارے میں قادیانی یہ جذبات نہیں رکھتے ہوں گے، یہ محض ان کی خام خیالی ہے ہندوستان کے عظیم رہنما بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی کوشش و کاوش سے کون بے خبر ہے، ان کے کردار پر کیا شک کیا جا سکتا ہے جنہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو آزاد وطن لے کر دیا۔

مسلم امہ کے رہنما حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی، حضرت کچھوچھوی، شاہ عبدالعلیم صدیقی، پیر جماعت علی شاہ وغیرہ جیسے لوگ قائد اعظم کے ساتھ پاکستان کی جدوجہد میں شریک تھے مسلمانوں کا رویہ غیر مسلم کے ساتھ یہ تھا کہ قائداعظم نے پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ رکھا جو اس ملک میں امن اور اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کی علامت ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی ظفراللہ قادیانی نے آپ کا جنازہ نہیں پڑھا اور غیر مسلم کمیونٹی کے ساتھ ایک طرف کھڑا رہا اور صحافیوں کے اصرار پر یہ جملہ کہا'' آپ یوں سمجھ لیں کہ ایک کافر نے مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا، یا۔۔۔۔'' حالانکہ ظفراللہ کے بارے میں قادیانیوں کا یہ دعوی ہے کہ یہ قائداعظم کا سیاسی بیٹا تھا۔لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے جو جی میں آئے کہہ دیا جائے لیکن تاریخی حقائق چہروں سے جھوٹ کے پردے اتار کر اصلیت ظاہر کردیتے ہیں۔

جو لوگ جدت پسندی اور روشن خیالی کے حسین نعروں سے متاثر ہوکر بہ بانگ دہل یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم قادیانی نہیں ہمارا مذہب اپنا ہے لیکن انسانیت کے ناطے ہمارا رشتہ ہے، اس پر کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے لیکن وہ دوست اپنے متعلق مرزائیوں کے پیشوا مرزا قادیانی کی رائے بھی ملاحظہ کرلیں۔

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو

ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ۔ **انوار اسلام صفحہ ۳۰**

تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة و المودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق دعوتی، الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبهم فهم لا یقبلون۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷

ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں (بدکار عورت) کی اولاد نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ان عبارات کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی کے بڑے دو بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی اور یہ دونوں مرزا قادیانی کو نبی ماننے سے بھی انکاری تھے، نہ صرف انکاری بلکہ مرزا قادیانی کی الہامی شادی جس محمدی بیگم نامی عورت سے بقول مرزا قادیانی خدا تعالیٰ نے طے کی تھی، ان بیٹوں نے آگے ایک اور شخص سے کروادی، **فافهم** صرف یہی نہیں بلکہ بقول مرزا اسے ذلیل ورسوا کرنے کا قصد کیا نہ صرف قصد بلکہ عمداً اسے ذلیل ورسوا کروایا حتی کہ مرزا قادیانی نے ”اشتہار نصرت دین وقطع تعلق

ازا قارب مخالف دین'' کے نام سے با قاعدہ شائع کروا کے ان سے اعلان لاتعلقی کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادنی کے بیٹے اس کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، اس کی دعوت قبول نہ کی، اس کی فتح کے قائل نہ تھے تو کیا وہ بھی **ذریۃ البغایا** (رنڈی کی اولاد) تھے؟ اگر تھے تو ان کی ماں مرزا کی بیوی تھی، مرزا قادیانی کون تھا؟ اگر وہ اس قول میں شامل نہیں تو اس کی وجہ؟ پھر باقی لوگوں کا کیا قصور؟ ان سب سوالوں کا جواب قادیانی ہی بہتر انداز میں سوچ سکتے ہیں

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

ختم نبوت

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے، اس کے سامنے کائنات کی ہر چیز ہیچ ہے، دنیا کا خوش نصیب شخص ہے جسے یہ لازوال دولت میسر آجائے ،ایمان کی شرط اول حضور سید کائنات ﷺ کی ذات بابرکات ہے، سید عالم ﷺ کی ذات وصفات کو چھوڑ کر اگر کوئی شخص ایمان کا دعوی کرے تو وہ باطل ومردود ہے، امام الانبیاء ﷺ کی اطاعت واتباع ہی ذریعہ نجات ہے، اس کے بغیر کامیابی کی خواہش محض سراب اور فریب ہے، اس بات پر پوری امت متفق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ختم نبوت اسلام کا اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے، اس حساس عقیدے میں شک و شبہ کی تھوڑی سی دراڑ پڑ جائے تو آدمی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور حضور

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اجابت سے خارج ہو جاتا ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں اس کا انکار کفر وارتداد ہے، عقیدہ ختم نبوت کا انکار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ہی انکار ہے اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے مرزا قادیانی نے امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ میں بھی نقب زنی کی کوشش کی مجدد، مصلح امت، مثیل مسیح، ظلی و بروزی نبی حتی کہ مستقل نبوت کا دعوی کر دیا۔ مرزا قادیانی کی ذریت اس کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے من مانی تاویلات کا سہارا لیتی ہے، لفظ خاتم کے متعلق بھی قادیانی ذریت لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور وہ علماء امت سے ہٹ کر الگ سے اپنا موقف بیان کرتے ہیں، انگریز کی آغوش میں آنے سے پہلے مرزا قادیانی کے نزدیک بھی خاتم النبیین کا معنی وہی تھا جو معنی علماء امت نے بیان کیا ملاحظہ فرمائیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَ □ بَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ **ازالہ اوہام صفحہ** ۳۳۱

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور

باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔
ازالہ اوھام صفحہ ۴۱۱

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے قائل ہیں اور آنحضرت کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ **مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ** ۲

میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔ **تریاق القلوب صفحہ** ۳۵۱

مرزا قادیانی کی اپنی بیان کردہ توجیہ کے بعد تو مرزائیوں کی تمام تاویلات خود ہی ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ اس سے بالکل واضح ہے کہ خاتم کے معنی ''سب سے آخر میں آنے والا جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو'' ہی ہیں۔

مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو دکھا کر بھی سادہ لوح لوگوں کو ورغلایا جاتا ہے کہ دیکھو مرزا نے تو نبوت کا دعوی نہیں کیا، انگریز کے اشاروں پر چلنے کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں وہ دل آزار اور روح فرسا تحریریں لکھیں جنہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے بوجھل دل سے انہیں پڑھیے۔

پھراسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآئُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآئُ بَیْنَھُمْ**۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳

میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر **اربعین ۴ صفحہ**
۱۱۲

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے بہت سے کفریات آپ امام اہلسنت کی تحریر میں ملاحظہ کریں گے کہ مرزا قادیانی نے امت مسلمہ سے الگ اپنی راہ اپنائی اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ مرزا کا یہ اقتباس بھی قابل مطالعہ ہے۔

ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔

ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۵

امام اہلسنت اور رد قادیانیت

محبت رسول ﷺ ایمان کی شرط اولین ہے، امام الانبیاء ﷺ کی محبت والفت کے بغیر کوئی بھی نیک عمل سند قبولیت تک نہیں پہنچتا، امت مسلمہ کے لئے خاتم النبیین سید کائنات ﷺ کی اتباع وغلامی سرمایہ حیات ہے، دامن رسول کریم ﷺ کے ساتھ وابستگی امت مسلمہ کی بقا کی ضمانت ہے۔ سید عالم ﷺ نے قیامت تک کے لئے آنے والوں انسانوں کو راہ عمل اور دستور حیات عطا فرمادیا اور یہی انسانیت کی کامیابی اور فلاح کا راز ہے۔

ہندوستان میں انگریزی تسلط کے بعد مسلمانوں کے مرکز محبت پر حملہ کی منصوبہ بندی کی گئی اور مرزا قادیانی کو جعلی نبی بنا کر پیش کیا گیا، مسلمانوں کے ایمان وایقان کو متزلزل کرنے کے لئے مرزا قادیانی پر بھرپور سرمایہ کاری کی گئی، مرزائی تحریک کے پس پردہ ساری کاروائی انگریزی حکومت کی تھی، لیکن مرزا قادیانی اسلام کے لبادے میں ظاہر ہوا اور دعوی نبوت سے پہلے کئی کھیل کھیلے۔ جن صلحاء امت نے امت مسلمہ کو بروقت فتنہ قادیانیت سے خبردار کیا ان میں امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی کا نام سرفہرست ہے، اعلیحضرت نے احسن انداز میں مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوؤں کی قلعی کھول دی۔

مرزا قادیانی کے دام فریب میں آکر امرتسر کے ایک شخص نے عقائد باطلہ اختیار

کیے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرنا بھی شروع کر دیا اس کے عقائد باطلہ سے مطلع ہو کر اس کی زوجہ اسے چھوڑ کر اپنے والدین کے ہاں چلی گئی، اس حوالہ سے حضرت مولانا عبدالغنی صاحب امرتسری نے امام اہلسنت کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا اور قادیانی فتنہ وفساد کے متعلق دریافت کیا، اعلیحضرت بریلوی نے اس سوال کے جواب میں ایک مستقل رسالہ "**السوء والعقاب علی المسیح الکذاب**" تصنیف فرمایا جس میں آپ نے فاضلانہ انداز میں مرزا قادیانی کے کفریات کا پردہ چاک کیا، امام احمد رضا کے برق بار قلم کی روانی آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال ووبال ونکال سے بچائے قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح ومثل مسیح کہنا تو شہرہ آفاق ہے اور بحکم آنکہ

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیر کو بھی اس دعوی سے اتفاق ہے، مرزا کے مسیح ومثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر **لا واللہ** نہ **مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوۃ اللہ** بلکہ **مسیح دجال علیہ اللعن والنکال۔ بحمد اللہ** اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کیے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت ونجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں اس میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجوہ کثیر کفر وارتداد مبین ہے، فقیر ان میں سے

بعض کی اجمالی تفصیل کرے۔

کفر اول

مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہے اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے:

میں احمد ہوں جو آیت **مبشراً برسول یاتی من بعد ی اسمہ احمد** میں مراد ہے۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسٰی بن مریم **روح اللہ علیھما الصلوۃ والسلام** نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ ﷻ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے۔ ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحۃ ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے **معاذاللہ** مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم

توضیح مرام طبع ثانی صفحہ ۹ پر لکھتا ہے

''میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے''

لاالہ الااللہ لقدکذب عدواللہ ایھاالمسلمون سید المحدثین امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی، انہیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فانہ عمر بن الخطاب۔

صحیح البخاری مناقب عمر بن خطاب

پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدّث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن الخطاب ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد فرمایا: **لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔** مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃ نہ محدث ہے نہ محدث، یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہوگیا **الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

کفر سوم

دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ 9 پر لکھتا ہے

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم

مجیب پنجم نے نقل کیا، و نیز میگوید کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

اولاً: ان اقوال خبیثہ میں کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ثانیًا: نبی اللہ ورسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر افتراء کیا وہ اس کی بشارت دینے کو تشریف لانا بیان فرماتے ہیں۔

ثالثاً: اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَایُفْلِحُوْنَ۔ النحل ۱۱۶

بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے

۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ۔ النحل ۱۰۵

ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

رابعاً: اپنی گھڑی ہوئی کتاب ’’براہین غلامیہ‘‘ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ۔

البقرہ ۷۹

خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تا کہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت ورسالت کا ادعائے قبیحہ ہے، اور وہ باجماع قطعی کفر صریح ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجز ایقان ہے "**ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**" نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنی ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر **ملعون مخلد فی النیران** ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں، **الکفر جلی الکفران** ہے۔

قول دوم وسوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی ورسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبر دار یا خبر دہندہ یا فرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔

اولاً: صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاویٰ خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع

فصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں ہے۔

واللفظ للعمادی لوقال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر۔

فتاوی ھندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا بزبان فارسی کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔

امام قاضی عیاض **کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون رحمھما اللہ تعالٰی فی رجل قیل له لا وحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذا وذکر کلاما قبیحا، فقیل له ما تقول یاعدواللہ فی حق رسول اللہ فقال له اشد من کلامه الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سأله اشهد علیه وانا شریکک یرید فی قتله وثواب ذلک ، قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی

لفظ صراح لا یقبل۔

الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۰۹

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق **امام سحنون رحمھما اللہ تعالیٰ** سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ، رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا۔ کہا گیا اے دشمن خدا! تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں) امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ صریح لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں۔

ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فانہ ارسل من عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا الرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ۔

شرح الشفاء جلد ۴ صفحہ ۳۴۳

یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا، اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا، اور ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

ھذا حقیقة معنی الارسال وھذا مما لا شک فی معناہ وانکارہ مکابرة لکنہ لایقبل من قائلہ وادعاؤہ انہ مرادہ لبعدہ غایة البعد ، وصرف اللفظ عن ظاھرہ لایقبل کمالو قال انت طالق قال اردت محلولة غیرمربوطة لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔ **نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۴۳**

یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلاشک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی باایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لیے تھے، اس لئے کہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے (کہ لغت میں طالق ''کشادہ'' کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ثانیاً: وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے نہ ایک ایسی بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند
چشمان تو زیر ابرو انند

تیرے تمام دانت منہ میں ہیں تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں۔

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر ومرتد میں ہو محل مدح میں ذکر نہ کریگا، نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا، بھلا کہیں "براہین غلامیہ" میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے، یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں کے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے، کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا، اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا، ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں، بہت جانوروں کے ناک، کان، بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں، اللہ نے انہیں عدم سے وجود، نر کی پیٹھ سے، مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا، مثنوی شریف میں ہے:

کل یوم ھو فی شان بخواں
مرورا بیکار فعلے مدان
کمتریں کارش کہ ھرروزست آں

کو سہ لشکر روانہ میکند
لشکر ے زاصلاب سوئے امہات ،
بھراں تادر رحم روید نبات
لشکر ے زارحام سوئے خاکدان
تاز نرو مادہ پر گردد جہاں
لشکر ے ازخاکداں سوئے اجل
تابہ بیند ہر کسے حسن عمل

المثنوی المعنوی دفتر اول صفحہ ۷۹

روزانہ اللہ تعالیٰ اپنی شان میں پڑھ
اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ
اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتاہے
کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتاہے
ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طر ف
تاکہ ان کے ارحام میں پیدائش ظاہر فرمائے
ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف
تاکہ نرو مادہ سے جہان کو پر فرمائے
ایک لشکر اس دنیا سے موت کی طرف
تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے

حق عزوجل فرماتاہے:

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ۔

الاعراف ۱۳۳

ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان، ٹیریاں، جوئیں، مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹیری، مینڈک، جوں، کتے اور سور سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت۔

حضرت مولوی **قدس سرہ المعنوی** ان کی طرف سے فرماتے ہیں

ماسمیعیم وبصیر یم وخوشیم
باشما نامحرماں ماخامشیم

ہم آپس میں سننے، دیکھنے والے خوش ہیں
تم نا محرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں

اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ۔

بنی اسرائیل ۴۴

کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن شیء الایعلم انی رسول اللہ الاکفرۃ

اوفسقة الجن والانس۔ المعجم الکبیر حدیث ٦٧٢

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے

حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ۔ النمل ٢٢

کچھ دیر ٹھہر کر ہد ہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ینادی بعضا ، یاجارة ھل مربک الیوم عبد صالح صلی علیک اوذکر اللہ ؟ فان قالت نعم رأت ان لھا بذلک فضلا۔

المعجم الاوسط حدیث ٥٦٦

کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا؟ اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ

ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے کیا مرزا ہر اینٹ، پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر ریچھ، بندر اور ہر کتے سور کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں! تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقینا وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی موجود۔

وبعبارة اخری: معنی کے چار ہی قسم ہیں: لغوی، شرعی، عرفی عام یا خاص یہاں عرف عام تو وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعا حاصل، اور ارادہ لغوی کا ادعاء یقینا باطل اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء کرام **علیھم السلام** کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں، مگر **حاشا للہ**! ایسا باطل ادعاء اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوی کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو، کیا زید کہہ سکتا ہے کہ خدا دو ہیں؟ جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سور کو بھاگتا دیکھ کر

کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں **"لامشاحة فی الاصطلاح"** آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلاً منظور نہیں، معہذا اقادی بمعنی جلدی کنندہ یا جنگل سے آنے والا قاموس میں ہے:

قدت قادية جاء قوم قد اقحموامن البادية والفرس قديانا اسرع۔ **القاموس المحيط الفصل القاف**

قوم جلدی میں آئی قدت قادیہ کا ایک معنی جنگل سے آیا یا گھوڑے کو تیز کیا بھی ہے۔

قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک ،اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا، کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، **حاشا و کلا** کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا، بلکہ اسی پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادعاء مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کرلیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت

ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح میں (ہاں) بمعنی (ہوں) کلمہ زجرو انکار ہے، لوگ بیعنامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں **الی غیر ذلک من فسادات لاتحصیٰ** (ایسے بے شمار فسادات ہوں گے) تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ ورسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائیداد کے باب میں تاویل نہ سنیں اور اللہ ورسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کرلیں **لا الہ الا اللہ** مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں **وللہ الحمد** خود ان کا رب عزوجل قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا، فرماتا ہے:

قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ التوبة ٦٦

ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد

ثالثاً: کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صرف اسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین کررہا ہے۔

رابعاً: کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ لغوی، نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ

ورسول اللہ ہونے کا مدعی اور **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہوا، سچ فرمایا خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین ﷺ نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے **ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی** تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا **وانا خاتم النبیین لانبی بعدی** حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں **اٰمنت اٰمنت** ﷺ اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے **صَدَقَ** لیکن مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

کفر پنجم

دافع البلاء صفحہ ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

کفر ہفتم

اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے ''میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں'' یہ ادعاء بھی باجماع قطعی کفر و ارتداد یقینی ہے فقیر نے اپنے فتوی مسمّٰی بہ **رد الرفضۃ** میں شفاء شریف امام قاضی عیاض روضہ امام نووی، ارشاد الساری، امام قسطلانی، شرح

عقائد نسفی، شرح مقاصد امام تفتازانی، اعلام امام ابن حجر مکی، منح الروض علامہ قاری، طریقہ محمدیہ علامہ برکوی اور حدیقہ ندیہ علامہ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی، کوئی غوث اور کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جو ایسا کہے قطعا اجماعا کافر ملحد ہے، ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے:

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ۔

ارشاد الساری جلد ۱ صفحہ ۲۱۴

یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

کفر ہفتم میں ایسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بہ تقدیم باء ہے یعنی بھنگی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بیبیوں کا دین ہی اڑ گیا مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی

کفر ہشتم

ازالہ صفحہ ۳۰۸ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے ''اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ

جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا'' یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے، معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔

المائدہ ۱۱۰

جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر، جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل، جب تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم

سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا اور جب
میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں
لے کر آیا تو ان میں سے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام نے بار بار بتا کید رد فرمایا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَاُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ الآیۃ۔ آل عمران ۴۹

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے
پرند بناتا ہوں اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو
شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا ہوں اور جو کچھ گھر سے کھا کر
آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھار کھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا:

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ آل عمران ۴۹

بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

پھر مکرر فرمایا:

جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاتَّقُوااللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ۔ آل عمران ۵۰

میں تمہارے رب کے پاس معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسیٰ کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں۔

کس نہ گوید کہ دروغ من ترش ست

کوئی نہیں کہتا کہ میرا جھوٹ ترش ہے

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے

قال اللہ تعالٰی :تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی

پھر اسی فضیلت کے بعد ارشاد ہوا:

وَاٰتَیْنَا عَیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ وَاَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

البقرہ ۲۵۳

ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگر چہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے، ہر طرح کفر وارتداد سے راہ فرار نہیں ، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون ششم میں تھی۔

کفر نہم

سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا ''بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے'' **انا للہ وانا الیہ راجعون، الالعنۃ اللہ علی اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالٰی علی انبیائہ وبارک وسلم۔**

ہر نبی کی تحقیر مطلقا کفر قطعی جس کی تفصیل سے شفا شریف، شرح شفاء، سیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی، روضہ امام نووی، وجیز امام کردری اور اعلام امام حجر مکی وغیرہا تصانیف آئمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں، نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل، نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل، اولوالعزم، نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت، نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں، نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول **لعن اللہ قائلہ وقابلہ**

(اسے کہنے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت) نے اولوالعزمی و رسالت ونبوت در کنار اس **عبد اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام** کے نفس ایمان میں کلام کر دیا اس کا جواب اب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ الاحزاب ۵۷

بے شک جولوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر، اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دہم

ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے ”ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے“

یہ صراحۃ انبیاء **علیھم السلام** کی تکذیب ہے، عام اقوام کفار **لعنھم اللہ** کا کفر حضرت عزت عزوجل نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

کذبت قوم نوح ن المرسلین کذبت عاد ن المرسلین ،کذبت ثمود المرسلین ۔کذبت قوم لوط المرسلین ، کذب اصحٰب الایکۃ المرسلین۔ سورۃ الشعراء

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا، عاد نے رسولوں کو جھٹلایا، ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

آئمہ کرام فرماتے ہیں: جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر، نہ کہ معاذ اللہ چارسو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا۔

شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانية وصحة النبوة ونبوة بنبينا ﷺ ولكن جو ز على الانبياء الكذب فيما اتوابه ادعى فى ذلك المصلحة بزعمه اولم يدعها فهوكافر باجماع۔

الشفاء جلد ۲ صفحه ۲۶۹

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء کرام **علیہم السلام** پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

ظالم نے چارسو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی

اللہ سے **محمد** رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کرام **علیھم السلام** کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم نوح و ہود وصالح ولوط وشعیب **علیھم السلام** نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چارسو بلکہ جملہ انبیاء ومرسلین کو کذاب مانا۔

فلعن اللہ من کذب احدا من انبیائہ وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ ورسلہ والمومنین بھم اجمعین ، وجعلنا منھم وحشرنا فیھم وادخلنا معھم دارا النعیم بجاھھم عندہ وبرحمتہ بھم وبرحمتھم بنا انہ ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

طبرانی معجم کبیر میں وبر حنفی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ نے فرمایا:

انی اشھد عدد تراب الدنیا ان مسیلمۃ کذاب۔

المعجم الکبیر حدیث ۲۱۴

بے شک میں ذرہ ہائے خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب ہے

وانا اشھد معک یارسول اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ

عالم پناہ کا یہ ادنیٰ کتا بعدد دانہائے ریگ وستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے (راقم آثم) بھی اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سماوات وارض وحاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے" **وکفی باللہ شھیدا**" کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بے باک کافر مرتد ناپاک ہے۔

اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں (یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوی کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلا شبہ وہ یقینا کافر مرتد ہے) تو **واللہ واللہ** وہ یقینا کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

ندوہ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوی دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اول ودوم ورسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے، ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں، اس کی تکفیر میں چون و چرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ اراکین بھی کافر۔ مرزا کے پیروا گرچہ خود ان **اقوال انجس الابوال** کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر و کھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام، پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعا یقینا سب مرتد ہیں سب مستحق نار۔

شفا شریف میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیھم اوشک۔ **الشفاء جلد ۲ صحفه ۲۷۱**

ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

شفا شریف نیز فتاویٰ بزازیہ، درر، غرر، فتاویٰ خیریہ، درمختار اور مجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ **درمختار باب المرتد**

جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے یقینا خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعاء اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے۔

ہدایہ، درمختار، عالمگیری، غرر، ملتقی الابحر اور مجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

صاحب الھوٰی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد۔

درمختار جلد ۲ صفحه ۳۳۳

بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، برجندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ھولاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم

احکام المرتدین۔ فتاوی ھندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اوران کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔

مرتد کے بعض احکام

سوال میں یہ مذکورتھا کہ عورت خاوند کے پراگندہ خیالات اورغلط نظریات کی وجہ سے اس سے الگ ہوکر اپنے میکے چلی گئی تو اس کے نکاح اوراولاد کا حکم بھی مقصود تھا کہ ان کی شرعی حیثیت کیا ہے، امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے مرزا کے کفریات لکھنے کے بعد مرد وعورت کے نکاح کا حکم بھی بیان فرمایااور یہ مسئلہ بھی چونکہ اہم نوعیت کا حامل ہے اس کا ذکر بھی افادہ سے خالی نہ ہوگا۔آپ فرماتے ہیں:

شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام وتوبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کیے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جواولاد ہو یقینا **ولدالزنا** ہو، یہ احکام سب ظاہراورتمام کتب میں دائر وسائر ہیں:

فی الدرالمختار عن غنیة ذو ی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد الزنا۔

درمختار باب المرتد

درمختار میں **غنیہ ذوالاحکام** سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو، وہ عمل نکاح کو باطل کر دیتا ہے اس کی اولا د ولد الزنا ہے۔

اور عورت کا کل مہر اس کے ذمہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی قرض کو ساقط نہیں کرتا۔

فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ فئی بعد قضاء دین ردتہ۔

درمختار باب المرتد

تنویر میں ہے قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کی اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہوگا اور اس کے زمانہ ارتداد کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی۔

اور معجّل تو فی الحال آپ ہی واجب الادا ہے، رہا مؤجل وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا، مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکم شرح حکم فرمادے کہ وہ دارالحرب سے ملحق ہو گیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا اگر چہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔

فی الدر ان حکم القاضی بلحاقہ حل دینہ فی رد المحتار لانہ باللحاق صادر من اھل الحرب وھم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت الا انہ

لایستقر لحاقه الا بالقضاء لاحتمال العود ، واذا تقرر موته تثبت الاحکام المتعلقة به کما ذکر نهر۔ ردالمحتار باب المرتد

درمختار میں ہے کہ اگر قاضی نے مرتد کو دارالحرب سے ملحق ہونے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا قرض لوگوں کو حلال ہے، **ردالمحتار** میں ہے کیونکہ دارالحرب سے لاحق ہونے پر حربی ہوگیا اور حربی اسلام کے احکام میں مردوں کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کا لحوق قاضی کے فیصلہ پر دائمی قرار پائے گا کیونکہ قبل ازیں اس کے واپس دارالاسلام آنے کا احتمال ہے، تو جب اس کی موت ثابت ہوگئی تو موت سے متعلقہ تمام احکام نافذ ہوجائیں گے جیسا کہ نہر نے ذکر کیا۔

اولاد صغار ضرور اس کے قبضہ سے نکال لی جائیں گی:

حذرا علی دینهم الا تری انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة المسلمة ان کانت فاسقة والولد یعقل یخشی علیه التخلق بسیر ها الذمیمة فما ظنک بالاب المرتد والعیاذ بالله تعالٰی ۔ قال فی رد المحتار الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد یبقی عند ها الی ان یعقل الادیان

کماسیاتی خوفا علیه من تعلمه منها ماتفعله فکذا الفاجرة ۔الخ وانت تعلم الولد لایحضنه الاب الا بعد مابلغ سبعا اوتسعا وذلک عمرالعقل قطعا فیحرم لید فع الیه ویجب النزع منه وانما احوجنا الی هذا لان الملک لیس بید الاسلام والافالسلطان این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الی قولهم لاحضانة لمرتدة لانها تضرب وتحبس کالیوم فانی تتفرغ للحضانة فاذاکان هذا فی المحبوس فماظنک بالمقتول ولکن ان لله وانا الیه راجعون ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم۔

فتاوی رضویه جلد ۱۵ صفحه ۲۹۵

نابالغ بچوں کے دین کے خطرہ کی وجہ سے، کیا آپ نے نہ دیکھا کہ فقہاء نے مسلمان شفیق ماں اگر فاسقہ ہوتو اس سے بچے کو الگ کرنے کی تصریح کی ہے، بچے کے سمجھدار ہونے پر اس کی ماں کے برے اخلاق سے متاثر ہونے کے خوف کی وجہ سے، تو مرتد باپ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہوگا و**العیاذ بالله ۔رد المحتار** میں فرمایا کہ فاجر

عورت اہل کتاب عورت کے حکم میں ہے کہ اس کے پاس بچہ صرف اس وقت تک رہے گا جب تک دین سمجھنے نہ پائے جیسا کہ بیان ہوگا، اس خوف سے کہ کہیں بچہ اس کے اعمال سے متاثر نہ ہوجائے، تو فاجر عورت کا بھی یہی حکم ہے اور تجھے علم ہے کہ والد بچے کو سات یا نو سال کے بعد ہی اپنی پرورش میں لیتا ہے اور یہ سمجھ کی عمر ہے لہٰذا بچے کو اس کے سپرد کرنا حرام ہے اور اس سے الگ کر لینا ضروری ہے اور ہم نے یہ ضرورت اس لئے محسوس کی کہ یہ ملک مسلمان کے اختیار میں نہیں ورنہ اسلامی حکمران مرتد کو کب چھوڑے گا کہ مرتد کی پرورش کا مسئلہ زیر بحث آئے، آپ نے غور نہیں کیا کہ فقہاء کا ارشاد ہے کہ مرتدہ کو حق پرورش نہیں ہے کیونکہ وہ قید میں سزا یافتہ ہوگی جیسا کہ آج ہے لہٰذا وہ پرورش کرنے کی فرصت کہاں پاسکتی ہے یہ حکم قیدی کے متعلق ہے تو مقتول مرتد کے متعلق تیرا کیا گمان ہوسکتا ہے۔

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوی ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہوجائیں گے اور اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو باطل ہوجائیں گے۔

فی الدرالمختار یبطل منه اتفاقا مایعتمد الملة وھی خمس النکاح والذبیحة والصید والشهادة

والارث ویتوقف منه اتفاقا مایعتمد المساواة وهو المفاوضة او ولاية متعدية وهو التصرف على ولده الصغير، ان اسلم نفذ وان هلك او لحق بدارالحرب وحكم بلحاقه بطل، نسأل الله الثبات على الايمان وحسبنا الله ونعم الوكيل وعليه التكلان ولاحول ولاقوة الابالله العلى العظيم وصلى الله تعالٰى على سيدنا ومولٰنا وآله وصحبه اجمعين آمين۔ درمختار باب المرتد

درمختار میں ہے مرتد کے وہ تمام امور بالاتفاق باطل ہیں جن کا تعلق دین سے ہو اور وہ پانچ امور ہیں، نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی اور وراثت، وہ امور بالاتفاق موقوف قرار پائیں گے جو مساوات عمل مثلاً لین دین اور کسی پر ولایت اور یہ نابالغ اولاد کے بارے میں تصرفات ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو موقوف امور نافذ ہوجائیں گے اور اگر وہ ارتداد میں مرگیا یا دارالحرب پہنچ گیا اور قاضی نے اس کے لحوق کا فیصلہ دے دیا تو وہ امور باطل ہوجائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان پر ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے اور اسی پر بھروسہ ہے نیکی کرنے کی اور برائی سے بچنے کی طاقت

نہیں مگر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے اور صلوۃ وسلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ اور آپ کی تمام آل واصحاب پر آمین۔

ہندوستان میں روہیل کھنڈ گزٹ کے نام سے ایک رسالہ جاری ہوتا اس میں تصور حسین **نیچہ بند** کے نام سے مرزا غلام قادیانی کی حمایت میں ایک مضمون ''اطلاع ضروری'' کے نام سے شائع ہوا جس میں علماء و مشائخ اہلسنت پر زبان درازی کی گئی اور مناظرہ کا چیلنج کیا گیا۔ امام اہلسنت، اعلیحضرت عظیم المرتبت نے اس واہیات گفتگو کا جواب علمی انداز میں دیا اس کے متعلق امام احمد رضا خود رقم فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل، **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل** رسالہ ماہواری رد قادیانی کی ابتداء حکمت الہیہ نے اس وقت رکھی کہ یہاں دو چار جاہلان محض اس کے مرید ہو آئے، مسلمانوں نے حسب شرع شریف ان سے میل جول، ارتباط، سلام کلام یک لخت ترک کر دیا، دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ **العذاب الادنی دون العذاب الاکبر** چکھا، مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی میں کوئی گئی نہ کی، بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے، بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخر بحکم آنکہ

دست بگیر د سر شمشیر تیز

تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائد شہر اگر علماء طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود ہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں اور اس میں علماء اہلسنت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی واکاذیب بہتانی وکلمات شیطانی کا اٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ **بعونہ تعالیٰ** خود مرزا کے حق میں **کالباحث عن حتفه بظلفه** (اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کھر سے کرید نکالے) سے کم نہ تھی

ست بازو بجهل میفگند پنجه بامرد
آهنیں چنگال ہر فاہم وجاہل کو چھیڑ **آهنی** پنجہ والے مرد
سے پنجہ آزمائی کی

مگر از انجا کہ **عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ**

خدا شرے بر انگیزد کہ خیر مادراں باشد
اللہ تعالیٰ ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو

یہ ایک غیبی تحریک خیر ہوگئی جس نے اس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی، اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا، مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہولناک اقوال ادعائے رسالت ونبوت وافضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر وضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا،

صرف اتنا دکھا دیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں ، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ و رسول و انبیاء سابقین و آئمہ دین سب کو گالیاں سنا تا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ مذکور ہوئی ، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی ''ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری'' نام رکھا گیا، اس میں دعوت مناظرہ، شرائط مناظرہ، طریق مناظرہ اور مبادی مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلک منیر میں مختلف سلاسل لئے سلسلہ دشنام ہائے قادیانی بر حضرت ربانی اور سولان رحمانی ومحبوبان یزدانی ، ، سلسلہ کفریات وضلالت قادیانی ، سلسلہ تناقضات وتہافتات قادیانی ، سلسلہ دجالی وتلبیسات قادیانی ، سلسلہ جہالات وبطالات قادیانی ،سلسلہ تاصیلات ، سلسلہ سوالات اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل الٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہٰذا ہر رسالے کے جداگانہ رو سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن واولیٰ۔

ہدایت نوری

اب **بعونہ تعالیٰ** اسی ہدایت نوری سے ابتداء رسالہ ہے اور مولیٰ تعالیٰ مدد فرمانے والا ہے، اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل ومضامین حسب حاجت اندراج گزین مناسب، کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے یہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے ، جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ

سلسلہ موضوع ہو، اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اول تا آخر ایک سلسلے میں **منضود** اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت ''ت'' لکھ کر جدا معدود، مسلمانوں سے تو بفضلہٖ تعالیٰ یقینی امید مدد و موافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوف خدا اور روز جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہٖ تعالیٰ امید ہدایت ہے ۔ **وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ انہ ھو القریب المجیب۔**

اس کے بعد امام اہلسنت ، مجدد دین وملت ، اعلیٰحضرت عظیم البرکت نے کچھ مبادیات کا ذکر کرنے کے بعد تازیانہ واعتراضات کے حوالہ سے ۷۰ سے زائد مرزا غلام قادیانی کے ہذیانات ، واہیات اور کفریات وضلالات کا تذکرہ فرمایا جس میں محبوبان الٰہی کی شان اقدس میں انتہائی بیہودہ ، سخت اور گندی زبان استعمال کی گئی ۔اس ظالم قادیانی نے انبیاء کرام **علیہم السلام** کی شان اقدس میں بھی سخت بدکلامی کی اور اپنے بد باطن ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔انبیاء کرام **علیہم السلام** کے متعلق بالخصوص حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں مرزا قادیانی نے اتنی بدزبانی کی کہ کوئی مسلمان تو کجا شریف انسان بھی اس کا تصور نہیں کرسکتا۔

امام اہلسنت، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ساری بحث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اٹھا رکھی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو ولعب وشعبدہ وسحر ٹھہرایا، **ابرائے اکمہ وابرص** کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزہ پرندہ میں تین احتمال پیدا کیے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتادیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاک سم اٹھائی وہ اسی کو نظر آئی ،دوسرے نے اطلاع نہ پائی۔

قال اللہ تعالٰی بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُھَا وَکَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ۔ طٰہٰ ۹۶

سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپ رسول کی خاک قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفس امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا۔

مگر مسیح کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرہ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول یقیناً اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور مزہ یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا۔ اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں

،معجزات سے انکار، قرآن کی تکذیبیں اور پھر اسلام باقی ہے۔

چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ

جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کر کے اٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذب قرآن ،دشمن انبیاء اور عدو الرحمان کو امام وقت مسیح و مہدی مان رہے ہیں

گر مسیح این ست لعنت بر مسیح

اگر یہی مسیحیت ہے تو ایسی مسیحیت پر لعنت

اوران سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شد بد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب مرزا کو کافر نہیں کہتا خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید ان کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق وتکریم کرے **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔

اللہ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

تنبیہ:

ان عبارات ازالہ سے بحمد اللہ تعالیٰ اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہو گیا جو عبارات ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔

اولا: ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجاز احمدی، دافع البلاء، کشتی نوح، اربعین اور مواہب الرحمن وغیرہ میں اہلی و گہلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے:

دلہن کا منہ کالا ،مشاطہ کب تک ہاتھ دیئے رہے گی

ثانیاً: کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بدمذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثا: مرزا کو ادعاء ہے کہ اگر چہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعت محمد یہ سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآن حکیم میں یہ حکم پاتے ہیں:

لَاتَسُبُّوْاالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوْااللّٰہَ عَدْوًّابِغَیْرِعِلْمٍ ۔ **الانعام۱۰۷**

کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کرینگے

رابعا: مرزا کو ادعاء ہے کہ وہ مصطفی ﷺ کے قدم بقدم چل رہا ہے التبلیغ صفحہ ۸۳ پر لکھتا ہے:

من آیات صدقی انه تعالٰی وفقنی باتباع رسوله واقتداء نبیه ﷺ فمارایت اثرامن أثار النبی الاقفوته۔

میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنے رسول کی اتباع

اور نبی کی اقتداء پر توفیق دی میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا۔

بتائے تو کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں

خامسا: مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کر دیا، ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے، حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے، وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ٦: نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لاکر بے پر کی اڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے، رہی ولادت زناوہ اس نے بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی، برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاما پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کاروائی صراحۃ اس کی مکذب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کر دی کہ قرآن عظیم اسی بائبل محرف کی طرف رجوع

کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے۔

ازالہ صفحہ ۳۰۸: آیت **فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ**۔ یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو۔ ان کی کتابوں پر نظر ڈالو اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود ونصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل۔

تو ثابت ہوا کہ یہ توریت وانجیل بلکہ تمام بائیبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہر گز الزامانہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت اور خود اس کا عقیدہ تھا اللہ تعالیٰ دجالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے **والحمد للہ رب العالمین**۔

حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

مرزائی حضرات ''سانپ کے منہ میں چھپکلی نہ نگل سکتا ہے نہ اگل سکتا ہے'' کے مصداق اپنا عقیدہ کھل کر بیان نہیں کر سکتے اگر کوئی مرزائی اپنا عقیدہ واضح طور پر بیان کرے تو ہر مسلمان پر ان کا کفر واضح ہو جائے، مرزائی سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو فروعی مسائل میں الجھا کر اپنے مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں۔

حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی امت مسلمہ کے درمیان ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے چونکہ مرزائیوں کو اس مسئلہ میں ہاتھ پاؤں مارنے کی کچھ گنجائش مل جاتی ہے اس لئے وہ اس مسئلے پر بحث مباحثہ کو اپنے لئے آسان گردانتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اقرار یا انکار کفر واسلام کا مسئلہ نہیں۔

مرزائیوں کا پسندیدہ موضوع آجکل وفات مسیح ہوتا ہے اور وہ اسی موضوع سے ہی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں لیکن ان کے روحانی پیشوا مرزا غلام قادیانی کے ہاں تو اس موضوع کی کوئی اہمیت ہی نہیں بلکہ مرزا کے دعوی مطابق تو اس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے ۔مرزا غلام قادیانی کی زبانی ملاحظہ کریں:

> اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔ **ازالہ اوہام صفحہ**
> ۱۴۰

> ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنی سی بات ہے

ملفوظات احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۷۳

مرزائیوں کے نزدیک جب یہ مسئلہ ایمانیات کا جزو نہیں نہ دین کا کوئی رکن ہے، اس پر مباحثہ کرنے کی کوئی غرض نہیں، یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی اہمیت وضرورت مرزائیوں کے نزدیک تو باقی ہی نہیں رہنی چاہیے

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی

ہندوستان کے علاقہ پیلی بھیت میں مرزا غلام قادیانی کے کسی پیرو نے یہی مسئلہ وفات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام چھیڑا، پیلی بھیت سے جناب شاہ میر قادری رضوی نے ایک استفتاء امام اہلسنت کی خدمت میں بھیجا۔اس سوال کے جواب امام احمد رضا بریلوی نے ایک مستقل رسالہ "**الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی**" تصنیف فرمایا اور اس رسالہ میں دلائل باہرہ وقاہرہ سے ثابت فرمایا کہ یہ مسئلہ مرزائیوں کو کسی بھی طرح مفید نہیں اور نہ ہی وہ اس کے ذریعے اپنے کفر وضلال کو چھپا سکتے ہیں۔

آپ بھی امام اہلسنت، مجدد دین وملت، کشتۂ عشق مصطفی، حسان الہند اعلیحضرت بریلوی کے برق بار قلم کی جولانیاں ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیحضرت **مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمة الله برکاته،**

اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالتِ اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَایَخْلُقُوْنَ شَیْئًاوَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ ،اَمْوَاتٌ غَیْرُاَحْیَآئٍ وَّمَایَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔النحل ۲۰، ۲۱

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جب کہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ اُن کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے۔

صاحبِ بخاری بروایتِ عائشہ **رضی اللہ عنہا** رقام فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ والنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ۔

منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ نبی یہود حضرت موسیٰ و نبی نصاریٰ حضرت عیسیٰ **علی نبیّنا وعلیھما الصلوۃ والسلام** کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔

حسبِ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ۔

النساء ۵۹

پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو۔

آیاتِ الٰہیہ احادیثِ نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر ان کو زندہ مان لیا جائے۔

الجواب

فائدہ نمبر ۱: قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائشِ دست و پا زدن ہو۔ قادیانی صدہا وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات ووفاتِ سیدنا عیسیٰ رسول اللہ **علی نبینا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات** کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ نزولِ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ ربّ عزوجل نے اُن کو اُس وقت

وفات ہی دی، پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہو گیا؟ انبیاء **علیهم الصّلوٰة والسلام** کو موت محض ایک آن کو تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَآئُ اَحْیَائٌ فِیْ قُبُوْرِ ھِمْ یُصَلُّوْنَ۔

مسند ابو یعلی حدیث ۳۴۱۲

انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۲: معاذ اللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہو گیا؟

وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَھْلَکْنٰھَا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ الانبیاء ۹۵

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔

وعدہ ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ السلام

قال اللہ تعالیٰ :فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ۔

البقرہ ۲۵۹

تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کر دیا۔

چاروں طائرانِ خلیل علیہ السلام

قال اللہ تعالٰی ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا۔ البقرہ ۲۶۰

پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرین بعث اسے محال جانتے ہیں اور دربارۂ مسیح علیہ السلام قادیانی بھی اُس قادرِ مطلق عزوجل کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۴۳ پر یوں کفر بکتا ہے

''خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے''

مشرک و قادیانی دونوں کے رَد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ ق ۱۵

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہ میں ہیں

جب صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن و داخل زیر قدرت و جائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

فائدہ نمبر ۳: اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعدِ استیفائے اجل

کے لئے ہے اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَہُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ۔ البقرہ ۲۴۳

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا

قتادہ نے کہا:

اماتھم عقوبۃ ثم بعثوا لیتوفوا مدۃ آجالھم ولو جاء ت آجالھم ما بعثوا۔ جامع البیان تفسیر ابن جریر طبری جلد ۲ صفحہ ۳۴۷

اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کردیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔

فائدہ نمبر ۴: اس وقت حیات و وفاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجّال لعین کو قتل فرمانے

میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفاتِ مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسیٰ رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے **ابتداع فی الدین** سے پہلے مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ عیسیٰ آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزول عیسیٰ فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ کریمہ:

يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِيْرًا۔ **النساء ۱۱۵**

مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

کا حکم صاف ہے

فائدہ نمبر ۵: مسیح سے مثیل مسیح مراد لینا تحریفِ نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں **يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ** (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔

ایسی تاویل گھڑنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام و ارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جگہ جس شیء کا ذکر آیا، کہہ سکتے ہیں وہ شی خود مراد نہیں اس

کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ ملاعِنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز و روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

فائدہ نمبر ٦: بفرض باطل ایںہم بر **عَلَم**، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزار ہا کفریات سے مشتے نمونہ، رسائل **السوء والعقاب علی المسیح الکذاب وقهر الدّيان علی مرتد بقاديان ونور الفرقان وباب العقائد والكلام وغيرها** میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

فائدہ نمبر ٧: مسیح رسول اللہ **علیہ الصلوۃ والسلام** کے مشہور اوصافِ جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے

کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے:

قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا○ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔

مریم ۲۰، ۲۱

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے

انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا:

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا۔

مریم ۲۴

تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے

علی قراءۃ من تَحْتَهَا بالفتح فیهما وتفسیره بالمسیح۔ اس قراءت پر جس میں **مَنْ** کی میم مفتوح اور **تَحْتَهَا** کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰی **علیه السلام** سے کی گئی ہے۔

جامع البیان جلد ۱۶ صفحہ ۴۵

انہوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی:

یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا۔ آل عمران ۴۶

لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ مریم ۳۰

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئی۔

وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ۔ مریم ۳۱

اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔

برخلاف کفرِ طاغیۂ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

جس کا نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر، اور جو

کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے اگر چہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب ان پر آئینہ تھا۔

وَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ۔
آل عمران ۴۹

تمہیں بتا تا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرر کھتے ہو

انہیں توراتِ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا:

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَلِاُحِلَّ لَـكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ۔ آل عمران ۵۰

اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

انہیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لا علاج برص کو شفا دیتے:

وَتُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ۔ المائدہ ۱۱۰

اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا

انہیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے:

وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِىۡ۔ المائدہ ۱۱۰

اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

وَاُحۡىِ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِ اللّٰهِ۔ آل عمران ۴۹

اور میں مردے جلاتا ہوں اور اللہ کے حکم سے

ان پر اپنے وصفِ خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اڑتا چلا جاتا۔

وَاِذْتَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَافَتَکُوْنُ طَیْرًابِاِذْنِیْ ۔

المائدہ ۱۱۰

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہو گیا؟ اخیر کی چار یعنی مادر زاد اندھے اور ابرص کو شفاء دینا، مردے جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیل مسیح بنتا ہے ان میں سے کچھ کر دکھا اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو پس پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ **لونشاء لقلنا مثل ھذا** (اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہتے) ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے ۔**اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔**

قادیانی **خَذَلَهُ اللّٰهُ** کے ازالہ اوہام صفحہ ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں، یا ان کی تلخیص رسالہ **قهرالدیان** صفحہ ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں یہاں دو چار صرف بطورِ نمونہ منقول:

ملعون ازالہ صفحہ ۳: احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

صفحہ ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

صفحہ ۱۵۱: شعبدہ بازی اور دراصل بے سود، عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، سلبِ امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلبِ امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل

(مسمریزم) سے اچھا کرتے، مگر ہدایتِ توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی، مسیح کے معجزات اس تالاب کی وجہ سے بے رونق بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا ان ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیاتِ قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس کفر ہیں بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ وہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی، مرسل، اولوالعزم، صاحب معجزات وآیات بینات، اور یہ مردود ومطرود ومرتد ومورد آفات، اور خود اس کے نزدیک یوں کہ معاذاللہ وہ شعبدہ باز، بھانمتی مسمریزمی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف نکمے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی **اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ**۔

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعمِ ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے

دافع البلاء صفحہ ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا، کبھی نہ سنا کہ فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس

کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحیٰی کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷: آپ (یعنی عیسیٰ) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیز گار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اپنے بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۶: حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔

صفحہ ۷: آپ کے ہاتھ میں سوا مکروفریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا یہ پچاس کفر ہوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں صفحہ ۴ سے ۸ تک بحیلۂ باطلۂ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیال والا، فحش گو، بدزبان، کٹیل، جھوٹا، چور، علمی عملی قوت میں بہت کچا، خلل دماغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بدقسمت، نرا فریبی، پیروشیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے اور اس کے تین کفر

او پر گزرے کہ اللہ مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح فتنہ تھا، مسیح کے فتنے نے تباہ کردیا۔ یہ سب ستر کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا، غرض تیس سے او پر اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن، بدمعاش، فریبی، مکّار، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے، مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہوم ومزعوم ہے **اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ**۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھیے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات وحیاتِ مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی **تضییع** وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے!

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک وبے اصل وپا، در ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول **علیہ الصلوۃ والسلام** پر پیش کئے، ایسی مہمل عیاریوں کیا دیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہُشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائل سنی المذہب سے جوابِ شہادت گزارش کرتے ہیں **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ**۔

شبہ اول:

آیہ کریمہ **وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الایۃ۔**

اقول اولاً: یہ شبہ مرتدانِ حال نے کافران ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ : **اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ۔** نازل ہوئی کہ بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔

مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب عزوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ، لَایَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا۔ **الانبیاء ۱۰۱، ۱۰۲**

بے شک وہ جن کے لئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

ابوداؤد کتاب **الناسخ والمنسوخ** میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن حاتم وطبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع **تصحیح** مستدرک میں حضرت

عبداللہ بن عباس **رضی اللہ عنہما** سے راوی:

لما نزلت اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ۔ فقال المشركون الملٰئكة وعيسٰى وعزيرٌ يُعبدون من دون الله فنزلت اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی **اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الاية** تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالٰی کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی **ان الذين سبقت الاية** بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں

۔

المستدرک کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ انبیاء

ثانیًا: يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یقینا مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا، اُن کے احکام ان سے جدا رکھے، ان کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا اُن کا مردار۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۔ البينة

۱

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے

پاس دلیل نہ آئے۔

قال اللہ تعالی :لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَھۡلِ الۡکِتَابِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا اُوۡلٰئِکَ ھُمۡ شَرُّالۡبَرِیَّۃِ۔ البینۃ ٦

بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

وقال تعالٰی: مَایَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَھۡلِ الۡکِتَابِ وَلَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ۔ البقرہ ١٠٥

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے

وقال تعالٰی: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا الۡیَھُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا وَلَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَھُمۡ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا الَّذِیۡنَ قَالُوۡا اِنَّا نَصَارٰی۔ المائدہ ٨٢

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔

وقال تعالیٰ: اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

المائدہ ۵

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ۔ البقرہ ۲۲۱

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔

جب قرآن عظیم **يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا اس **اَلَّذِيْنَ** میں مسیح علیہ السلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

ثالثًا: سورت مکیّہ ہے اور سوائے عاصم قرّاء سبعہ کی قراءت **تَدْعُوْنَ** بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور **اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اَصْنَامٌ** (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بت ہیں۔)

رابعاً: خود آیۂ کریمہ طرح طرح دلیلِ ناطق کہ حضرات انبیاء **علیهم الصلوة والثناء** عموماً اور حضرت مسیح **علیه الصلوة والتسلیم** خصوصًا

مراد نہیں، جہاں فرمایا **اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ** (مردے ہیں زندہ نہیں)اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا **غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ** یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں، یہ بتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حیث کان بعض الاموات ممّا یعتریه الحیاة سابقا او لاحقا کاجساد الحیوان والنطف التی ینشئها الله تعالٰی حیوانا احترز عن ذلک فقیل غیر احیآءٍ ای لایعتریها الحیٰوة اصلا فهی اموات علی الاطلاق۔

بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالٰی مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا **غیر احیاء** یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

ارشاد العقل السلیم تفسیر ابی السعود جلد ۵ صفحہ ۱۰۶

خامسًا: رب عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ، فَرِحِیۡنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ

فَضْلِهٖ۔ آل عمران ۱۶۱

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نجانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

البقرہ ۱۵۶

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام، اور انبیاء معاذ باللہ مردے کہے سمجھے جائیں یقیناً قطعاً ایماناً وہ **اَحْیَاءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ** (زندہ ہیں مردے نہیں) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ **اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ** (مردے ہیں زندہ نہیں) جس وعدۂ الٰہیّہ کی تصدیق کے لئے ان کو عروضِ موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے **کل نفس ذائقة الموت**۔ پھر جب یہ **اَحْیَاءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ** ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد **اَحْیَآءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ** ہیں نہ کہ **اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ**۔

سادسًا: آیۂ کریمہ میں **وَھُمْ قَدْ خُلِقُوْا** بصیغہ ماضی نہیں بلکہ **وَھُمْ یُخْلَقُوْنَ** بصیغۂ مضارع ہے کہ دلیل تجدد واستمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے

ہیں اور نئے نئے گھڑے جائیں گے، یہ یقینا بُت ہیں۔

سابعاً: آیۂ کریمہ میں ان سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ **لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡـًٔا** (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔) اور قرآن عظیم نے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، **وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَھَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ** اور ایجابِ جزئی نقیضِ سلبِ کلی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں، نامناسب سے قطع نظر ہو تو **اَمۡوَاتٌ** قضیۂ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ برتقدیر ثانی یقینا انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کے لئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، برتقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسیٰ وملائکہ **علیہم الصلوۃ والسلام** سب کے لئے ثابت، بے شک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح **علیہ الصلوۃ والسلام** وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی ورنہ **یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ** میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں اور یہ باطل ہے۔

تفسیر انوار التنزیل میں ہے:

(اَمۡوَاتٌ) حالًا او ماٰلًاغَیۡرُ اَحۡیَاءٍ بِالذَّاتِ لیتنا ول کُلَّ معبودٍ۔

تفسیر بیضاوی النحل ۲۱

مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

فالمراد مالاحیوۃ له سواء کان له حیوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملٰئکة علیهم السلام اولیس من شانه الحیوۃ کالاصنام۔

عنایۃ القاضی جلد ۵ صفحة ۳۲۲

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ و ملائکہ **علیهم الصلوۃ والسلام** منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہ ہر پہلو پر مردود ہے **وللہ الحمد**۔

شبہ دوم:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَوَالنَّصَارٰی اقول **وَالْمِرْزَائِیَّۃَ لَعَنَھُمْ لَعْنًاکَبِیْرًا**

اولاً: اَنْبِیَآئِھِمْ میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسیٰ سے یحییٰ **علیهما الصلوۃ السلام** تک ہر نبی کی قبر کو یہود ونصاریٰ سب نے مسجد کرلیا ہو، یہ یقینا غلط ہے جس طرح **وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِیَآئَ بِغَیْرِ حَقٍّ** میں اضافت ولام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے۔

قال تعالیٰ: فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ البقرہ ۸۷

انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح **علیہ الصلوۃ والسلام** کا داخل کر لینا ادعائے باطل و مردود ہے یہود کے سب انبیاء نصاریٰ کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصاریٰ کا ان میں بعض قبور کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کر کے نصاریٰ کے انبیاء کہاں ہیں، ان کے تو صرف ایک عیسیٰ نبی تھے ان کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو **بتوفیقہ تعالی** ہم نے ذکر کیا کہ:

اوالمراد بالاتخاذ اعم من ان یکون ابتداعا او اتباعا فالیهود ابتدعت والنصاری اتبعت ولاریب ان النصاری تعظم قبور کثیر من الانبیاء الذین تعظمهم الیهود۔

فتح الباری کتاب الصلوۃ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴

انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں:

ثانیاً: امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں

اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصاری اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہٰذا صحیح بخاری میں دربارۂ قبورِ انبیاء تنہا یہود کا نام ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قاتل اللہ الیہود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک فرمائے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

اور صحیح بخاری حدیثِ اُم سلمہ **رضی اللہ عنھا** میں جہاں تنہا نصاریٰ کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰئک قوم اذا مات فیھم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علٰی قبرہ مسجدا و صوروا فیہ تلک الصور۔

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب بناء المسجد علی القبر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصاریٰ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے

صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ عنہ میں یہود و نصاری دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو

جمع فرمایا کہ:

سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیآئھم وصالحیھم مساجدا۔

صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے تھے۔

ہمیشہ جمع طرق سے معنی حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثاً: اقول چالا کی بھی سمجھئے یہ فقط قبر عیسیٰ ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح، اور انبیاء کے چاند والے بیٹے، قادیان وقادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام **علیھم الصلوۃ والسلام** کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اس مرتد کے اکٹھے

چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے ، **قال اللہ تعالیٰ کذبت قوم نوح ن المرسلین۔** تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دو لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر کفر میں اور ترقی معکوس کر کے اسفل سافلین میں پہنچنا چاہا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیهم اجمعین** کا جھوٹ ثابت کریں، اس حدیث کے یہ معنی گھڑے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ **علیہ الصلوۃ والسلام** کی قبر کو مسجد کر لیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصاریٰ ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اسے مسجد کر لینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفی ﷺ (کے دشمنوں) نے (خاک بدہن ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھنکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصاریٰ مسیح **علیہ الصلوۃ والسلام** کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کر لیا جس کا مصطفی **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذمے

معاذ اللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنی گھڑے اور:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمۡ عَذَابًا مُّھِیۡنًا۔ الاحزاب ۵۷

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

استدلال کا مزا چکھّا؟

کَذٰلِکَ الۡعَذَابُ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ اَکۡبَرُ لَوۡکَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ۔

آخری بات

امام اہلسنت، حامیٔ شریعت، ماحی بدعت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت نے دلائل و براہین کے ساتھ مرزا قادیانی کے دارِ عنکبوت کے سارے تار و پود بکھیر دیے، اس کی چال بازیوں اور سازشوں کا پردہ چاک کر کے قادیانیت کا بدنما چہرہ امت مسلمہ کے سامنے ظاہر کر دیا۔کوئی بھی شخص غیر جانبداری، ٹھنڈے دل اور عدل و انصاف کی نظر سے ان دلائل و براہین کا مطالعہ کرے تو صراط مستقیم اس پر واضح ہو جائے گا۔

اللھم انا نسئلک حبک و حب حبیبک وحب من یحبک وحب عملا یقربنا الیک، حسبنا اللہ ونعم

الوکیل صلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین

تمّت بالخیر

ماخذ ومراجع

القرآن الکریم — سنن الدارمی

جامع البیان تفسیر ابن جریر — شعب الایمان

انوار التنزیل تفسیر بیضاوی — مشکوۃ المصابیح

ارشاد العقل السلیم تفسیر ابی سعود — مسند ابو یعلی

الدر المنثور — فتح الباری شرح بخاری

تفسیر عنایۃ القاضی — ارشاد الساری شرح بخاری

تفسیر روح البیان — التیسیر شرح جامع الصغیر

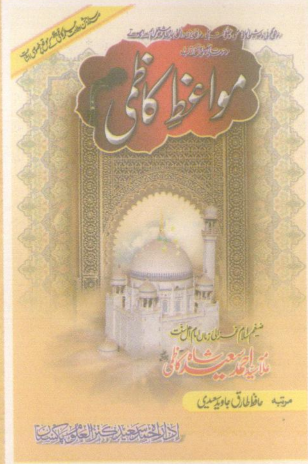
صحیح بخاری — دلائل النبوۃ بیہقی

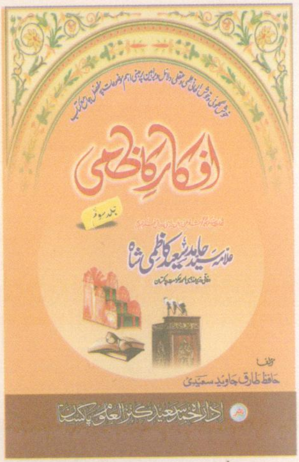
صحیح مسلم
دلائل النبوۃ ابو نعیم
جامع ترمذی
تاریخ دمشق ابن عساکر
سنن ابوداؤد
الشفاء بتعریف الحقوق المصطفیٰ
سنن ابن ماجه
الخصائص الکبریٰ
المستدرک للحاکم
المواهب اللدنیه
مصنف ابن ابی شیبه
زرقانی علی المواهب
مسند امام احمد بن حنبل
نسیم الریاض
المعجم الکبیر
شرح الشفاء ملاعلی قاری
المعجم الاوسط
فضائل الصحابه امام احمد
مجمع الزوائد
الطبقات الکبری
تاریخ بغداد
ماهنامه اهلسنت جنگ آزادی نمبر
حلیۃ الاولیاء
جهان رضا
غنیه الطالبین
مقالات یوم رضا حصه سوم
فتوح الغیب
فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں
بهجۃ الاسرار
فتاویٰ رضویه
مطالع المسرات
اعلام بقواطع الاسلام
خیرات الحسان
توضیح

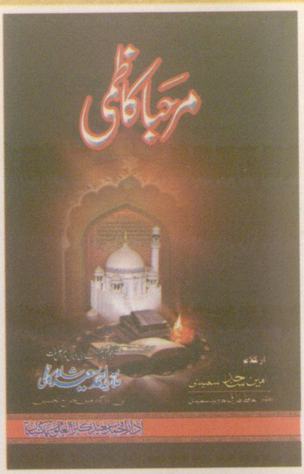
المجموعة النبهانيه فى المدائح النبوية — نور الانوار
جامع الفصولين — التعريفات
المثنوى المعنوى — القاموس المحيط
منح الروض الازهر شرح فقه اکبر — شرح کافیه للرضى
الاقتصاد فى الاعتقاد — ملفوظات اعلیٰ حضرت
کتاب الانوار — حسام الحرمین
التمهید فى بیان التوحید — الاجازة الرضویه
فتاویٰ تاتارخانیه — حیات اعلیٰ
درمختار — سیرت اعلیٰ حضرت
ردالمحتار — نزهة الخواطر
الاشباه والنظائر — تحذیر الناس
مجمع الانهر — تذکرة الرشید
فتاویٰ هندیه — حیات شبلی
معتمد المعتقد — مرزا قادیانی کی کتب
تحفه شرح منهاج — حقیقة الوحی
شرح فرائد — ایام الصلح
مجموعه اشتهارات جلد دوم — ضرورة الامام
آریه دهرم — تحفه قیصریه
تحفه گولڑویه — تریاق القلوب
حمامة البشریٰ — شهادت القرآن
البریه — ازالۂ اوهام

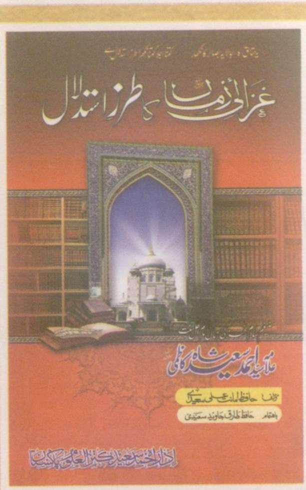
تذکرہ مجموعہ الھامات	انجام آتھم
نزول المسیح	پیغام صلح
انوار اسلام	چشمۂ معرفت
آئینہ کمالات اسلام	براھین احمدیہ
ایک غلطی کا ازالہ	کشف الغطاء
اربعین	کشتی نوح
التبلیغ	چشمہ مسیح
دافع البلاء	ملفوظات احمدیہ
توضیح مرام	کلمۃ الفصل از مرزا بشیر

ہماری دیگر مشہور کتب









+92 42 3592 1188

میٹرو اسٹیشن 21 مین بازار 2
(سنوالا بازار) جونگ امیر سدھو لاہور

+92 300 8166 082
+92 313 8160 188